رکتاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ○اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

”قدوری شریف اور چند مُفتیٰ بہ اقوال“

اللہ کریم ہمیں اپنی ضرورت کے مسائل سیکھنے، فرض علوم حاصل کرنے، اپنی تمام تر شرعی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے، انہیں پورا کرنے اور صحیح خطوط پر اُمّت کی رہنمائی کرنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)، احقر العباد ابوزیاد محمد عماد عطّاری۔

نوٹ: مفتٰی بہ اقوال (کنز المدارس بورڈ، نصاب میں موجود ابواب کے) مخصوص کتب سے لیے گئے ہیں لہذا یہ قدوری شریف کے سب مسائل (بلکہ ان ابواب) کے (بھی) مکمل مفتی بہ اقوال نہیں ہیں۔ تفتیشی مراحل مکمل نہیں، process جاری ہے (البتہ پہلے مرحلے کا کام مکمل ہو چکا ہے، الحمد للہ علی احسانہ)۔ صلح، وقف، لقیط، وصایا کا کام "دین کے مسائل" میں نہیں ہوا لہذا اس کا کام باقی ہے لیکن ان کے جزئیات لے لیے ہیں (اور یہ کتاب مکمل کی گئی ہے)۔

Pls vist www.farzuloom.net

Pg	عنوان(topic)	نمبر
3	"خرید و فروخت" کا بیان	1
11	"خیارِ شرط" کا بیان	2
15	"خیارِ رؤیت" کا بیان	3
19	"خیارِ عیب" کا بیان	4
22	"بیع فاسد" کا بیان	5

31	"اقالہ"کابیان	6
33	"مرابحہ"اور"تولیہ"کابیان	7
38	"سود"کابیان	8
46	"بیع سلم"کابیان	9
53	"بیع صرف"کابیان	10
57	"رہن(mortgage)"کابیان	11
67	"کتاب الحجر"(پابندی لگانے)کابیان	12
75	"اقرار"کابیان	13
84	"اجارہ"کابیان	14
101	"شفعہ"کابیان	15
112	"شرکت"کابیان	16
124	"مضاربت"کابیان	17
130	"وکالت"کابیان	18
142	"کفالت"(guaranty)کابیان	19
149	"حوالہ"کابیان	20
151	"صلح"کابیان	21
159	"تحفہ دینے"کابیان	22
166	"وقف"کابیان	23
171	"غصب"کابیان	24

www.farzuloom.net

178	"ودیعت"کا بیان	25
182	"عاریت"کا بیان	26
186	"لقیط"کا بیان	27
188	"لقطہ"(زمین وغیرہ پر پڑا ہوا مال)کا بیان	28
190	"اشربہ"کا بیان	29
193	"حظر واباحت"کا بیان	30
205	"کتاب الوصایا"کا بیان	31

خرید وفروخت(buying and selling):

(یہ مواد "دین کے مسائل"،part 04 سے لیا گیا ہے،www.farzuloom.net)

{1} حلال کمانے کے ضروری شرعی مسائل کا جاننا ہر کمانے والے مسلمان پر فرض ہے کیونکہ جو علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے،وہ علم وہی ہے کہ جس کی اُسے ضرورت ہو۔اور کام کاج کرنے والے کو جب کمانے کی ضرورت ہے(تو اس پر اس کا علم حاصل کرنا فرض ہوا)اور جب اسے یہ علم حاصل ہو گا تب ہی تو وہ مُعاملات (مثلاً کاروبار)کو خراب کرنے والی چیزوں کو جانے گا۔جب وہ کاروبار کی خرابیوں کو جانے گا،تب ہی ان خرابیوں سے بچے گا اور جب کسی مسئلے میں اسے کوئی مشکل آئے ہو گی تو وہ اس کے سبب(اس خرابی کی وجہ)میں سوچے گا اور کسی علم والے سے سوال کرے گا۔اگر کوئی شخص بنیادی(basic)یا ابتدائی مسائل ہی نہ جانتا ہو گا تو وہ شخص کیسے اس خرابی کے بارے میں غور کرے گا؟اور کیسے اس بارے میں(عُلَمائے کِرام سے)سوال کرے گا؟[1]۔

(احیاء العلوم مترجم،ج۲،ص۲۴۰،مُلخصاً)

{2} جب تک خرید وفروخت(trade)کے(شرعی)مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع(تجارت۔trade)

---

(1)"فرض علم"کی تفصیل(detail)کے لیے"دین کے مسائل"part : 3 ، Topic number : 101 دیکھیں۔

جائز ہے اور کون (سی) ناجائز (ہے)، اس وقت تک تجارت (trade) نہ کرے (بہار شریعت ح۱۶، ص۴۷۸، مسئلہ ۱)
جو تجارت (trade) کرنا چاہتا ہے، اسے فرض ہے کہ تجارت (trade) کے مسائل سیکھے[2]۔

{3} تاجر (trader) اپنی تجارت (trade) میں اس طرح مشغول (مصروف) نہ ہو کہ فرائض (مثلاً فرض نمازیں) فوت ہو جائیں، بلکہ جب نماز کا وقت آجائے تو تجارت (trade) چھوڑ کر نماز کو چلا جائے۔
(بہار شریعت ح۱۶، ص۴۸۰، مسئلہ ۷، مُلخصاً)

{4} تجارت (trade) کے ساتھ عام طور پر زکوۃ لازم ہو جاتی ہے، لہذا تاجر (trader) کو زکوۃ کے مسائل سیکھنا بھی ضروری ہے۔[3]

خرید و فروخت (buying and selling) کے دینی مسائل (کِتَابُ البیوع):

{1} شریعت (دینِ اسلام) میں بیع (تجارت۔trade) کا مطلب یہ ہیں کہ (کم از کم) دو شخصوں کا آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ایک مخصوص صورت (specific condition) کے ساتھ لینا دینا۔ "بیع" (یعنی تجارت۔trade) کبھی قول (کسی بات) سے ہو جاتی ہے اور کبھی فعل (کوئی کام کرنے) سے (ہوتی ہے)۔

{2} اگر "قول" (یعنی بات) سے تجارت (trade) مکمل ہو تو اس کے ارکان (لازم چیزیں) دو ہیں:

(۱) ایجاب (offer) اور (۲) قبول (accept):

() سودے میں پہلی بات "ایجاب" اور دوسرے کا "ہاں" کرنا "قبول" ہے۔ مثلاً پہلے نے کہا: میں نے اتنے میں بیچا، یا کہا: میں نے اتنے میں خریدا، تو یہ "ایجاب" اور دوسرے کا "ہاں" کہنا "قبول" ہے۔

مثال کے طور پر: ایک شخص نے کہا میں نے اپنا یہ سامان ہزار (1000) روپے میں بیچا تو دوسرے نے کہا میں نے اسے خریدا، اس طرح یہ "تجارت" (trade) مکمل ہو گئی۔

---

(2) **"فرض اور ضروری علم"** کے بارے میں جاننے کے لیے **دین کے مسائل part 3**، Topic number : **101,102** پڑھیں۔

(3) **"زکوۃ"** وغیرہ کے بارے میں جاننے کے لیے Topic number : **127** **دین کے مسائل part 3**، دیکھیں۔

{3}"ایجاب"(offer)اور"قبول"(accept)کے الفاظ فارسی، اُردو وغیرہ ہر زبان کے ہوسکتے ہیں۔
()ان دونوں(یعنی"ایجاب"اور"قبول")کے الفاظ ماضی(past)میں ہوں، جیسے: میں نے خریدا، میں نے بیچا
()یادونوں الفاظ حال(present)ہوں، جیسے: میں خرید تاہوں، یا میں بیچتاہوں()یاایک جملہ ماضی(past)
اور دوسرا(2nd)حال(present)کا ہو مثلاً ایک نے کہا: میں بیچتاہوں تو دوسرے نے کہا: میں نے خرید لیا۔
() مستقبل(future)کے الفاظ سے "بیع"(تجارت) نہیں ہوسکتی، چاہے دونوں جملے مستقبل(future)کے
ہوں، یا ایک جملہ مستقبل(future)کا ہو، جیسے: میں تم سے (یہ سامان، اتنے روپے میں) خریدونگا، یا میں تمھیں
بعد میں بیچوں گا۔ ایسے جملوں سے "بیع"(تجارت)لازم نہیں ہوتی کیونکہ یہ الفاظ بیچنے یاخریدنے کی نیّت
(intention)ہے مگر اس سے فی الحال (ابھی) سودا نہیں ہوا۔
{4}"ایجاب"اور"قبول"کا ایک ہی"مجلس"[4](جگہ) میں ہونا بھی"بیع"کی شرط(precondition)

---

(4)بہارِ شریعت ج۱،ح۴، ص ۳۵، ۷، مسئلہ ۴۶، ۴۸، ۸،ملخصاً: ()دو ایک لقمہ کھانے()دو ایک گھونٹ پینے() کھڑے ہو جانے
()دو ایک قدم چلنے() سلام کا جواب دینے()دو ایک بات کرنے سے "مجلس"نہ بدلے گی، اسی طرح() کشتی
میں ہے اور کشتی چل رہی ہے، "مجلس"نہ بدلے گی اور ریل(train)کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے()مکان
(گھر)کے ایک کونے(side)سے دوسرے کی طرف چلے جانے سے "مجلس"نہ بدلے گی۔
()**ہاں**! اگر مکان بڑا ہے جیسے شاہی (بادشاہ کا) محل تو ایسے مکان میں ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف
جانے سے "مجلس"بدل جائے گی()جانور پر سوار ہونے اور اس کے چلنے() تین لقمے کھانے() تین گھونٹ
پینے() تین کلمے بولنے() تین قدم میدان میں چلنے() نکاح یا خرید و فروخت کرنے، لیٹ کر سو جانے سے
"مجلس"بدل جائے گی()نہر یا حوض میں تیرنے()درخت کی ایک شاخ سے دوسری پر جانے()ہل جوتنے
(زمین میں جانور یا ٹرک کے ذریعے، اس قابل کرنا کہ اُس میں کاشت۔farming ہو سکے)()چکی (آٹا پیسنے کی
پرانی مشین) کے بیل کے پیچھے پھرنے()عورت کا بچے کو دُودھ پلانے سے بھی "مجلس"بدل جاتی ہے۔

ہے۔

{5} "مَبِیْع"(بیچی گئی چیز) اور **"ثمن"**(جیسے پیسے) کی مقدار (quantity) معلوم ہونا ضروری ہے۔ **"ثمن"** کا وصف (خوبی / خامی وغیرہ) معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔ **نوٹ:** پہلے وقتوں میں "ثمن" سونے، چاندی کے سکّے (coins) ہوتے تھے۔

ہاں! اگر ثمن کی طرف اشارہ کر دیا جائے مثلاً اس روپیہ کے بدلے میں خرید ا تو اب نہ مقدار (quantity) بتانے کی ضرورت ہے اور نہ وصف (خوبی / خامی وغیرہ) کو بتانا لازم ہے۔

() **یاد رہے!** اگر مال رِبَوِی ہو (یعنی ایسی چیزیں کہ جن میں کمی یا زیادتی سے "سود" (interest) پایا جاتا ہے) اور اس کے بدلے میں اسی کی جِنس[5] لی جارہی ہو مثلاً گیہوں (wheat) کو دوسری ڈھیری (گیہوں ہی کی بوری) کے بدلے بیچا جارہا ہو تو ان (بوریوں) کی طرف اشارہ کر دینا کافی (enough) نہیں بلکہ یہاں مقدار (quantity) کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۲۴ تا ۶۲۶، مسئلہ ۳۳ تا ۳۵، مُلخصاً)

{6} تجارت (trade) صحیح ہو جانے کا شرعی حکم یہ ہے کہ خریدار (buyer)، بیچے جانے والے سامان کا اور بیچنے والا (seller)، اُس مال کا مالک ہو جاتا جس کے بدلے میں سامان بیچا گیا، لہذا بیچنے والے پر واجب (اور لازم) ہے کہ سامان خریدار کو دے اور خریدار پر واجب (اور لازم ہے) کہ بیچنے والے کو "ثمن" (جس چیز کے بدلے میں خریداری ہو، مثلاً پیسے) دیدے۔ یہ شرعی حکم اُس وقت ہے کہ جب تجارت (trade) مکمل ہو گئی ہو۔

{7} اگر سکّے (coins) مختلف مالیت (values) کے ہوں لیکن بازار میں سب ہی استعمال ہوتے ہیں اور عقد (سودے) میں صرف یہ بولا کہ اتنے سکّوں (coins) میں / اتنے پیسوں میں / اتنے روپے میں بیچا / خریدا

---

(5) دونوں چیزوں کا ایک نام اور ایک کام ہو تو وہ ایک **"جنس"** ہیں، مثلاً کھجور کی سب قسمیں (types) ایک **"جنس"** ہیں۔ اگر نام اور مقصد (کام) الگ الگ ہوں تو دو جنس ہو نگیں، جیسے گیہوں، جَو (دونوں الگ الگ جنس ہیں)۔ (بہار شریعت، ح ۱۱، ص ۷۹۶، مسئلہ ۲، مُلخصاً)

مزید کوئی تفصیل(detail)نہیں بتائی(کہ کس سکّے سے خرید و فروخت ہورہی ہے)لیکن ابھی مجلس باقی ہے(اُسی جگہ پر خریدار(buyer)اور بیچنے والے موجود ہیں)اور مُتَعَیَّن(fixed)کردیا کہ فلاں روپیہ ہے اور دوسرے نے قبول(accept)بھی کرلیا تو عقد(یعنی سودا/ تجارت۔trade) صحیح ہے۔

{8} ایک برتن کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہے کہ اس میں کتنی مقدار(quantity)آتی ہے یعنی اس میں کتنا غلّہ (اناج مثلاً گندم۔wheat)آتا ہے، یا()کوئی پتھر ہے مگر اس کا وزن معلوم نہیں ہے تب بھی ان چیزوں کے وزن سے "بیع"(سودا)کرنا جائز ہے۔

()مثلاً خریدار نے کہا: اس برتن سے چار برتن گیہوں(گندم)ایک ہزار روپے میں دے دو، یا()اس پتھر کے وزن برابر فلاں چیز ایک ہزار روپیہ میں دے دو۔ **یاد رہے!** اس طرح کی تجارت میں شرط یہ ہے کہ ناپنے measure کرنے)یا وزن(weight)کرنے میں زیادہ وقت نہ گزرا ہو کیونکہ زیادہ وقت گزرنے کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ برتن یا پتھر گم ہو جائے()اسی طرح برتن سمٹنے والا یا پھیلنے والا نہ ہو، بلکہ لکڑی یا لوہے کا ہو کیونکہ سمٹنے اور پھیلنے والے برتن کے وزن برابر "بیع"(سودا)کرنا جائز نہیں ہے، جیسے: زنبیل(کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے ٹوکرے)کے وزن سے بیچنا۔ **ہاں!** پانی کی مَشک(water sink)چاہے سمٹنے پھیلنے والی ہو، اتنی مقدار(quantity)میں پانی خریدنا یا بیچنا، لوگوں کی عادت کی وجہ سے جائز ہے۔

(بہار شریعت ح۱۱، ص۶۲۹، مسئلہ ۴۹، مُلخصاً)

{9} جس بیع میں "مَبِیْع"(خریدا گیا سامان)یا "ثمن"(مثلاً پیسے)معلوم نہ ہوں تو وہ تجارت، "بیع فاسد" ہے۔ یعنی ایسی صورت(case)ہو کہ جس پر جھگڑا ہو سکتا ہو تو یہ سودا خراب ہے۔

()اگر صورتِ حال ایسی ہو کہ سامان دینے میں مسئلہ نہ ہو تو وہ سودا صحیح ہے یعنی سامنے چیز دیکھا دی، وزن معلوم نہیں تب بھی سودا صحیح ہے، مثلاً گیہوں(wheat)کی پوری بوری پانچ ہزار میں خرید لی اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے گیہوں(wheat)ہیں(تو یہ سودا جائز ہے)، یا()کپڑے کی گٹھڑی خرید لی(یعنی بندھے ہوئے بہت سے کپڑے خریدے)اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے تھان(roll)ہیں(تب بھی یہ سودا جائز ہے)۔

{10} بکریوں کا ریوڑ (بہت سی بکریاں) خریدیں کہ ان میں سے ہر بکری دس ہزار میں یا کپڑے کا تھان خریدا کہ ہر ایک گز ایک ہزار میں (یعنی "**عَدَدِی مُتَفَاوِت**" چیزیں خریدیں کہ جو گنتی سے بکتی ہیں لیکن ان کے چھوٹے بڑے ہونے کی وجہ سے قیمتوں (prices) میں زیادہ فرق ہوتا ہے) اور یہ معلوم نہیں کہ ریوڑ میں کتنی بکریاں ہیں یا تھان میں کتنے گز کپڑا ہے مگر بعد میں معلوم ہو گیا تو تجارت (trade) جائز ہے۔

{11} تھان خریدا، مثلاً یہ دس (10) گز ہے اور اس کی قیمت دس (10) روپے ہے۔ اگر یہ تھان اُس سے کم نکلا جتنا بیچنے والے (seller) نے بتایا ہے تو خریدار کو اختیار (option) ہے کہ چاہے تو طے شدہ (decided) پوری قیمت میں لے لے یا سودا ختم کر دے () یہ نہیں ہو سکتا کہ جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کر دی جائے اور اگر تھان اُس سے زیادہ نکلا جتنا بتایا ہے تو یہ اضافہ بغیر قیمت کے خریدار (buyer) کا ہو گا اور () بیچنے والے کو کسی قسم کا کوئی اختیار (option) نہ ہو گا یعنی نہ تو وہ زیادہ کپڑا واپس لے سکتا ہے اور نہ ہی طے شدہ (decided) قیمت سے زیادہ پیسے لے سکتا ہے اور نہ ہی سودا ختم کر سکتا ہے۔

() یوہیں اگر زمین خریدی کہ یہ سو (100) گز ہے اور اس کی قیمت دس لاکھ روپے (10 lac) ہے اور کم یا زیادہ نکلی تب بھی یہ تجارت (trade) صحیح ہے اور دس لاکھ ہی دینے ہونگے مگر کمی کی صورت (case) میں خریدار کو اختیار (option) ہو گا کہ چاہے تو سودا ختم کر دے۔

{12} یہ کہہ کر تھان خریدا کہ دس (10) گز کا ہے، فی گز سو (100) روپے کے حساب سے تھان ہزار (1000) روپے میں۔ اب تھان کم نکلا تو جتنا (گز) کم ہے اُس کی قیمت (price) کم کر دی جائے گی اور خریدار کو اختیار (option) ہو گا کہ چاہے تو سودا ختم کر دے۔

() اگر تھان زیادہ نکلا، مثلاً گیارہ (11) یا بارہ (12) گز ہے تو جتنا زیادہ ہے، اس کے پیسے دینے ہونگے، یا سودا ختم کر دے۔ **نوٹ:** یہ حکم اُس تھان کا ہے جو پورا ایک طرح کا نہیں ہوتا جیسے چِکَن (ایسا کپڑا جس پر کشیدہ کاری ہو یعنی بیل بوٹے، پھول وغیرہ کڑھائی کر کے بنائے گئے ہوں)، گُلبدن (ایک قسم کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا cotton۔) اور اگر پورا تھان ایک ہی طرح کا ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیچنے والا اُس زائد (extra) کپڑے کو پھاڑ

کر دس(10) گز خریدار کو دیدے۔

{13} تھان اس طرح خریدا کہ دس(10) گز ہے، فی گز سو(100) روپے میں، لیکن وہ تھان ساڑھے دس (10.5) گز نکلا تو دس(10) روپے میں لینا پڑیگا اور ساڑھے نو(9.5) گز نکلا تو خریدار کی مرضی کہ نو(9) روپے میں لے یا نہ لے۔

{14} پھل اُس وقت بیچے کہ جب وہ نمایاں(یعنی صحیح طرح بنے) بھی نہیں تھے تو یہ تجارت "بیع باطل" ہے۔

()اگر پھل ظاہر ہو چکے(یعنی نظر تو آرہے) تھے مگر اتنے بڑے نہیں تھے کہ ان سے فائدہ اُٹھایا جاسکے تو اس کی تجارت صحیح ہے مگر خریدار(buyer) پر فوراً توڑ لینا ضروری ہے۔

()اگر یہ شرط(precondition) رکھی تھی کہ پھل ابھی چھوٹے ہیں، جب تک تیار نہیں ہونگے درخت پر رہیں گے تو اب یہ تجارت، "بیع فاسد" ہے۔**ہاں!** سودا کرتے ہوئے تو یہ شرط نہیں کی تھی مگر سودا مکمل ہونے کے بعد بائع(seller) نے پھل درخت پر لگے رہنے کی اجازت دے دی تو اب پھل تیار ہونے تک درخت پر لگے رہنے دینا صحیح ہے۔

{15} اگر درخت بیچا جس میں پھل موجود ہیں تو یہ پھل بیچنے والے ہی کے ہونگے۔**ہاں!** اگر خریدار شرط (precondition) کرلے یعنی یہ درخت پھل کے ساتھ خریدا، تو اب پھل خریدار کے ہونگے۔

()اسی طرح چنبیلی(jasmine-ایک مشہور خوشبودار پھول)، گلاب، جوہی(juhi-چنبیلی جیسا چھوٹا خوشبودار پھول) وغیرہ کے درخت خریدے تو پھول بیچنے والے کے ہیں مگر اس صورت(case) میں پھول خریدار کے ہونگے کہ جب خریدار(buyer) نے پھول کے ساتھ خریدنے کی بات کی ہو۔

{16} زراعت والی زمین(agricultural land) یا پھل والا درخت خریدا تو بیچنے والے کو یہ اختیار(option) نہیں کہ جب تک چاہے زراعت(cultivation) زمین پر لگی رہنے دے یا پھل نہ توڑے بلکہ اُس سے کہا جائے گا کہ زراعت کاٹ لے یا پھل توڑ لے اور زمین یا درخت خریدار کو دے دے کیونکہ اب وہ خریدار کی چیز ہے اور دوسرے کی چیز، اپنے پاس رکھنے کا بائع(بیچنے والے) کو کوئی حق(right) نہیں۔**ہاں!**

جب تک خریدار نے پیسے نہیں دیے تو اُس وقت تک بیچنے والے زمین یا درخت پر پھل یا زراعت لگی رہنے دے سکتا ہے۔

{17}"مَبِیْع" کے ماپ یا تول (وزن کرنے) یا گنتی (count کرنے) کی اُجرت دینی پڑے تو وہ بیچنے والا (seller) دے گا کیونکہ "مَبِیْع" (بیچی گئی چیز) کو خریدار (buyer) کے سپرد اس طرح کرنا (مثلاً ہاتھ میں دینا) بیچنے والے (seller) کی ذمہ داری (responsibility) ہوتی ہے کہ وہ چیز ماپی ہوئی (measured)، یا وزن شدہ (weighted)، یا گنی ہوئی (counted) ہو۔

() "ثمن" کے تولنے یا گننے یا پرکھنے (testing) کی اُجرت (wages) دینی پڑے تو یہ خریدار کی ذمہ داری (responsibility) ہے۔ **نوٹ:** پہلے وقتوں میں "ثمن" سونے، چاندی کے سکّے (coins) ہوتے تھے تو ضرورت اس بات کی ہوتی تھی کہ انہیں چیک کریں کہ یہ خالص (pure) ہیں یا ان میں کھوٹ (مثلاً زنگ وغیرہ لگے ہوئے) تو نہیں۔ آج کل کے نوٹوں (terminological currency) میں اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔

{18}(۱) روپیہ (چاندی کا بنا ہوا سکّہ۔ silver coin) اشرفی (سونے کا سکّہ۔ gold coin) پیسہ (تانبے (copper) یا پیتل (brass) وغیرہ سے بنے ہوئے سکّے۔ coin) سے خریداری کی اور "مَبِیْع" (بیچا گیا سامان) وہاں موجود ہے تو "ثمن" (روپیہ یا اشرفی یا پیسہ) فوراً دینا ہو گا۔

(۲) اس صورت (case) میں اگر خریدار کو "خیار شرط"[(6)] نہ ہو تو خریدار (buyer) پہلے رقم (price) دے گا، اُس کے بعد سامان قبضے (مثلاً اپنے ہاتھ) میں لے سکتا ہے، یعنی اس صورت (case) میں بیچنے والے (seller) کو یہ حق (right) ہو گا کہ جب تک خریدار (buyer) رقم نہ دے، بیچنے والا سامان روک سکتا ہے۔

(۳) اگر "مَبِیْع" (بیچا گیا سامان) وہاں موجود نہ ہو تو بیچنے والا جب تک سامان لے کر نہ آئے، رقم کا مطالبہ (demand) نہیں کر سکتا۔

---

(6) **"خیار شرط"** یعنی سودا مکمل (final) کرنے کے لیے کچھ دن کا ٹائم لینا۔ تفصیل اگلے **Topic** میں آرہی ہے۔

(۴)اگر دونوں طرف سامان ہو مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں خریدا، یا()دونوں طرف "ثمن" ہو مثلاً روپیہ (تانبے (copper) یا، پیتل (brass) وغیرہ سے بنے ہوئے سکّے۔coin) یا اشرفی(سونے کے سکّے) سے سونا چاندی خریدا تو دونوں کو اُسی مجلس (جگہ) میں ایک ساتھ لین دین (give and take) کرنا ہو گا[7]۔
(دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{18}روپیہ اشرفی پیسہ سے بیع ہوئی اور مبیع وہاں حاضر ہے اور ثمن فوراً دینا ہو اور مشتری کو خیار شرط نہ ہو تو مشتری کو پہلے ثمن ادا کرنا ہو گا اُس کے بعد مبیع پر قبضہ کر سکتا ہے یعنی بائع کو یہ حق ہو گا کہ ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع کو روک لے اور اُس پر قبضہ نہ دلائے بلکہ جب تک پورا ثمن وصول نہ کیا ہو مبیع کو روک سکتا ہے اور اگر مبیع غائب ہو تو بائع جب تک مبیع کو حاضر نہ کر دے ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر بیع میں دونوں جانب سامان ہوں مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں خریدا یا دونوں طرف ثمن ہوں مثلاً روپیہ یا اشرفی سے سونا چاندی خریدا تو دونوں کو اُسی مجلس میں ایک ساتھ ادا کرنا ہو گا۔ (بہار شریعت، ج۲، ص۶۳۹، مسئلہ ۸۹)

"خیارِ شرط" کا بیان (یعنی سودا مکمل (final) کرنے کے لیے کچھ دن کا ٹائم لینا، right to terminate the transaction):

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} بیچنے والے اور خریدار کو یہ حق (right) حاصل ہے کہ وہ قطعی (پوری) طور پر بیع (final) نہ کریں (یعنی ابھی سودا مکمل نہیں ہوا) بلکہ سودا کرتے ہوئے یہ شرط (precondition) کر لیں کہ اگر سودا سمجھ میں نہیں آیا تو یہ سودا باقی نہ رہے گا، اسے "خیار شرط" کہتے ہیں۔ اس کی ضرورت دونوں (یعنی خریدنے والے اور بیچنے

---

(7)ایک مجلس میں تجارت کرنے کا تعلق "سود" سے ہے، تفصیل کے لیے Topic number : 168 دیکھیں۔

والے) کو ہوتی ہے کیونکہ کبھی بیچنے والا مارکیٹ ریٹ کی معلومات نہیں رکھتا تو کم قیمت میں چیز دے رہا ہوتا ہے اور کبھی خریدنے والا قیمت نہیں جانتا تو مہنگی لے رہا ہوتا ہے، یا کبھی دونوں ہی کو مشورے کی ضرورت ہوتی ہے، یا ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس وقت نہ خریدا تو یہ چیز کوئی اور خریدے لے گا، یا گاہک ہاتھ سے نکل جائے گا تو ایسی صورت میں شریعت (دینِ اسلام) نے دونوں کو یہ موقع (opportunity) دیا ہے کہ غور کرلیں اگر پسند نہ ہو تو "خیارِ شرط" کے اختیار (option) پر سودا ختم کردیں۔

{2} "خیارِ شرط" کا وقت زیادہ سے زیادہ تین (3) دن ہے اور اس سے کم وقت بھی ہوسکتا ہے مگر تین (3) دن سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔

{3} تین (3) دن سے زیادہ کی مُدّت (duration) مُقرّر (طے۔fixed) کی مگر ابھی تین (3) دن پورے نہ ہوئے تھے کہ "صاحبِ خیار" (جس نے اختیار لیا تھا) نے سودے کو جائز (ok) کردیا تو اب یہ تجارت (trade) درست ہے اور () اگر تین (3) دن پورے ہوگئے اور جائز (ok) نہ کیا تو "بیع فاسد" (تجارت خراب) ہوگئی۔

{4} "صاحبِ خیار" ("خیارِ شرط" لینے والے) نے سودا ختم کردیا تو اس کی دو (2) صورتیں ہیں:

(۱) **قول (یعنی بات) سے:** اگر "صاحب خیار" ("خیارِ شرط" لینے والا) اپنی بات سے سودا ختم کرے تو ضروری ہے کہ دوسرے کو، "خیارِ شرط" کی مُدّت (duration) کے اندر معلوم ہوجائے (مثلاً دو (2) دن کا خیار لیا تھا تو دوسرے کو دو (2) دن کے اندر اندر معلوم ہوجائے)۔ اگر دوسرے کو علم ہی نہ ہوا، یا مُدّت (duration) گزرنے کے بعد اُسے معلوم ہوا تو یہ فسخ (سودا ختم کرنا) صحیح نہیں ہوا بلکہ بیع لازم ہوگئی (یعنی یہ سودا لازم ہوگیا)۔

(۲) **فعل (یعنی کسی عمل) سے:** اگر "صاحب خیار" نے اپنے کسی فعل سے سودا ختم کیا تو چاہے دوسرے کو علم نہ بھی ہو بیع فسخ ہوجائے گی (یعنی سودا ختم ہوگیا) مثلاً بائع نے "خیارِ قبول" لیا تھا پھر "مَبِیْع" (بیچے گئے سامان) کو اس طرح کردیا (یا اس طرح استعمال کرلیا) کہ جس طرح مالک (owner) کیا کرتے ہیں (تو "خیارِ قبول" لے

لیااور سودا ختم ہو گیا)مثلاً بیچنے والے نے "خیارِ قبول "لیاتھا پھر "مَبِیْع" کسی کو تحفے میں دے دی،یا()رہن (mortgage)رکھوادی،یا()اجارہ(کرائے)پر دے دی،یا()وہ گھر تھا،جسے کسی کو بغیر کرائے رہنے کے لیے دے دیا،یا()اُس میں نئ تعمیر شروع کر دی،یا()مَرَمَّت(repair)کرادی،وغیرہ توان سب صورتوں (cases)میں سودا ختم ہو جائے گاچاہے مُدّت(duration)کے اندر اندر خریدار کو علم نہ ہوا ہو۔

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا،بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{5}خیار مشتری کی صورت میں ثمن ملک مشتری سے خارج نہیں ہوتا(یعنی چیز کی جو قیمت مقرر ہوئی خریدار ابھی اس کامالک ہے)اور مبیع اگرچہ ملک بائع سے خارج ہو جاتی ہے مگر مشتری کی ملک میں نہیں آتی پھر بھی اگر مشتری نے مبیع میں کوئی تصرف کیامثلاً غلام ہے جس کو آزاد کر دیاتو یہ تصرف نافذ ہو گا اور اس تصرف کو اجازت بیع سمجھا جائے گا۔(بہار شریعت،ح۱۱،ص۶۵۱،مسئلہ ۱۸)

{6}مشتری نے ابھی مبیع پر قبضہ نہیں کیا ہے کہ وہ مبیع بائع کے فعل سے ہلاک ہو گئی یا اُس مبیع نے خود اپنے کو ہلاک کر دیا یا آفت سماوی سے ہلاک ہو گئی تو بیع باطل ہو گئی بائع نے ثمن پر قبضہ کر لیا ہے تو واپس کرے اور اگر مشتری کے فعل سے ہلاک ہوئی اور بیع مطلق ہو یا مشتری کے لیے شرط خیار ہو تو مشتری پر ثمن دیناواجب ہے۔اور اگر اس صورت میں بائع کے لیے شرطِ خیار ہو یا بیع فاسد ہو تو مشتری کے ذمہ ثمن نہیں بلکہ تاوان ہے یعنی اگر وہ چیز مثلی(وہ چیزیں جن کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ تفاوت نہ ہو)ہے تو اُس کی مثل دے اور قیمی(وہ چیزیں جن کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ تفاوت ہو)ہے تو قیمت دے اور اگر کسی اجنبی نے ہلاک کر دی ہو تو مشتری کو اختیار ہے چاہے بیع کو فسخ کر دے اور اس صورت میں ہلاک کرنے والا بائع کو تاوان دے اور مشتری چاہے تو بیع کو باقی رکھے اور بائع کو ثمن ادا کرے اور ہلاک کرنے والے سے تاوان لے۔

(بہار شریعت،ح۱۱،ص۶۴۰،مسئلہ ۹۱)

(یہ مواد "دین کے مسائل"،part 04سے لیا گیا ہے،www.farzuloom.net)

{5} خریدار نے ابھی "مَبِیْع" (خریدے گئے سامان) پر قبضہ نہیں کیا تھا اور وہ سامان بیچنے والے کے ہاتھ (یا اُس کے کسی کام) سے ہلاک (یعنی مال ضائع (waste) یا ختم) ہو گیا، یا()اُس "مَبِیْع" نے خود اپنے کو ہلاک کر دیا (مثلاً جانور لے رہے تھے اور اُس جانور نے کنویں میں چھلانگ لگا دی) یا آفت سَماوی (کسی آسمانی مصیبت مثلاً آسمانی بجلی) سے ہلاک ہو گیا (مر گیا) تو "بیع باطل" ہو گئی (یعنی تجارت (trade) ہی نہ رہی)() بیچنے والے نے اگر رقم لے لی تھی تو واپس کرے۔

() اگر وہ چیز خریدار کی طرف سے ہلاک ہو (مثلاً جانور کو بھگایا (دوڑایا) اور وہ کنویں میں گر کر مر گیا) اور بیع مطلق (یعنی رقم کے ساتھ کوئی سامان وغیرہ خریدنے والی تجارت تھی۔ un conditional sale / absolute sale) تو اب اس کی رقم خریدار پر لازم ہو گئی() اس صورت (case) میں اگر خریدار کو "خیارِ شرط" حاصل ہو، یا وہ "بیع فاسد" (خراب تجارت) ہو تب اس کی رقم (طے شدہ قیمت) دینا تو خریدار پر لازم نہیں ہو گی مگر اس کا "تاوان" (اس کی اصل قیمت یا ویسی ہی چیز) دینا لازم آئے گا۔

() **"تاوان"** کا مطلب: اگر وہ چیز مثلی ہے (یعنی ایسی ہے کہ جس طرح کی چیزیں بازار میں ملتی ہیں اور قیمت میں زیادہ فرق نہیں ہوتا، مثلاً انڈا۔egg) تو اُس کی مثل دے (یعنی انڈے کے بدلے انڈا) اور قیمی ہے (یعنی ایسی چیز ہے کہ اس سے ملتی جلتی چیزیں تو بازار میں ملتی ہیں، مگر قیمت میں بہت فرق ہوتا ہے) تو قیمت دے دے (یعنی بازار میں اس بکری کا بھاؤ (rate) کیا ہے کہ جو ہلاک ہوئی یعنی مر گئی، اتنی رقم دے)۔

() اگر کسی تیسرے شخص نے اس چیز کو ہلاک (ختم) کر دیا تو خریدار کو اختیار (option) ہے چاہے تو "بیع" ہی "فسخ" کر دے (یعنی سودا ختم کر دے) لیکن اس صورت (case) میں ہلاک (یعنی ضائع۔ waste) کرنے والا مال بیچنے والے کو تاوان (اس کی اصل قیمت یا ویسی ہی چیز) دے گا() خریدار (buyer) چاہے تو سودا باقی رکھے، بیچنے والے کو پیسے دے دے اور ہلاک کرنے والے سے تاوان لے لے۔

{6} "مَبِیْع" (یعنی جس چیز کا سودا ہوا) خریدار کے پاس تھی اور خریدار نے اُس میں عیب پیدا کر دیا (یعنی خراب کر دیا)، یا() کسی تیسرے نے "مَبِیْع" میں عیب ڈال دیا (خراب کر دیا)، یا() "مَبِیْع" نے خود عیب پیدا

کر دیا(مثلاً جانور نے چھلانگ لگائی اور ٹانگ ٹوٹ گئی)، یا() آفت سَماوی (کسی آسمانی مصیبت مثلاً آسمانی بجلی گرنے) سے عیب پیدا ہو گیا۔ اب اگر "خیارِ شرط" خریدار نے لیا تھا تو خریدار کو "ثمن" دینا ہو گا(یعنی طے شدہ قیمت دینی ہو گی)()اور اگر "خیارِ شرط" بیچنے والے کے پاس تھا تو خریدار "قیمت"(market rate) دے گا۔
نوٹ: عیب کا یہ حکم اُس وقت ہے جب وہ عیب ختم نہ ہو سکے۔ مثلاً جانور کی ٹانگ کاٹ دی()اور اگر ایسا عیب ہو جو دور ہو سکتا ہو مثلاً جانور بیمار ہو گیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر خریدار "خیارِ شرط" کے دنوں میں اس عیب (بیماری) کو دور کر دے تو اب کچھ نہیں دے گا()اگر وہ عیب مُدّت(duration) کے اندر ختم نہ ہوا تو "خیارِ شرط" کا وقت ختم ہوتے ہی سودا لازم ہو جائے گا(یعنی وہ چیز اب خریدار کی ہو گی)۔
{7} جس شخص کے پاس "خیارِ شرط" تھا اور وہ "خیارِ شرط" کا وقت ختم ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تو "خیارِ شرط" ختم ہو گیا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مرنے والے کے وارثین(یعنی اُس کے مال کے مالک(owner) بننے والوں) کے پاس وہ "خیارِ شرط" باقی رہے۔(دین کے مسائل، part 4)

"خیارِ رؤیَت" کا بیان(right to terminate the transaction upon seeing the item):

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیز کو دیکھے بھالے بغیر خریدلیتے ہیں اور دیکھنے کے بعد وہ چیز ناپسند(dislike) ہوتی ہے۔ شریعت(دینِ اسلام) نے خریدار کو یہ اختیار(option) دیا ہے کہ اگر دیکھنے کے بعد چیز کو نہ لینا چاہے تو "بیع" کو "فسخ"(یعنی سودے کو ختم) کر دے، اس کو "خیارِ رؤیَت" کہتے ہیں۔
{2} حدیثِ پاک میں ہے: جس نے ایسی چیز خریدی جس کو دیکھا نہ ہو تو دیکھنے کے بعد اُسے اختیار(option) ہے لے لے یا چھوڑ دے۔(سنن الدار قطنی، کتاب البیوع، الحدیث:۲۷۷۷، ج۳، ص۵)

{3}بائع (بیچنے والے) نے ایسی چیز بیچی جس کو اُس نے دیکھا نہیں مثلاً اُس کو وراثت (یعنی کسی کے انتقال کے بعد ملنے والے مال) میں سے کوئی چیز ملی ہے اور اس نے بغیر دیکھے ہی بیچ ڈالی، تب بھی "بیع" (سودا) صحیح ہے۔ اب اس (بیچنے والے) کو یہ اختیار (option) بھی نہیں کہ دیکھنے کے بعد سودے کو ختم کر دے۔

{4} جس مجلس (جگہ) میں سودا ہوا، وہاں "مَبِیع" (بیچا گیا سامان) موجود تھا، مگر خریدار نے دیکھا نہ تھا، مثلاً کنستر (تیل کی پیٹیوں) میں گھی یا تیل تھا، یا () بوریوں میں غلّہ (اناج، جیسے: گندم۔wheat) تھا، یا () گٹھری میں کپڑا تھا (یعنی سوٹ وغیرہ کو کسی کپڑے کے اندر باندھ کر رکھا تھا) اور کھول کر دیکھنے کی صورت نہ بنی، یا () وہاں "مَبِیع" ہی موجود نہ تھی، اس وجہ سے نہیں دیکھی۔ بہر حال تمام صورتوں میں دیکھنے کے بعد خریدار کو "خیارِ رُؤیَت" حاصل ہے، یعنی جب دیکھ لے تو چاہے سودے کو جائز (ok) کرے یا ختم کر دے۔ **نوٹ:** "مَبِیع" کو بائع (بیچنے والے) نے جیسا بتایا تھا، دیکھنے کے بعد وہ ("مَبِیع") ویسی ہی نکلی، یا () اُس طرح کی نہ ہو، دونوں صورتوں (cases) میں دیکھنے کے بعد سودا ختم کر سکتا ہے۔

{5} اگر خریدار (buyer) نے دیکھنے سے پہلے کہہ دیا کہ میں نے اپنا "خیارِ رُؤیَت" ختم کر دیا، تب بھی دیکھنے کے بعد سودا ختم کرنے کا حق (right) باقی رہے گا، کیونکہ "خیارِ رُؤیَت" کا حق (right) تو دیکھنے ہی کے وقت ملتا ہے، دیکھنے سے پہلے "خیارِ رُؤیَت" تھا ہی نہیں لہذا پہلے سے اسے ختم کرنے کا کوئی اعتبار (لحاظ) نہیں ہو گا۔
(دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{6} لونڈی غلام میں چہرہ کا دیکھنا کافی ہے اور اگر باقی اعضا دیکھے چہرہ نہیں دیکھا تو کافی نہیں۔ ان میں ہاتھ زبان دانت بالوں کا دیکھنا شرط نہیں۔

{7} سواری کے جانور میں چہرہ اور پٹھے (جانور کے چوتڑ (سرین) کا بالائی حصہ) دیکھنا کافی ہے صرف چہرہ دیکھنا کافی نہیں پاؤں اور سُم (کُھر یعنی گھوڑے یا گدھے کا پاؤں جو سخت ہوتا ہے) اور دُم اور ایال (ہر چوپائے خصوصاً گھوڑے کی پشتِ گردن کے لٹکے ہوئے بال) دیکھنا ضرور نہیں۔

{8} پالنے کے لیے بکری خرید تا ہے اُس کا تمام بدن اور تھن کا دیکھنا ضروری ہے۔ یوہیں گائے بھینس دودھ کے لیے خرید تا ہے تو تھن کا دیکھنا ضروری ہے اور گوشت کے لیے بکری خرید تا ہے تو اُسے ٹٹولنا ضروری ہے دور سے دیکھ لی ہے جب بھی خیار رویت حاصل ہو گا۔

{9} کپڑا اگر اس قسم کا ہو کہ اندر باہر سب یکساں ہو، جیسے ململ (ایک قسم کا باریک سوتی کپڑا)، لٹھا، مارکین (امریکہ کا بناہوا ایسا موٹا کپڑا جس کا عرض بڑا ہو)، سرج (باریک روئی کے سوت کا بنا ہوا ایک کپڑا جس سے عموماً شیر وانی وغیرہ بناتے ہیں)، کشمیرہ (وادی کشمیر کا تیار کردہ گرم کپڑا) وغیرہ جن کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے تو تھان کو اوپر سے دیکھ لینا کافی ہے کھول کر اندر سے دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے کپڑوں میں ایک تھان کا دیکھ لینا کافی ہے سب تھانوں کے دیکھنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر اندر خراب نکلے یا عیب ہو تو خیار رویت یا خیار عیب حاصل ہو گا۔ اگر مبیع مختلف قسم کے تھان ہوں تو ہر ایک قسم کا ایک ایک تھان دیکھ لینا ضرور ہے اور اگر اُس قسم کا ہو کہ سب حصہ ایک طرح کا نہ ہو جیسے چِکَن (کشیدہ کاری یعنی بیل بوٹے کا کام کیا ہوا کپڑا) اور گلبدن (مختلف ڈیزائن کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا) کے تھان کہ اوپر کے پرت (اوپر کا حصہ، اوپر کی تہ) میں بوٹیاں زیادہ ہوتی ہیں اور اندر کم تو کھول کر سب تہیں دیکھی جائیں گی، صرف اوپر کا پرت دیکھنا کافی نہیں۔

{10} مکان میں اندر باہر نیچے اوپر پاخانہ (قضائے حاجت کی جگہ یعنی بیت الخلاء) باورچی خانہ سب کا دیکھنا ضروری ہے کیونکہ ان کے مختلف ہونے میں قیمت مختلف ہو جایا کرتی ہے۔ (بہار شریعت، ح۱۱، ص۶۶۸، مسئلہ ۳۰ تا ۳۵)

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{11} نابینا (یعنی اندھے) کا خرید و فروخت کرنا جائز ہے () اگر کسی چیز کو بیچے گا تو اب "خیارِ رُوَیَت" حاصل نہ ہو گا اور خریدے گا تو "خیارِ رُوَیَت" حاصل ہو گا۔

() "مَبِیْع" (خریدی جانے والی چیز) کو اُلٹ پلٹ کر ٹٹولنا (یعنی ہاتھ سے پکڑ کر چیک کرنا)، دیکھنے کے حکم میں ہے یعنی نابینا (اندھے) نے ٹٹولا (ہاتھ سے پکڑ کر چیک کیا) اور پسند کر لیا تو "خیارِ رُوَیَت" باقی نہ رہا۔

()کھانے کی چیز کا چکھنا(taste کرنا)اور سونگھنے کی چیز کا سونگھنا(smell کرنا)کافی(enough)ہے۔

()جو چیز نہ توٹٹو لنے سے معلوم ہو اور نہ ہی چکھنے اور سونگھنے سے جانی جاسکے(جیسے زمین، مکان، درخت وغیرہ)، اگر ایسی چیز کے اوصاف(مثلاً خوبیاں، خامیاں)بتا کر خریدا ہو اور وہ چیز ویسی ہی نکلی، جیسی بتائی گئی تھی تو اب یہ سودا ختم نہیں ہو سکتا۔

{12}"فضولی" اُس شخص کو کہتے ہیں کہ جو دوسرے کے حق (right)میں بغیر اجازت تَصَرُّف (یعنی دخل اندازی، کاروائی)کرے، مثلاً بغیر اجازت کسی دوسرے کی چیز بیچ دینا۔ "بیع فضولی" وہ تجارت ہے کہ جو مالک (owner)کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا شخص اپنی طرف سے کر دے۔

()"فضولی" نے دوسرے کی چیز بغیر اجازت بیچ دی تو یہ "تجارت" پوری نہیں ہوئی، مالک اجازت دے گا تو یہ تجارت پوری ہو گی، اگر اجازت نہ دی تو یہ تجارت ختم ہو جائے گی۔

()"بیع فضولی" کو جائز(ok)کرنے کے لیے یہ شرط(precondition)ہے کہ "مَبِیْع"(بیچی گئی چیز)موجود ہو اگر "مَبِیْع" ہی استعمال ہوگئی یا ختم ہوگئی تو تجارت کس چیز کی جائز(ok)کریں گے؟

()"بیع فضولی" کو جائز(ok)کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فضولی(بغیر اجازت بیچنے والا)اور خریدار (buyer)دونوں اپنے حال پر ہوں یعنی یہ نہ ہو کہ انہوں نے ہی سودا ختم کر دیا ہو، جب سودا ہی نہ رہا تو جائز (ok)کس چیز کو کریں گے؟

()اگر ان دونوں(یعنی "فضولی" اور "خریدار")میں سے کوئی(ایک بھی)مر گیا تو اب بھی اس سودے کو جائز (ok)نہیں کیا جاسکتا۔

{13}ایک تھان دیکھا تھا، باقی نہیں دیکھے تھے اور سب خرید لیے تو "خیارِ رؤیَت" ہے، مگر واپس کرنا چاہے تو سب واپس کرے۔

{14}"خیارِ رؤیَت" کے لیے کسی وقت کی حدّ(limit)نہیں، کہ طے شدہ وقت(decided duration) کے گزرنے کے بعد "خیارِ رؤیَت" باقی نہ رہے، بلکہ یہ اختیار(option)دیکھنے پر ہے جب دیکھے(چاہے کچھ

دن بعد دیکھے) اور() دیکھنے کے بعد "فسخ" (یعنی سودا ختم کرنے) کا حق (right) اُس وقت تک باقی رہتا ہے، جب تک صراحۃً (صاف صاف لفظوں میں) یا دلالۃً (اشارۃً) رضامندی (یعنی سودا قبول (accept) کرنے کی خوشی) نہ پائی جائے۔ (دین کے مسائل، part 4)

"خیارِ عیب" کا بیان (termination of transaction due to defect):

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} شریعت (دینِ اسلام) میں تجارتی "عیب" (trade defect) وہ ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے "مَبِیْع" (خریدے گئے سامان) کو واپس کر سکتے ہیں یعنی "عیب" (defect) وہ چیز کہ جس کی وجہ سے تاجروں (traders) کی نظر میں مال (سامان) کی قیمت (price) کم ہو جائے۔

{2} **"خیارِ عیب"**، خریدار (buyer) کو حاصل وہ اختیار (option) ہے کہ جس کی وجہ سے وہ سودا ختم کر سکتا ہے۔

{2} **خیارِ عیب کے شرائط:** خیارِ عیب کے لیے یہ شرط (precondition) ہے کہ **(۱)** "مَبِیْع" میں وہ عیب (defect)، سودا کرتے ہوئے موجود ہو، یا() سودے کے بعد مگر خریدار کے قبضے (مثلاً ہاتھ میں آنے) سے پہلے عیب (defect) پیدا ہو گیا ہو (تو اب خریدار عیب کی وجہ سے سودا ختم کر سکتا ہے)() خریدار کے قبضہ کرنے کے بعد جو عیب (defect) پیدا ہوا اُس کی وجہ سے "خیارِ عیب" حاصل نہیں ہو گا۔ **(۲)** پہلے سے جو عیب ہو، خریدار کے قبضہ کرنے کے بعد بھی وہ عیب (defect) باقی رہے۔ اگر خریدار کے پاس وہ عیب (defect) نہ رہا تب بھی "خیارِ عیب" نہ ہو گا۔ **(۳)** خریدار کو سودا کرتے ہوئے، یا قبضہ کرتے ہوئے اُس عیب (defect) کی معلومات نہ ہو۔ عیب معلوم ہونے پر خریدا، یا قبضہ کیا تو اب "خیارِ عیب" نہیں رہے گا۔ **(۴)** اگر بیچنے والے نے پہلے سے بول دیا تھا کہ میں اس چیز کے کسی بھی عیب (defect) کا میں ذمہ دار (responsible) نہیں تو اب "خیارِ عیب" نہ ہو گا۔

{3}خریداری کے بعد عیب(defect)معلوم ہو گیا پھر خریدار(buyer)نے "مَبِیْع"میں ایسی تبدیلی (changes) کی کہ جو صرف مالک(owner)کر سکتا ہے تو اب اسے واپس کرنے کا حق(right)ختم ہو گیا۔

{4}خریدار نے "مَبِیْع" کو بیچ دیا،یا()تحفے میں دے دیا اور اس کے بعد عیب(defect)معلوم ہوا تو اب نہ ہی واپس کر سکتا ہے اور نہ ہی نقصان (عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کی رقم) لے سکتا ہے۔

{5}(ا)غلّہ (اناج مثلاً گندم۔wheat)خریدا اُس میں سے کچھ کھالیا،یا()بیچ دیا پھر عیب(defect)معلوم ہوا تو جو کھا چکا ہے اُس کا نقصان (عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کی رقم) لے لے اور باقی کو واپس کر سکتا ہے۔**ہاں!** جو بیچ چکا ہے اُس کا نقصان نہیں لے سکتا۔

(۲)آٹا خریدا اُس میں سے کچھ گوندھ (پانی ڈال) کر روٹی پکائی معلوم ہوا کہ کڑوا ہے جو پکا چکا ہے اُس کا نقصان (عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کی رقم) لے سکتا ہے اور باقی کو واپس کر سکتا ہے۔(دین کے مسائل،part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{6}بھاگنا، چوری کرنا، بچھونے پر پیشاب کرنا ان تینوں کے اسباب بچپن میں اور بڑے ہونے پر مختلف ہیں۔ بچپن سے مراد پانچ سال کی عمر ہے اس سے کم عمر میں یہ چیزیں پائی جائیں تو عیب نہیں۔ بچپن میں ان کا سبب کم عقلی اور ضعف مثانہ (جسم کے اندر پیشاب کی تھیلی کا کمزور ہونا) ہے اور بڑے ہونے کے بعد ان کا سبب سوء اختیار اور باطنی بیماری ہے لہٰذا اگر یہ عیوب مشتری وبائع دونوں کے یہاں بچپن میں پائے گئے یا دونوں کے یہاں جوانی کے بعد پائے گئے تو مشتری رد کر سکتا ہے۔(بہار شریعت ح۱۱،ص۶۷۵،مسئلہ ۱۰)

{7}گندہ دہنی(یعنی منہ سے بدبو آنے کی بیماری) یا بغل میں بو ہونا لونڈی میں عیب ہے غلام میں نہیں، مگر جبکہ بہت زیادہ ہو تو غلام میں بھی عیب ہے۔(بہار شریعت ح۱۱،ص۶۷۸،مسئلہ ۱۸)

{8}کنیز کا ولد الزنا(زنا سے پیدا ہونے والی) ہونا عیب ہے۔یوہیں اُس کا زنا کرنا بھی عیب ہے، لونڈی سے بچہ پیدا ہو جانا بھی عیب ہے، جبکہ وہ بچہ مولےٰ (آقا، مالک) کے علاوہ دوسرے سے ہو اور اگر اُس کا بچہ مولیٰ سے ہو تو وہ ام ولد ہے اُس کا بیچنا ہی جائز نہیں۔ زنا اور ولادت میں مشتری کے یہاں اس عیب کا پایا جانا ضرور

نہیں۔ ولد الزنا ہونا، زنا کرنا، غلام میں عیب نہیں اگرچہ زنا کرنا گناہ کبیرہ ہے اُس پر توبہ و استغفار واجب ہے اور شرعاً سخت عیب ہے۔(بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۷۶، مسئلہ ۱۳)

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{9} کپڑا خریدا اُسے کٹوایا لیکن ابھی سِلوایا نہیں، اُس میں عیب(defect) معلوم ہوا اُسے واپس نہیں کر سکتا بلکہ نقصان لے سکتا ہے۔ **ہاں**! اگر بیچنے والا، کٹا ہوا کپڑا واپس لینے پر راضی(agree) ہو جائے تو اب نقصان نہیں لے سکتا() اگر کاٹنے کے بعد سِلا بھی لیا اور عیب(defect) معلوم ہوا تو نقصان لے سکتا ہے۔ دوسری طرف بائع (بیچنے والا) یہ کہے کہ: "نقصان لینے کی جگہ سلا ہوا ہی مجھے واپس کر دو" تو واپس نہیں لے سکتا۔

{10} "مَبِیْع" میں کچھ زیادتی کر دی مثلاً کپڑے کو سی دیا(stich کیا)، یا() رنگ(dye کر) دیا، یا() ستو(اناج مثلاً گندم(wheat) یا جو(barley) کو پیس کر(grind کر کے)، بُھوننے(roast کرنے) سے "ستو" بن جاتا ہے) میں گھی، شکر(sugar) وغیرہ ملا دیا، یا() زمین میں درخت لگا دیا، یا() تعمیر(construction) کرائی، یا() اُس کو بیچ دیا، چاہے عیب(defect) معلوم ہونے کے بعد بیچنا، یا() "مَبِیْع" ہلاک(waste) ہو گئی تو ان سب صورتوں(cases) میں نقصان (عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کی رقم) لے سکتا ہے مگر "مَبِیْع" واپس نہیں کر سکتا۔

{11} بیچنے والے نے بیچتے وقت کہدیا کہ: "میں کسی عیب(defect) کا ذمہ دار(responsible) نہیں ہوں" تو یہ "بیع" (تجارت۔trade) صحیح ہے اور خریدار(buyer) کو عیب نکلنے پر، اس "مَبِیْع" کے واپس کرنے کا حق(right) باقی نہیں رہا۔

() اگر بائع (بیچنے والے) نے کہدیا کہ: "لینا ہو تو لو اس میں سو(100) طرح کے عیب(defect) ہیں"، یا "یہ مٹی ہے"، یا "اسے خوب دیکھ لو، کیسی بھی ہو میں واپس نہیں کروں گا" اس طرح کے واضح جملے کہنے کے بعد، بیچنے والا کسی بھی قسم کے عیب کا ذمہ دار نہیں ہے (یعنی اب اگر عیب نکلا تو بیچنے والے پر لازم نہیں کہ وہ چیز واپس لے)۔ **نوٹ:** ان صورتوں(cases) میں ہر طرح کے عیب(defect) بیچنے والے سے الگ ہو گئے، چاہے وہ عیب سودا کرتے ہوئے ہوں یا سودے کے بعد قبضے (مثلاً ہاتھ میں لینے) سے پہلے کے ہوں۔

نوٹ: یہ بات کئی بار آئی کہ عیب(defect) سے جو "نقصان" ہے وہ لے گا تو اس کی صورت یہ ہے کہ اُس چیز کو جانچنے (چیک کرنے) والوں کے پاس پیش کیا جائے اور وہ لوگ اُس کی قیمت(price) کا اندازہ کریں کہ اگر عیب(defect) نہ ہوتا تو یہ قیمت تھی اور عیب(defect) کے ہوتے ہوئے یہ قیمت ہے۔ اب دونوں قیمتوں میں جو فرق ہو، وہ بیچنے والے سے خریدار(buyer) لے گا۔ مثلاً: عیب(defect) ہے تو آٹھ ہزار قیمت ہے اور عیب نہ ہوتا تو دس(10) ہزار ہوتی تو اب خریدار، بائع سے دو(2) ہزار روپے لے گا۔

{12} غلّہ (اناج مثلاً گندم۔wheat) خریدا اُس میں سے کچھ کھالیا، یا()بیچ دیا پھر عیب(defect) معلوم ہوا تو جو کھا چکا ہے اُس کا نقصان (عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کی رقم) لے لے اور باقی کو واپس کر سکتا ہے۔ **ہاں!** جو بیچ چکا ہے اُس کا نقصان نہیں لے سکتا۔

() آٹا خریدا اُس میں سے کچھ گوندھ (پانی ڈال) کر روٹی پکائی معلوم ہوا کہ کڑوا ہے جو پکا چکا ہے اُس کا نقصان (عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کی رقم) لے سکتا ہے اور باقی کو واپس کر سکتا ہے۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{13} غلام خریدا تھا اور اُس پر قبضہ بھی کر لیا وہ کسی ایسے جُرم کی وجہ سے قتل کیا گیا جو بائع کے یہاں اُس نے کیا تھا تو پورا ثمن بائع سے واپس لے گا اور اگر اُس کا ہاتھ کاٹا گیا اور جرم بائع کے یہاں کیا تھا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اُس کو واپس کر دے یا رکھ لے اور آدھا ثمن واپس لے۔ (بہار شریعت ح۱۱، ص۶۸۸، مسئلہ ۶۵)

باب البیع الفاسد

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

بیع باطل:

{1} جس صورت(case) میں تجارت کا کوئی رُکن (یعنی ایسی چیز کے جس کے بغیر تجارت ہوتی ہی نہیں)، نہ پایا جائے، یا()وہ چیز خرید و فروخت(buying and selling) کے قابل(لائق) ہی نہ ہو تو ایسی تجارت کو "بیع باطل" کہتے ہیں۔

()**رُکن نہ پائے جانے کی مثال:** پاگل، یا() نا سمجھ بچّے(un sensible child) نے "ایجاب"(offer) یا "قبول"(accept) کیا تو یہ تجارت "بیع باطل" ہے کیونکہ شرعاً (دینِ اسلام کی تعلیم کے مطابق) وہ "ایجاب" اور "قبول" کر ہی نہیں سکتا تو یہ تجارت "ایجاب" و "قبول" (تجارت کے "رُکن") کے بغیر ہے۔

نوٹ: سودے میں پہلی بات "ایجاب" اور دوسرے کا "ہاں" "کرنا" "قبول" ہے۔ جیسے پہلے نے کہا: میں نے اتنے میں بیچا، یا() کہا: میں نے اتنے میں خریدا، تو یہ "ایجاب" اور دوسرے کا "ہاں" کہنا "قبول" ہے۔

()**جو چیز خریدی جارہی ہو وہ بیچنے کے قابل نہ ہونے کی مثال:** "مَبِیْع" (خریدی جانے والی چیز) مُردار ہو (یعنی حرام جانور چاہے خود مرا یا کاٹا گیا، یا حلال جانور جو شرعی ذبح کے بغیر مرا)، یا خون یا() شراب، یا() آزاد ہو (آج کل سب لوگ "آزاد" ہیں، پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک(owner) بن جاتا تھا، مالک کو جو ملتا وہ "غلام" ہوتا) کہ شریعت (دینِ اسلام) کا حکم یہ ہے کہ ان چیزوں کی خرید و فروخت(buying and selling) نہیں ہو سکتی۔

{3} "بیع باطل" کا حکم یہ ہے کہ "مَبِیْع" (یعنی خریدی ہوئی چیز) پر اگر خریدار(buyer) کا قبضہ بھی ہو جائے (مثلاً ہاتھ میں بھی آجائے) تب بھی خریدار اُس کا مالک(owner) نہیں ہو گا اور خریدار کے پاس وہ چیز "امانت" ہو گی۔ (بہارِ شریعت ح۱۱، ص۷۰۱، مسئلہ۲۳، مُلخصاً) (دین کے مسائل، part 4)

بیع فاسد:

{4} اگر "رکنِ بیع" (مثلاً "ایجاب" (offer) یا "قبول" (accept)) یا محلِ بیع (مثلاً "مَبِیْع" (یعنی خریدی گئی چیز) میں خرابی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ(other) کوئی خرابی ہو تو وہ "بیع فاسد" (یعنی وہ سودا خراب) ہے۔

() مثلاً ثمن (سودے کی قیمت۔price) میں شراب دی جارہی ہو، یا() "مَبِیْع" (یعنی بیچی جانے والی چیز) کسی وجہ سے خریدار کو دے نہ سکتا ہو، یا() تجارت میں کوئی ایسی شرط(precondition) ہو کہ جو عقد

(معاہدے۔ agreement) کے تقاضے (requirement) کے خلاف (against) ہو (تو "بیع فاسد" ہے)۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۹۶، مسئلہ ۱، ملخصاً)

{5} "شرطِ فاسد" (وہ شرط (precondition) جو سودے کے تقاضے کے خلاف ہو) سے "بیع فاسد" (یعنی تجارت خراب) ہوتی ہے اور "بیع فاسد" (ایسی تجارت) حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۱۷۰، ملخصاً) () بے شک "بیع فاسد" غصب (مثلاً کسی کی چیز چھین لینے) کے حکم میں ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۴۹۹، ملخصاً) () "بیع فاسد" (ایسی خراب تجارت) واجبُ الْفَسخ (یعنی اسے ختم کرنا لازم) ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۱۶۵، ملخصاً) () "بیع فاسد" میں بھی قبضے (مثلاً سامان ہاتھ میں لینے) کے بعد، مِلک (ownership) خریدار (buyer) کو مل جاتی ہے مگر یہ "مِلکِ خبیث" ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۱۷۰، ملخصاً) () "مِلکِ خبیث" سے جو چیز ملتی ہے، اُس کے مالک (owner) پر فرض ہوتا ہے کہ وہ اُس ناپاک مال کو جن جن سے لیا ہے، انہیں واپس دے دے۔ اگر وہ زندہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں (یعنی اُن لوگوں کو کہ جو مرنے والے کے بعد، اُس کے مال کے مالک بن جاتے ہیں) کو دے دے، وہ بھی نہ ملیں تو (شرعی فقیروں کو) صدقہ کر دے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۳۸۰، ملخصاً) () فساد (یعنی "بیع فاسد" کی خرابی) کو ختم کرنے کے لئے، اُس سودے کو ختم کرنا بائع (بیچنے والا) اور خریدار (دونوں) میں سے ہر ایک پر واجب (اور لازم) ہے، جب تک "مَبِیع" (بیچی ہوئی چیز) خریدار (buyer) کے پاس اپنی (پرانی) حالت میں موجود ہو، چاہے قبضے (مثلاً سامان ہاتھ میں لینے) سے پہلے یا قبضے کے بعد کی حالت میں ہو۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۵۶۷، ملخصاً) یعنی وہ سامان واپس کیا جائے گا اور رقم (amount) لے لی جائے گی۔

{6} "بیع فاسد" کو ختم کرنے میں دوسرے شخص کا راضی (agree) ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اُس کے سامنے ختم کرنا بھی ضروری نہیں لیکن اُسے معلوم ہو جائے کہ سودا ختم کر دیا گیا ہے۔

بیع کب باطل؟ کب فاسد؟ کب جائز:

{7} جو مچھلی دریا (river) میں ہے یعنی ابھی اُس کا شکار ہی نہیں کیا اور اُسے پیسے سے بیچ دیا تو یہ تجارت بھی "بیع باطل" ہے کیونکہ بیچنے والا، اُس مچھلی کا ابھی مالک (owner) ہی نہیں۔

()اگر اُس مچھلی کو پکڑ کر پھر دریا میں ڈالا اور بیچ دیا تو اب یہ "بیع فاسد"(یعنی سودا خراب) ہے کیونکہ وہ اپنی مچھلی کسی دوسرے کو دینے کی (فی الحال / ابھی) طاقت نہیں رکھتا۔

() مچھلی کو شکار کرنے کے بعد کسی گڑھے میں ڈال دیا اور وہ گڑھا ایسا ہے کہ اُس سے بغیر کسی چیز کے خود ہی (یعنی اپنے ہاتھوں سے) مچھلی پکڑ سکتا ہے تو ایسے گڑھے میں موجود مچھلی کو بیچنا جائز ہے۔

()اگر مچھلی پکڑنے کے لیے شکار کرنے کی ضرورت ہو گی یعنی کانٹے یا جال وغیرہ سے پکڑنا پڑے گا تو جب تک پکڑ نہ لے اُس کی تجارت کرنا صحیح نہیں۔

نوٹ: اگر کسی نے گڑھا بنایا ہی اس لیے ہے کہ دریا کی لہر (پانی) سے مچھلی یہاں آئے تو ہم اسے بیچیں گے، اب کوئی مچھلی دریا سے گڑھے میں آگئی تو یہ مچھلی اُسی کی ہے کہ جس نے گڑھا بنایا ہے، دوسرے آدمی کو وہ مچھلی لینا جائز نہیں ہے۔ اب اگر جال سے اُس مچھلی کو پکڑ سکتے ہیں تو ابھی (جال میں لیے بغیر بھی) اس کی تجارت جائز ہے۔

{8} پرند(bird) جو ہوا میں اُڑ رہا ہے اگر اُس کو ابھی تک شکار نہ کیا ہو تو اس کی تجارت، "بیع باطل" ہے۔

()اگر شکار کر کے چھوڑ دیا ہے تو اب تجارت، "بیع فاسد"(یعنی سودا خراب) ہے کیونکہ بیچنے والے کو یہ طاقت ہی نہیں کہ واپس لا سکے۔

()اگر وہ پرند ایسا ہے کہ اِس وقت تو ہوا میں اُڑ رہا ہے مگر پالتو(pet) ہے کہ خود واپس آجائے گا جیسے پالتو کبوتر (pet pigeon) واپس آجاتے ہیں تو انہیں بیچنا درست (یعنی صحیح) ہے کیونکہ بظاہر تو وہ پرندہ ہاتھ میں نہیں ہے مگر شرعی حکم کے مطابق(according) یہ بھی ایک طرح سے ہاتھ میں ہے۔

مزید مسائل:

{9} جو چیز ابھی موجود ہی نہ ہو بلکہ یہ خیال ہو کہ وہ بعد میں بھی موجود نہ ہو گی تو ایسی چیز کو بیچا نہیں جا سکتا، مثل حمل (یعنی پیٹ میں بچے) یا تھن(animal udder) میں جو دودھ ہے اُس کی بیع ناجائز ہے کہ ہو سکتا ہے جانور کا پیٹ پھولا ہے اور اُس میں بچہ نہ ہو، اسی طرح تھن میں دودھ ہی نہ ہو۔

()دودھ جو تھن کے اندر ہو ان سب کی بیع ناجائز ہے کہ یہ سب چیزیں عرفاً معدوم ہیں (بہار شریعت ح۱۱،ص۶۹۸، مسئلہ۸)، پیٹ کا حمل معدوم ہے (ح۱۴،ص۷۶،مسئلہ۲۶) معدوم کی بیع باطل ہے۔(فتاوی رضویہ،ج۱۷،ص۴۸۴)

()اسی طرح زندہ جانور کا گوشت، چربی(fat)، چمڑا، سری پائے، زندہ دُنبہ کی چکّی (دنبے کی چوڑی دُم) کی بیع (یعنی خریداری) ناجائز ہے۔

()دُنبے یا بھیڑ کے جسم پر اُون(wool) موجود ہے، ابھی کاٹا نہیں ہے، یا() گھی کہ جو ابھی دودھ سے نکالا نہ ہو، یا() کڑیوں (شہتیر، وہ لکڑی کہ جو چھت بنانے میں لگائی جاتی ہے) کہ جو ابھی چھت میں ہے، یا() ایسا تھان کہ جسے پھاڑ کر نہ بیچا جاتا ہو، اُس (مثلاً کرتے یا شلوار) میں سے ایک گز آدھ گز کی بیع کرنا، یہ سب ناجائز ہیں۔

(دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت، فتاوی رضویہ سے لے کر کچھ کام کیا گیا ہے)

{10} بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ اللہ کریم کے آخری رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے "بیع مُلَامَسَہ" اور "بیع مُنَابَذہ" سے منع فرمایا۔(صحیح مسلم، کتاب البیوع، الحدیث:۲-(۱۵۱۱)، ص۸۱۳)

()"بیع مُلَامَسَہ" یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کا کپڑا چھو دیا اور اُلٹ پلٹ کے دیکھا بھی نہیں اور

()"بیع مُنَابَذہ" یہ ہے کہ ایک نے اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دیا اور دوسرے نے اس کی طرف پھینک دیا یہی بیع ہوگئی، نہ دیکھا بھالا، نہ دونوں کی رضامندی ہوئی۔(بہار شریعت، ح۱۱، ص۶۹۴)

{11} بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مزابنہ سے منع فرمایا۔

()"بیع مُزَابَنَہ" یہ ہے کہ درخت پر لگے ہوئے پھلوں کو اسی قسم کے درخت سے اتارے ہوئے پھلوں کے بدلے بیچنا مثلاً کھجور پر لگی ہوئی کھجوریں پہلے سے اتاری ہوئی کھجوروں کے بدلے بیچنا۔(بہار شریعت، ح۱۱، ص۶۹۳، ماخوذاً)

{12}غلام بیچا اور یہ شرط (precondition) کی کہ وہ غلام بائع (پرانے مالک) کی ایک مہینے تک خدمت کریگا، یا() مکان بیچا اور شرط کی کہ بائع (بیچنے والا) ایک مہینے تک اُس میں رہائش (accommodation) رکھے گا، یا() یہ شرط کی کہ خریدار مجھے اتنا روپیہ قرض (loan) دے گا، یا() فلاں چیز تحفے میں دے گا، یا() مخصوص (specific) چیز بیچی اور یہ شرط کی کہ ایک مہینے تک "مَبِیْع" (بیچے گئے سامان) پر قبضہ (مثلاً ہاتھ میں) نہ دے گا ان سب صورتوں (cases) میں "بیع فاسد" (یعنی سودا خراب) ہے۔

{13} جس شرط کا نہ ہی مسلمانوں میں "تَعَامُل" (یعنی رواج، practice) ہو اور نہ ہی شریعت نے اُس کی اجازت دی ہو، (اب) ایسی شرط تجارت میں لگائی تو (یہ تجارت) "بیع فاسد" ہو جائے گی (یعنی سودا خراب ہو گا)۔ مثلاً کپڑا خریدا اور یہ شرط لگائی کہ بائع (seller) اس کو کاٹ کر اور سی کر (stitch کر کے) دے گا تو یہ "بیع فاسد" ہے۔

{14} اگر سودے میں رقم (amount) کی مُدّت (duration) صحیح طرح معلوم نہ ہو مگر معلومات کی وہ کمی (جِہالت) جھگڑے کی طرف نہ لے جاتی ہو یعنی اس وقت کی معلومات ہو سکتی ہو تو بھی تجارت صحیح ہے۔ مثلاً نَوروز (ایرانی حساب سے سورج کے سال کا پہلا دن، یہ ایرانیوں کی خوشی کا سب سے بڑا دن ہے)، یا () مِہرگان (ایرانی مہینے کا سولھواں (16th) دن)، یا() ہولی (ہندوؤں کا ایک دن جو موسم بہار میں منایا جاتا ہے)، یا() دیوالی (ہندوؤں کا ایک دن) کہ اکثر مسلمان صحیح طرح اس کا وقت نہیں جانتے کہ یہ دن کب ہونگے لیکن جو مسلمان ان دنوں کو جانتے ہوں تو ان کی تجارت صحیح ہے (مگر مسلمانوں کو اپنے کاموں میں کفّار کے مذہبی دنوں کا لحاظ (خیال) رکھنا بہت بُری بات ہے)۔

{15} اگر سودے میں رقم (amount) کی مُدّت (duration) صحیح طرح معلوم نہیں ہو سکتی تو ایسا وقت طے کرنے سے تجارت، "بیع فاسد" ہو جائے گی۔ مثلاً جس دن کھیت (fields) کٹیں گے، اُس دن پیسے دونگا تو "بیع فاسد" ہے کیونکہ یہ دن آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ **ہاں!** اس دن کے آنے سے پہلے یہ مُدّت (duration) ختم کر دی تو تجارت صحیح ہو جائے گی۔

{16} آزاد و غلام کو جمع کر کے ایک ساتھ دونوں کو بیچا یا ذبیحہ اور مُردار کو ایک عقد میں بیع کیا غلام اور ذبیحہ کی بھی بیع باطل ہے۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۹۹، مسئلہ ۱۶)

{17} "نَجْش" بھی مکروہ ہے کہ خود پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے منع فرمایا۔ "نجش" یہ ہے کہ دو آدمی آپس میں خرید و فروخت (buying and selling) کرنا چاہتے ہیں، بات چیت کر رہے ہیں، اب تیسرا شخص آئے اور "مَبِیْع" (خریدے جانے والے سامان) کی قیمت کو بڑھا دے لیکن یہ تیسرا شخص خود خریدنے کی نیّت (intention) نہیں رکھتا بلکہ یہ تیسرا آدمی اس لیے دام (قیمت۔rate) بڑھا رہا ہے تا کہ پہلے سے موجود گاہک (customer) کی "مَبِیْع" (خریدے جانے والے سامان) میں دلچسپی بڑھے اور وہ زیادہ پیسوں میں خرید لے۔ اصل میں (in reality) یہ خریدار کو دھوکا دیا جا رہا ہوتا ہے جیسا کہ کچھ دُکاندار، اپنے پاس اس طرح کے ملازم (servent) رکھتے ہیں کہ جب کوئی گاہک آتا ہے تو یہ بھی گاہک بن کر آجاتے اور قیمت زیادہ لگا دیتے ہیں جسے دیکھ کر پہلا گاہک دھوکا کھا جاتا ہے۔

() گاہک کے سامنے "مَبِیْع" (یعنی سامان) کی تعریف میں ایسی خوبیاں (qualities) بتانا کہ جو باتیں اس چیز میں نہ ہوں تا کہ خریدار دھوکا کھا جائے، یہ بھی "نجش" (اور مکروہ) ہے۔

یاد رہے کہ جس طرح ایسا کرنا "تجارت" میں منع ہے، اسی طرح "نکاح"، "اجارہ"، وغیرہ میں بھی منع ہے۔

{18} بولی لگانے کیلئے مخصوص افراد رکھنا جن کا مقصد خریدنا نہیں بلکہ قیمت بڑھا کر گاہک کو دھوکا دینا ہوتا ہے حدیثِ پاک میں اس کی مُمانَعت آئی ہے۔ (مسلم، ص 1064، حدیث: 6538 ماخوذاً) البتہ نیلامی کے وقت اگر واقعی خریدنے کی نیّت ہو تو قیمت بڑھانا نہ صرف جائز بلکہ حدیثِ پاک سے ثابت ہے: نبیِّ کریم، رءوفٌ رّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک کمبل اور پیالہ بیچنے کیلئے ارشاد فرمایا: یہ دونوں چیزیں کون خریدے گا؟ ایک شخص نے ان کی قیمت ایک درہم لگائی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دے گا؟ دوسرے نے دو درہم لگا کر وہ دونوں چیزیں خرید لیں۔ (ترمذی، ج 3، ص 9، حدیث: 1222) (ماہنامہ فیضان مدینہ، محرم الحرام ۱۴۳۹)

{19} پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے "تَلَقِّی جَلَب" سے بھی منع فرمایا ہے۔یعنی شہر کے باہر سے تاجر (trader) جو غلّہ (اناج۔grain) لا رہے ہیں اُن کے شہر میں آنے سے پہلے ہی خرید لینا۔اس کی دو (2) صورتیں ہیں: **(ا)** ایک یہ کہ اہل شہر کو غلّہ (اناج۔grain) کی ضرورت ہے اور یہ اس لیے ایسا کرتا ہے کہ غلّہ (اناج۔grain) ہمارے پاس ہی ہو گا پھر جتنا مہنگا بیچنا چاہیں گے، بیچیں گے۔ **(۲)** دوسری صورت یہ ہے کہ شہر والا، غلّہ لانے والے تاجروں کو شہر کا دام (rate) غلط بتا کر اُس کا مال خریدنا چاہے (مثلاً شہر میں ایک چیز مہنگی بکتی ہے، شہر والے نے کہا کہ یہ چیز آج کل بہت سستی ہے اور دھوکا دیکر وہ مال خریدنا چاہتا ہے)، تو یہ بھی منع ہے۔

نوٹ: اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو شہر کے باہر جا کر مال خریدلینا منع نہیں ہے۔

{20} حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس سے منع فرمایا: کہ شہری آدمی دیہاتی (villager) کے لیے "بیع" کرے (صحیح مسلم، کتاب البیوع، الحدیث:۱۹۔(۱۵۲۱)، ص۸۱۶) یعنی دیہاتی کوئی چیز بیچنے کے لیے بازار میں آتا ہے لیکن وہ قیمت (rate) نہیں جانتا اور سستی بیچ ڈالے گا تو کوئی شہری کہتا ہے: "تو مت بیچ"، میں مہنگے داموں (اچھی قیمت) میں بیچ دونگا اور وہ شہری اس دیہاتی کا بروکر (broker) بن کر بیچتا ہے (اس سے منع کیا گیا ہے)۔

{21} دیہاتی سے غلّہ (اناج) خرید کر بیچنے کی تین (3) صورتیں ہیں: **(ا)** حرام **(۲)** مکروہ **(۳)** جائز۔

(ا) حرام: یہ ہے کہ بستی میں کوئی شخص غلّہ (اناج۔grain) لے کر آئے تو کوئی آدمی وہ سارا خرید لے پھر جتنا مہنگا چاہے، اُتنا مہنگا بیچے کہ جس کی وجہ سے بستی والوں پر تنگی ہو جائے (لوگ تکلیف میں آئیں)۔ **(۲) مکروہ:** یہ ہے کہ اس طرح خریدنے سے بستی پر تنگی (تکلیف) تو نہ ہو مگر خریدنے والا یہ چاہتا ہو کہ قحط پڑے (بستی میں غلّہ کم ہو جائے) اور مجھے بہت نفع (profit) ملے۔ **(۳) جائز:** وہ صورت (case) ہے کہ جو اوپر بتائی ہوئی دونوں باتوں کے علاوہ ہو (یعنی نہ تو بستی والے تنگ ہوں اور نہ ہی غلّہ خریدنے والا یہ چاہتا ہو کہ بستی والوں کا غلّہ کم ہو جائے)، تو اب بالکل بھی کراہت (مکروہ) نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۱۷، ص۱۹۲، ملخصاً)

(یہ مواد "دین کے مسائل"،part 04 سے لیا گیا ہے،www.farzuloom.net)

{22}"اِحتِکَار" یعنی غلّہ (اناج۔grain) روکنے کی ایک صورت یہ ہے کہ جب دام (rate) کم ہو تو غلّہ (اناج۔grain) خرید لے مگر اُسے نہ بیچے بلکہ روک لے (stock کرلے)، پھر جب لوگ بہت پریشان ہوں گے تو اب خوب مہنگا کرکے بیچے () اگر یہ صورت (case) نہ ہو بلکہ جب غلّہ (اناج۔grain) آیا خرید لیا، بیچا نہیں مگر جب دام (rate) بڑھ گئے تو بیچ دیتا ہے یہ "اِحتِکَار" نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کرنا منع ہے۔

() غلّے کے علاوہ (other)، کسی دوسری چیز میں "اِحتِکَار" نہیں ہوتا۔

() دوسری جگہ سے غلّہ (اناج۔grain) خرید کر لایا، اگر وہاں سے عموماً یہاں غلّہ (اناج۔grain) آتا ہے تو اس کا روکنا بھی "اِحتِکَار" ہے اور اگر وہاں سے یہاں غلّہ (اناج۔grain) لانے کی عادت جاری نہ ہو تو روکنا "اِحتِکَار" نہیں۔ مگر اس صورت (case) میں بھی بیچ ڈالنا مستحب (اور ثواب کا کام) ہے کہ روکنے میں یہاں بھی ایک طرح کی کراہت (یعنی یہ بھی ایک طرح سے مکروہ ہی) ہے۔

() "اِحتِکَار" اسی وقت ہوتا ہے کہ جب غلّہ روکنا وہاں کے لوگوں کی تکلیف کا سبب بنے اور مہنگائی ہو جائے، یا

() یہ صورت (case) ہو کہ سارا غلّہ (اناج۔grain) اسی کے پاس ہو اور قحط پڑنے (دوسری جگہ غلّہ نہ ہونے کا خوف ہو یعنی پھر دوسری جگہ غلّہ (اناج۔grain) نہ ملے گا۔

() اسی طرح اپنی زمین کا غلّہ (اناج۔grain) روک لینا "اِحتِکَار" نہیں۔ **ہاں!** اگر یہ شخص قحط پڑنے (دوسری جگہوں پر اناج ختم ہونے) کا انتظار کر رہا ہے تو اس بری نیّت (bad intention) کی وجہ سے گنہگار ہو گا۔

() "اِحتِکَار" انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے، مثلاً اناج، انگور بادام وغیرہ۔ اسی طرح "اِحتِکَار" جانوروں کے چارے (کھانے کی چیزوں) میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس وغیرہ۔

{23} اذانِ جمعہ شروع ہونے سے نمازِ جمعہ ختم ہونے تک خرید و فروخت (buying and selling) کرنا "مکروہ تحریمی"، ناجائز و گناہ اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ یہاں "اذان" سے مراد "پہلی اذان" ہے کہ پہلی اذان ہی سے نمازِ جمعہ کی تیاری کے لیے کوشش کا وقت شروع ہوتا اور اب نماز کے لیے جانے کی کوشش

واجب (اور لازم) ہو جاتی ہے۔ **ہاں!** جن لوگوں پر جمعہ کی نماز واجب نہیں ہوتی، اُن کا تجارت کرنا بھی مکروہ نہیں، مثلاً عورتیں یا مریض۔

مشورہ ہے کہ مسجد انتظامیہ / کمیٹی کو چاہیے کہ جمعہ کی نماز سے پہلے ہونے والا (اردو وغیرہ کا) بیان پہلے رکھوائیں پھر پہلی اذانِ جمعہ پھر سنتیں پھر دوسری اذان و (عربی) خطبہ و نماز ہو، تا کہ (سُست / غافل) لوگ پہلی اذان کے بعد جمعہ کی کوشش میں مصروف (busy) نہ ہونے کی وجہ سے گناہ گار نہ ہوں۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، مراۃ، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{24} بیع مکروہ مطلقاً مفید ملک ہے اگرچہ ایسا کرنا اچھا نہیں جیسے اذان جمعہ ہو چکنے کے بعد نماز جمعہ سے پہلے تجارت کہ اس کا کرنا برا لیکن بیع درست ہو گی۔ (مراۃ، ج۴، ص۷۔۴۳، سوفٹ ایر)

{25} دو مملوک جو آپس میں ذی رحم محرم ہوں مثلاً دونوں بھائی یا چچا بھتیجے یا باپ بیٹے یا ماں بیٹے ہوں خواہ دونوں نابالغ ہوں یا ان میں کا ایک نابالغ ہو ان میں تفریق کرنا منع ہے مثلاً ایک کو بیع کر دے دوسرے کو اپنے پاس رکھے۔ (بہار شریعت، ح۱۱، ص۷۲۵، مسئلہ ۹)

اقالہ:

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} دو آدمیوں نے جو عقد (یعنی سودا) کیا ہو، اُسے اُٹھا دینے (ختم کر دینے) کو "اقالہ" کہتے ہیں۔

()یہ کہا: "میں نے اقالہ کیا"، یا () "میں نے چھوڑ دیا"، یا () "میں نے فسخ (ختم) کیا"، یا () دوسرے کے کہنے پر "مَبِیع" (بیچا گیا سامان) واپس کرنا اور دوسرے کا واپس لینا، یا () دوسرے کے کہنے پر "ثمن" (مثلاً پیسوں) کو واپس کرنا اور دوسرے کا لے لینا، یہ سب "اقالہ" کی مثالیں ہیں۔

() دونوں میں سے ایک "اقالہ" کرنا چاہتا ہے تو دوسرے کا "اقالہ" قبول (accept) کر لینا، مستحب ہے اور ثواب کا کام ہے۔

{2}"اقالہ" کرنے کی کچھ شرطیں(preconditions)ہیں:(۱)دونوں (بیچنے والے اور خریدار) کا راضی (agree)ہونا۔(۲) مجلس (جگہ) کا ایک ہونا۔(۳)اگر "بیع صرف"(سونے چاندی کی تجارت)[8] کا "اقالہ" ہو تو اُسی مجلس (جگہ) میں ایک ساتھ سونا/چاندی کا واپس ہونا۔(۴)"مَبِیع"(بیچی گئی چیز) کا موجود ہونا تو شرط (precondition)ہے مگر "ثمن"(مثلاً پیسوں) کا باقی رہنا شرط نہیں(یعنی پیسے استعمال کر لیے ہوں تب بھی "اقالہ" ہو سکتا ہے)۔(۵)"مَبِیع" ایسی چیز ہو جس میں خیارِ شرط، خیارِ رؤیت، خیارِ عیب کی وجہ سے بیع ختم ہو سکتی ہو یعنی "مَبِیع" ایسی نہ ہو کہ جس میں کوئی اضافہ ہونے کی وجہ سے، تجارت کو ختم نہیں کیا جا سکتا ہو (جیسے کپڑے کو رنگ دینا، گھر میں نئی تعمیرات(new construction) کروا دینا) کیونکہ ایسا اضافہ ہونے کے بعد "اقالہ" نہیں ہو سکتا۔(۶) بائع نے "ثمن"(پیسے) پر قبضہ کرنے (مثلاً ہاتھ میں لینے) سے پہلے ہی تحفہ نہ دیا ہو(کیونکہ اس صورت(case) میں "اقالہ" نہیں ہو سکتا)۔

{3}"اقالہ" میں دوسرے کا قبول(accept) کرنا بھی ضروری ہے یعنی صرف ایک شخص "اقالہ" نہیں کر سکتا اور یہ بھی ضروری ہے کہ قبول(accept) اُسی مجلس (جگہ) میں ہو لہٰذا اگر ایک نے "اقالہ" کے الفاظ کہے مگر دوسرے نے قبول(accept) نہیں کیا، یا مجلس (یعنی وہاں سے جانے) کے بعد قبول(accept) کیا تو "اقالہ" نہ ہوا۔

{4}بائع(seller) نے اگر خریدار(buyer) سے کچھ زیادہ رقم(amount) لے لی، اب خریدار "اقالہ" کرانا چاہتا ہے تو بائع (بیچنے والے) کو چاہیے کہ "اقالہ" کر دے۔**ہاں!** اگر خریداری (سودے) میں بہت زیادہ دھوکا ہوا ہے تو اب خریدار اکیلے(alone) ہی "اقالہ" کر سکتا ہے۔

{5}"اقالہ" کرتے ہوئے "مَبِیع" موجود تھی مگر واپس دینے سے پہلے ہی ہلاک ہو گئی تو اب "اقالہ" نہیں ہو سکتا۔

---

(8)"**بیع صرف**" سونے، چاندی کی خرید و فروخت کو کہتے ہیں، اس کی تفصیل(detail) آگے آ رہی ہے۔

www.farzuloom.net

{6}"اقالہ" میں اتنی ہی رقم(amount)واپس کرنی ہو گی کہ جتنے میں خریداری ہوئی، اگر کم یا زیادہ پر اقالہ ہوا تو ایسی شرط(precondition)"باطل" ہے(یعنی کم اور زیادہ پیسوں پر "اقالہ" نہیں ہو سکتا)۔ **ہاں!** اگر "مَبِیْع" میں نقصان(عیب) آگیا ہے تو کمی کے ساتھ "اقالہ" ہو سکتا ہے۔(دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، مراۃ، بہارِ شریعت سے لیا گیا ہے)

{7}("اقالہ" سودا ختم کرنے کا نام ہے مگر) حقِ ثالث میں بیع جدید ہے لہٰذا امکان کی بیع ہوئی تھی اور شفیع نے شفعہ سے انکار کر دیا تھا پھر اقالہ ہوا تو اب شفیع پھر شفعہ کر سکتا ہے اور یہ جدید حق حاصل ہو گا(شفع کا بیان آگے آرہا ہے)۔(بہارِ شریعت، ح۱۱، ص۷۳۸، مسئلہ ۲۲)

{8}اگر مبیع میں نقصان آگیا ہے تو کمی کے ساتھ اقالہ ہو سکتا ہے۔(بہارِ شریعت، ح۱۱، ص۷۳۵، مسئلہ ۷)

"مرابحہ"(نفع(profit) کے ساتھ تجارت)اور "تولیہ"(بغیر نفع(profit) کے تجارت):

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خریدار اتنا سمجھدار(sensible) نہیں ہوتا کہ خود واجبی قیمت(market rate) پر چیز خرید سکے تو اُسے کسی دوسرے شخص پر بھروسہ(trust) کرنا پڑتا ہے کہ جو اُسے سامان خرید کر دلا دے۔ اب اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں: **(ا)** دوسرا شخص جس قیمت میں خریدے گا، اُسی میں پہلے کو دے گا۔ **(۲)** دوسرا شخص جس قیمت میں خریدے، اُس پر نفع(profit) رکھ کر پہلے شخص کو دے گا۔

()قیمت پر دینا(rate to rate) "بیع تولیہ" ہے جبکہ نفع رکھ کر دینا "بیع مُرابحہ" ہے۔

()"بیع مطلق"(یعنی عام تجارت) اور ان(یعنی "بیع تولیہ" اور "بیع مُرابحہ") میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ یہاں اپنی خرید کا دام(rate) بتانا ہو گا پھر اگر اُتنی ہی رقم(amount) لینا چاہتا ہے تو "بیع تولیہ" ہے اور اگر نفع(profit) کی ایک مُتَعَیَّن(طے شدہ۔fixed) رقم زیادہ کرتا ہے تو "بیع مُرابحہ" ہے۔

نوٹ: یہاں خریدار(buyer) نے بائع(بیچنے والے) پر بھروسہ(trust) کیا ہے لہٰذا سچائی اور امانت سے یہ کام

لیناضروری ہے۔

{2} چیز کی قیمت(price)،اس پر ہونے والے اخراجات(expenses)اور نفع(profit)سب کچھ بتایاتو "بیع مُرابحہ "ہے()اگر نفع(profit)کچھ نہیں لیاتواس کو"بیع تولیہ "کہتے ہیں۔

نوٹ:جوچیز خریداری کے علاوہ(other)کسی اور طریقہ سے مِلک(ownership)میں آئی تواُس میں نفع (profit)لگاکر"بیع مُرابحہ "اوربغیر نفع"بیع تولیہ "کرسکتے ہیں۔مثلاً خریدار کو کسی نے وہی چیز تحفے میں دے دی،یا()وراثت(یعنی کسی کے انتقال کے بعد ملنے والے مال)میں ملی پھر اُس کی بازاری قیمت(market rate)لگا کر"بیع مُرابحہ "اور"بیع تولیہ "کرلی۔

{3}"بیع مُرابحہ "کا نفع(profit)معلوم ہوناضروری ہے۔مثلاًاس طرح"بیع مُرابحہ "کی کہ ہر دس پر ایک روپیہ نفع(profit)ہوگا(یعنی دس(10)کی چیز،گیارہ(11)روپے کی اور بیس(20)کی چیز،بائیس(22) روپے کی پڑے گی)۔**یادرہے کہ یہ "نفع"**سوداطے(final)کرتےوقت یااسی مجلس(جگہ)میں طے کرنا ضروری ہے۔اگر یہ طے نہ ہواتو"بیع فاسد"ہوجائے گی۔

{4}مرابحہ یاتولیہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس چیز کے بدلے میں مشتری اول نے خریدی ہے وہ مثلی ہوتا کہ مشتری ثانی وہ ثمن قرار دیکر خرید سکتاہواور اگر مثلی نہ ہوبلکہ قیمی ہوتو یہ ضرورہے کہ مشتری ثانی اُس چیز کا مالک ہو مثلاًزیدنے عمروسے کپڑے کے بدلے میں غلام خریدا پھر اس غلام کا بکر سے مرابحہ یاتولیہ کرناچاہتاہے اگر بکرنے وہی کپڑاعمروسے خریدلیاہے یاکسی طرح بکر کی ملک میں آچکاہے تومرابحہ ہوسکتاہے یا بکرنے اُسی کپڑے کے عوض میں مرابحہ کیااور ابھی وہ کپڑاعمروہی کی ملک ہے مگر بعد عقد عمرونے عقد کو جائز کردیاتووہ مرابحہ بھی درست ہے۔(بہار شریعت ح۱۱،ص۷۳۹،مسئلہ ۳)

{5}تجارت میں جب چیز خریدی جاتی ہے تواس پر خرچہ بھی کرناپڑتاہے(مثلاً جانور لیااور اُسے چارہ کھلایا)،جبکہ دوسری طرف"بیع مُرابحہ "اور"بیع تولیہ "میں چیز کی قیمت بھی بتانی پڑتی ہے۔

()کونسا خرچہ (expense)، "مَبِیۡع" میں ملایا جائے گا؟ اس کا قاعدہ / اصول یہ ہے کہ یہاں تاجروں (traders) کا عُرف (اور ان کی عادت کو) دیکھا جائے گا کہ وہ لوگ جس خرچے کو "مَبِیۡع" کے ساتھ ملاتے ہیں؟ تو اُسے ملایا جائے گا اور جسے نہیں ملاتے تو اُس خرچے کو نہیں ملایا جائے گا۔
()جو خرچہ ملایا جائے گا، اُسے ملانے کے بعد بائع (seller) یہ نہ کہے: "میں نے اتنے میں خریدا ہے" کیونکہ یہ تو جھوٹ ہے بلکہ یہ کہے: "مجھے اتنے میں پڑی ہے"۔
{6} رَاسُ الْمَال (capital، خریدے گئے سامان کی قیمت) ہی سے "بیع مُرابحہ" اور "بیع تولیہ" ہوتی ہے (کہ اس پر نفع (profit) رکھا تو "بیع مُرابحہ" اور نہ رکھا تو "بیع تولیہ") مگر کچھ خرچے اس میں ملائے جاتے ہیں۔ مثلاً تھان خریدا اور اُسے دھلوانے کی ضرورت ہے اور دُھلوایا تو دھوبی کی اُجرت (wages) اس تھان میں ملائیں گے () جانور کو کھلایا ہے تو اس خرچے کو بھی رَاسُ الْمَال (capital) سے ملائیں گے۔
نوٹ: اگر اُس جانور کو کھلانے کے بعد اُس جانور سے دودھ لیا، یا اُس کا گھی بنایا تو اب اُس چارے (جانور کے کھانے) کی رقم میں سے اس (دودھ وغیرہ) کی رقم کو کم کریں۔
{7} بیع مرابحہ میں اگر مشتری کو معلوم ہوا کہ بائع نے کچھ خیانت کی ہے مثلاً اصلی ثمن پر ایسے مصارف اضافہ کیے جن کو اضافہ کرنا جائز ہے یا اُس ثمن کو بڑھا کر بتایا دس میں خریدی تھی بتائے گیارہ تو مشتری کو اختیار ہے کہ پورے ثمن پر لے یا نہ لے یہ نہیں کر سکتا کہ جتنا غلط بتایا ہے اُسے کم کر کے ثمن ادا کرے۔ اُس نے خیانت کی ہے اسے معلوم کرنے کی تین صورتیں ہیں خود اُس نے اقرار کیا ہو یا مشتری نے اس کو گواہوں سے ثابت کیا یا اُس پر حلف دیا گیا اُس نے قسم سے انکار کیا۔ تولیہ میں اگر بائع کی خیانت ثابت ہو تو جو کچھ خیانت کی ہے اُسے کم کر کے مشتری ثمن ادا کرے مثلاً اُس نے کہا میں نے دس روپے میں خریدی ہے اور ثابت ہوا کہ آٹھ میں خریدی ہے تو آٹھ دیکر مبیع لے لے گا۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۷۴۲، مسئلہ ۱۶)
{9} "مَبِیۡع" اگر مَنۡقُوۡلَات کی قسم سے ہو (یعنی ان چیزوں میں سے ہو کہ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے

جائی جاسکتی ہوں) تو بیچنے والے(seller) کا اُس سامان پر قبضہ کرنا(اپنے پاس لینا) ضروری ہے۔ اگر قبضہ کرنے سے پہلے ہی وہ چیز بیچ دی تو یہ "بیع" ناجائز ہے۔

{10}(ا) جائدادِ غیر مَنْقُوْلَہ خریدی (یعنی جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جاسکتی ہو، مثلاً گھر)، اُس کو قبضہ کرنے (مثلاً ہاتھ میں لینے) سے پہلے ہی بیچنا جائز ہے کیونکہ اس کا ہلاک (تباہ/ختم) ہونا بہت ہی کم ہوتا ہے۔

(۲) اگر وہ ایسی چیز ہو کہ جس کے ضائع(waste) ہونے کا ڈر ہو تو جب تک قبضہ نہ کرلے (مثلاً ہاتھ میں نہ لے لے)، آگے نہیں بیچ سکتا مثلاً دریا کے کنارے کا(by the river، کچّا) گھر۔

{11}(ا) جس نے کیلی (ماپ/measure کی) چیز کیل(measure) کے ساتھ، یا()وزنی چیز(weighty) وزن(weight) کے ساتھ خریدی، یا()عددی(countable) چیز گنتی(counting) کے ساتھ خریدی تو جب تک ناپ(measure)، یا وزن(weight)، یا گنتی(counting) نہ کرلے اُس کو آگے بیچنا بھی جائز نہیں اور کھانا بھی جائز نہیں۔

(۲) اگر سامان اندازے سے خریدا ہے مثلاً "مَبِیْع" جو سامنے موجود ہے، اُسے دیکھ کر ساری خریدلی، نہ یہ کہا کہ: "اتنے کلو خریدا"، نہ یہ کیا کہ: "اتنا لیٹر خریدا"، نہ یہ کہا کہ: "اتنی تعداد میں (مثلاً بارہ عدد/12 pieces) خریدا" تو یہ تجارت جائز ہے بعد میں بھی اسے ناپنے(measure کرنے)، وزن کرنے اور گننے (count کرنے) کی ضرورت نہیں۔

(۳) سودے کے بعد بیچنے والے نے خریدار کے سامنے ناپا(measure کیا)، یا وزن کیا، تو اب خریدار کو دوبارہ ناپنے(measure کرنے)، یا وزن کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر سودے سے پہلے، بائع نے خریدار کے سامنے ناپا، یا وزن کیا تھا تو سودے کے لیے یہ کافی(enough) نہیں ہے یعنی دوبارہ ناپے، یا وزن کیے بغیر اُس چیز کا کھانا یا کسی اور کو بیچنا جائز نہیں ہے۔

(۴) مَوْزُوْنی (وزن سے بیچی جانے والی) چیزیں یا مکیلی (ماپ(measure) کے ساتھ بیچی جانے والی) چیزیں، "بیع تَعَاطی" (یعنی کچھ بولے بغیر ایک دوسرے سے سامان اور پیسے لے دے کر سودا کرنے) کے ساتھ خریدیں تو خریدار

(buyer)کاناپنا(measure کرنا)،یاوزن کرناضروری نہیں،صرف قبضہ کرلینا(مثلاًساماان اور پیسے ہاتھ میں لے لیناہی)کافی(enough)ہے۔

{12} "ثمن"(مثلاًپیسوں)کوقبضہ کرنے(مثلاًہاتھ میں لینے)سے پہلے ہی استعمال کرنا،جائزہے۔اس پیسے کو تجارت،تحفے،صدقہ،اجارہ(wages)وغیرہ میں استعمال کرسکتے ہیں(مثلاًخریدار کو کہہ سکتے ہیں کہ یہ رقم فلاں کوتحفے یاتنخواہ(salary)میں دے دو)۔

{13} خریدارنے بائع(بیچنے والے)کے لیے پیسوں میں کچھ اضافہ کردیا(مثلاًساڑھے چارسو(450)روپے میں کوئی چیز خریدی اورپانچ سو(500)کانوٹ دے کر کہاکہ پورے ہی رکھ لو)،یابائع(seller)نے "مَبِیْع"میں اضافہ کردیا(مثلاًسو(100)روپے میں بارہ(12)کیلے لیے تھےلیکن دیتے ہوئے دو(2)کیلے زیادہ دے دیے)تویہ جائزہے۔

()خریدارنے "ثمن"(مثلاًپیسوں)میں اضافہ کیا تواس اضافےکےلازم ہونے کے لیے شرط (precondition) ہے کہ بائع(بیچنے والے)نے اُسی مجلس(جگہ)میں قبول(accept)بھی کرلیاہواور اُس مجلس میں قبول نہیں کیا(چاہے بعدمیں قبول بھی کرلیا)تب بھی وہ اضافہ(خریدار کودینا)لازم نہیں۔

()یہ بھی شرط ہے کہ "مَبِیْع"(خریداگیاسامان)موجودہو۔"مَبِیْع"کے ہلاک ہونے کے بعد"ثمن"(مثلاً پیسوں)میں اضافہ نہیں ہوسکتا۔

()"مَبِیْع"میں بائع(seller)نے زیادتی کی توخریدار(buyer)کااُسی مجلس میں قبول(accept)کرناشرط ہے لیکن اس میں یہ شرط نہیں کہ "مَبِیْع"باقی رہی ہو،"مَبِیْع"ہلاک ہوگئی ہوتب بھی اُس میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

{14} سوداہوگیاپھربائع(بیچنے والے)نے خریدار(buyer)کوپیسے دینے میں مہلت دی(time دیا)یعنی رقم دینے کی مُدّت(duration)طے کردی اورخریدارنے بھی قبول(accept)کرلی تواب یہ سودا،ادھارپرہوگیا یعنی بائع(seller)اُس وقت سے پہلے خریدارسے رقم نہیں مانگ سکتا۔

نوٹ: ہر "دَین"[9] (کاروباری قرض) کا یہی حکم ہے کہ پہلے جس کی مُدّت (duration) طے نہ ہو اور بعد میں طے ہو جائے تو وہ "دَین" مِیعَادِی (مُدّت والا) ہو جاتا ہے مگر مَدیُون (جسے قرض دیا گیا) کا قبول (accept) کرنا شرط (precondition) ہے۔ اگر اُس نے انکار (denial) کر دیا تو "دَین" مِیعَادِی نہ ہو گا فوراً اُس کا ادا کرنا واجب ہو گا اور دائِن (قرض دینے والا) جب چاہے گا مطالبہ (demand) کر سکے گا۔

(دین کے مسائل، part 4)

{15} قرض جس کو دست گردان کہا جاتا ہے یہ میعادی نہیں ہو سکتا یعنی مقرض (قرض دینے والے) نے اگر کوئی میعاد مقرر کر بھی دی ہو تو وہ میعاد اُس پر لازم نہیں۔ (بہار شریعت ج۱۱، ص۷۵۳، مسئلہ ۱۱)

سود:

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} "سود" حرام قطعی ہے (یعنی اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں) () اس کے حرام ہونے کا اِنکار (denial) کرنے والا کافر ہے اور () حرام سمجھ کر جو "سود" لے، وہ فاسق (گناہ گار) مردودُ الشّہادۃ ہے (یعنی اُس کی گواہی (witness) قبول (accept) نہیں کی جائے گی)۔ (بہار شریعت ج۱۱، ص۷۶۹، ۷۶۸، مُلخصاً)

{2} جس طرح سُود لینا حرام ہے سُود دینا بھی حرام ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۱، ص۷۷۶، ماخوذاً)

{3} عقدِ مُعاوَضہ (یعنی لین دَین کے کسی مُعاملے) میں "سود" یہ ہے کہ جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف اِس طرح کی اضافی چیز ہو کہ جو کسی چیز کے بدلے (exchange) میں نہ ہو۔ (بہارِ شریعت، ج۱۱، ص۷۶۹، مُلخصاً)

() اسی طرح قَرض دینے والے کو قَرض پر جو نَفع (profit، فائدہ) حاصِل ہو وہ بھی سُود ہے۔

---

(۹) جو "مال" کسی عقد مثلاً تجارت یا اجارہ (contract of wages) کی وجہ سے لازم ہو، یا () وہ "مال" کسی چیز کے ہلاک (waste) کرنے سے لازم ہو، ان سب کو **"دَین"** کہتے ہیں یعنی **"دَین"** ایک خاص صورت (specific case) میں قرض کا نام ہے، ہر قرض **"دین"** نہیں۔ (حاشیہ بہار شریعت، ج۲، حصہ ۱۱، ص۷۵۲، ماخوذاً)

(فتاوٰی رضویہ، ج۱۷، ص۳۱۷، ملخصاً)

سود کا حکم:

{4} سود سے حاصل ہونے والی رقم (amount) کا بندہ اس طرح مالک بنتا ہے کہ اُسے خرچ کرنا تو حلال نہیں ہوتا البتہ وہ اُسے (بغیر ثواب کی نیّت (intention) سے، ایسے شخص کو) صدقہ کر سکتا ہے (کہ جس آدمی کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے)، اسے "مِلکِ خبیث" کہتے ہیں۔

{5} سودی رقم (amount) ایسے شخص کو دینی ہوگی کہ جس آدمی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس بُرے کام سے توبہ بھی کرنی ہوگی۔ **نوٹ:** "توبہ" سے مراد دل میں یہ کیفیت / احساس ہو کہ میں نے غلط کیا اور آئندہ (next time) ایسا بالکل نہیں کرونگا۔ (سود کیا ہے؟، ص ۲۰، ۱۸، ۱۷، ۱۴، ۱۳، ۹، ۶، تا ۳۵ تا ۲۹، ملخصاً)

{6} سودی رقم (amount) کا ایک حکم یہ بھی ہے کہ وہ اس رقم کو صدقہ نہ کرے بلکہ جس سے یہ رقم لی ہے، اُسے واپس کردے اور اگر اُس شخص کا انتقال ہو گیا ہو تو اُس کے وارثوں (یعنی ان لوگوں کو کہ جو مرنے والے کے بعد، اُس کے مال کے مالک (owner) بن جاتے ہیں) کو دے دے۔ جیسا کہ امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو مال جس جس سے چھینا، چُرایا، رشوت، (یا) **"سود"** میں لیا انھیں (واپس کردے) اور وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کردے، یا معاف کرائے، پتا نہ چلے (کہ وہ شخص کون تھا یا کہاں ہے؟) تو اتنا مال تَصَدُّق (یعنی صدقہ) کردے اور دل میں نیّت (intention) رکھے کہ وہ شخص جب ملے گا، اگر صدقے پر راضی نہ ہوا تو اپنے پاس سے اسے پیسے دے دونگا۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۲۱، ص ۱۲۲، ۱۲۱، ملخصاً)

سود کے مزید مسائل:

{7} جو چیز ماپ (measure کرنے) یا وزن (weight) سے بکتی ہو جب اس کو اپنی جنس (مثلاً اُسی چیز) کے بدلے (exchange)، اس طرح لیا / دیا جائے کہ ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم ہو تو یہ بھی "سود" اور حرام ہے۔ مثلاً گیہوں (wheat) کے بدلے میں گیہوں (گَنْدُم) ہی کو کم یا زیادہ خریدنا، یا جَو () (barley) کے

بدلے میں جَو(barley) کو کم یا زیادہ خریدنا حرام ہے۔

نوٹ:(۱) جِنس: دونوں چیزوں کا ایک نام اور ایک کام ہو تو وہ ایک **"جِنس"** ہیں، مثلاً کھجور کی سب قسمیں(types) ایک **"جِنس"** ہیں۔ اگر نام اور مقصد(کام) الگ الگ ہوں تو دو جنس ہونگیں، جیسے گیہوں(wheat) اور جَو(barley) یہ دونوں الگ الگ جِنس ہیں۔(بہار شریعت، ج۱۱، ص۷۹۶، مسئلہ ۲، ملخصاً)

(۲) "سود" میں جنس کے ساتھ "قدر" کو بھی دیکھتے ہیں۔ **"قدر"** سے مراد وزن(weight) یا ماپ (measure کرنا) ہے(بہار شریعت، ج۱۱، ص۷۶۹، مسئلہ ۱، ملخصاً)۔ "وزن" میں کسی چیز کا بوجھ(weight) دیکھا جاتا ہے جبکہ "ماپ" یا "کیل" میں کسی چیز کے حجم(size وغیرہ) کو ناپا(measure کیا) جاتا ہے۔ اصل میں "کیل" ایک پیمانے(scale) یا غلّے(اناج۔grain، crops) وغیرہ کو ناپنے(measure کرنے) کے مخصوص برتن(specific pot) کا نام ہے۔

نوٹ: عددی چیزیں(جو چیز گنتی(counting) سے بکتی ہے، وہ) "قدر" میں نہیں آتیں۔

{8} چیزوں کے تبادلے کی چار(4) صورتیں، مثالیں اور حکم:

(۱) "جِنس" ایک اور "قدر" بھی ایک ::

گندم کے بدلے گندم :: ادھار، کمی اور زیادتی سب حرام۔

(۲) "جِنس" الگ الگ مگر "قدر" ایک ::

دال کے بدلے چاول :: ادھار حرام، کمی اور زیادتی ہاتھوں ہاتھ جائز۔

(۳) " جِنس" ایک ہو مگر "قدر" الگ الگ ::

گھوڑے کے بدلے گھوڑا :: ادھار حرام، کمی اور زیادتی ہاتھوں ہاتھ جائز۔

نوٹ: گھوڑا، نہ تو وزنی چیز ہے، نہ ناپ / کیل(measure والی) چیز ہے بلکہ یہ عددی(گِن کر، counting سے بکنے والی) چیز ہے، لہذا اس میں "قدر" ہی نہیں ہے۔

(۴) "جِنس" بھی الگ اور "قدر" بھی الگ ::

سونااور موبائل ::ادھار بھی جائز اور کمی اور زیادتی بھی جائز۔

نوٹ: گھوڑے کی طرح موبائل بھی "عددی" ہے،لہٰذا اس میں بھی "قدر" نہیں ہے۔(سود کیا ہے؟،ملخصاً)

{9} کچھ چیزوں کو آپس میں بیچنے کے شرعی مسائل:

(۱)جب ایک ہی جنس کو اسی جنس سے بیچا جائے تو عمدہ (اعلیٰ، بہترین) اور خراب میں کوئی فرق نہیں ہو گا۔

(۲)اگر ایک ہی جنس کو اسی جنس سے اس طرح بیچا جائے کہ ایک طرف اچھی حالت ہو اور دوسری طرف خراب حالت، تب بھی کمی زیادتی "سُود" اور حرام ہے۔ یہ بات لازِم ہے کہ دونوں ماپ (measure کرنے) یا تول (وزن، weight کرنے) میں برابر ہوں۔(بہارِ شریعت،ح ۱۱،ص ۷۶۹،مسئلہ ۱،ملخصاً)

(۳)اگر دونوں طرف "جنس" تو الگ الگ ہو مگر "قدر" ایک ہی ہو (جیسے: سونا اور چاندی کہ ان کے نام اور کام الگ ہیں لہٰذا "جنس" الگ ہے لیکن دونوں ہی وزن سے بکتے (sale ہوتے) ہیں لہٰذا "قدر" ایک ہی ہے) تو جب انہیں آپس میں بیچا جائے تو کمی، زیادتی سے بیچ سکتے ہیں (مثلاً پچاس (50) تولے چاندی کے بدلے ایک (1) تولہ سونا) مگر بیچنے والے اور خریدنے والے (دونوں) کا دوسری چیز پر قبضہ اُسی مجلس میں ہونا ضروری ہے (یعنی اُسی جگہ پہلا شخص سونا دے کر چاندی اپنے ہاتھ میں لے لے اور دوسرا آدمی چاندی دے کر سونا لے لے)

()یہاں "مجلس" (جگہ) نہ بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں اس طرح ایک دوسرے سے الگ نہ ہو جائیں کہ ایک شخص ایک طرف چلا جائے اور دوسرا آدمی دوسری طرف چلا جائے، یا ایک وہاں سے چلا جائے اور دوسرا وہیں رہ جائے() اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو مجلس نہیں بدلی، چاہے کتنی ہی دیر وہاں رُکے، چاہے وہاں پر سو جائیں، چاہے بے ہوش ہو جائیں بلکہ اگر دونوں ساتھ ساتھ وہاں سے چلے گئے مگر ساتھ ساتھ ہی رہے، مجلس نہیں بدلے گی۔ خلاصہ (نتیجہ یہ ہے کہ) جب تک دونوں ایک دوسرے سے بالکل الگ نہ ہو جائیں، قبضہ ہو سکتا ہے۔(بہارِ شریعت،ح ۱۱،ص ۸۲۲،مسئلہ ۶،ملخصاً)

{10} جس چیز کے بارے میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ماپ (measure کرنے) کے ساتھ تفاضل (یعنی ایک ہی جنس کو زیادہ بیچنا) حرام فرمایا، وہ چیز کیلی (ماپ/measure کی چیز) ہی ہے، چاہے لوگ اُسے کیل

سے بیچنا چھوڑ دیں اور ()جس چیز کے بارے میں وزن(weight)کا فرمایا تو وہ وزنی ہی ہے، چاہے لوگ اُسے وزن سے بیچنا چھوڑ دیں۔

()یہ اُس وقت ہے جب کہ ایک جِنس کی چیز اُسی جِنس سے بدلی جائے یا بیچی جائے، مثلاً گیہوں(wheat) کو گیہوں(گندم)ہی سے بیچا جائے()اگر جِنس الگ الگ ہو تو اب کمی زیادتی سے بیچنے کا اختیار(option)ہے، مثلاً گیہوں(wheat)کو جَو(barley)کے بدلے میں کمی زیادتی سے بیچنا جائز ہے۔

نوٹ: ہندوستان(موجودہ پاکستان، بنگلہ دیش، ہند، نیپال، سری لنکا)میں گیہوں(wheat)، جَو(barley)کو عموماً وزن سے بیچتے ہیں، لیکن پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسے کیلی(ماپ/measurement کی چیز)فرمایا تو اب اگر گیہوں(wheat)کو گیہوں(گندم)کے بدلے میں بیچا تو ماپ(measure کرنے)کے مطابق برابر ہونا ضروری ہے(**ہاں!** یہ ہو سکتا ہے کہ ہر شخص اپنا گندم دوسرے کو پیسے سے بیچے اور دوسرے کا گندم پیسے سے خریدے تو اب ماپ(measure کرنے)کی ضرورت نہیں)۔

()شریعت میں ماپ(measure کرنے)کی مقدار(quantity)کم سے کم نصف صاع(1920 grams) ہے۔ اگر کوئی کیلی(ماپ/measure کی)چیز نصف صاع(1920 grams)سے کم مثلاً گندم سے گندم کو ایک دولپ(یعنی مُٹّھی بھر)کم، زیادہ بیچے تو اس طرح بیچنا جائز ہے۔

()ایک سیب دو سیب کے بدلے()ایک کھجور دو کے بدلے()ایک انڈا دو(۲)انڈوں کے بدلے()ایک اخروٹ دو اخروٹ کے بدلے()ایک تلوار دو تلوار کے بدلے()ایک دوات(ink pot)دو(۲)دوات کے بدلے() ایک سوئی دو کے بدلے()ایک شیشی دو کے بدلے بیچنا، اس صورت(case)میں جائز ہے کہ جب سب چیزیں معلوم ہوں کہ کس چیز کو کس چیز کے بدلے بیچا جا رہا ہے۔

نوٹ: ان صورتوں(cases)میں کمی زیادتی تو جائز ہے مگر اُدھار بیچنا حرام ہے، کیونکہ جِنس ایک ہی ہے۔

{11} گیہوں(wheat)کو آٹے، یا ستو(بھنے ہوئے اناج(grain)کے آٹے)سے بیچنا جائز نہیں ہے چاہے ماپ(measure کرنا)یا وزن (weight)میں دونوں طرف برابر ہوں یعنی گیہوں کو گیہوں کے آٹے کے

ساتھ، یاگیہوں کو گیہوں کے ستو کے ساتھ کمی، زیادتی، برابری، کسی صورت میں بھی نہیں بیچ سکتے (کیونکہ ستو یا آٹے کے بارے میں یہ نہیں بتایا جاسکتا کہ اس میں کتنا گیہوں ہے؟ اور گیہوں کے بدلے گیہوں بیچا جائے تو دونوں کا برابر ہونا ضروری ہے)۔

()اگر گیہوں (wheat) کے ساتھ آٹا کسی دوسری چیز (مثلاً جَو۔barley) ہو، یا() گیہوں کے ساتھ کسی اور چیز (مثلاً جَو۔barley) کا ستو ہو تو بیچا جاسکتا ہے۔

{12} تلوں (sesame) کو تِلوں کے تیل کے بدلے میں، یا() زیتون (olive) کو زیتون کے تیل کے بدلے میں بیچنا اُس وقت جائز ہے کہ جب ان میں جتنا تیل ہے وہ (یعنی تِل یا زیت) اُس تیل سے زیادہ ہو جس کے بدلے میں اس کو بیچا جارہا ہو یعنی کَھلی (تیل یا سرسوں کا پھوک / چھلکے وغیرہ) کے بدلے میں تیل کا کچھ حصّہ ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر یہ سودا جائز نہیں۔

()جس چیز کی کَھلی کی کوئی قیمت ہوتی ہے اُس کے تیل کو جب اُس چیز کے ساتھ بیچا جائے گا تو تیل زیادہ دینا ہو گا۔

()ایک چیز خریدنی ہے، وہ ایسی دوسری چیز کے ساتھ ملی ہے کہ اُس دوسری چیز کی کوئی قیمت نہیں تو اب اُس بے قیمت چیز کی وجہ سے، خریدی جانے والی چیز کی قیمت زیادہ نہیں ہو گی۔ جیسے سنار (jeweller) کے یہاں کی راکھ (ash) کہ اسے "نیاریے" (سنار کی دکان کے کوڑا کرکٹ سے سونے، چاندی کے ذرّات نکالنے والے) خریدتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ جس سونے یا چاندی کے بدلے میں اسے خریدا اگر وہ زیادہ یا کم ہو تو "بیع فاسد" (یعنی سودا خراب) ہے اور برابر ہو تو جائز ہے۔ اگر معلوم نہ ہو کہ برابر ہے یا نہیں، تب بھی ناجائز ہے (بہتر ہے کہ ایسی چیزیں پیسے سے بیچی جائیں)۔

{13} گوشت کو جانور کے بدلے میں بیچ سکتے ہیں کیونکہ گوشت وزنی ہے اور جانور عددی (گِن کر، counting سے بکنے والی) چیز ہے۔ چاہے گوشت اُسی جنس کے جانور کا ہو، تب بھی کمی زیادتی کے ساتھ بیچ سکتے ہیں۔ مثلاً بکری کے گوشت کے بدلے میں زندہ بکری، وزن کی کمی زیادتی سے خریدنا، جائز ہے۔

{14}سوتی(cotton کے) کپڑے،سوت(cotton thread)یاروئی(cotton)کے بدلے میں بیچنا،ہر طرح سے(کمی،زیادتی کے ساتھ)جائز ہے کیونکہ جنس مُختلف(different)ہے۔

()یادرہے کہ جِنس کے مُختلف(different)ہونے میں اصل ایک ہونے کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ اُس چیز کا"نام"اور"کام"ایک ہی ہے یا نہیں۔یہ بات سب کو معلوم ہے کہ روئی اور سوت(ڈورے)کے کام الگ الگ ہیں۔

()گیہوں(wheat)یااس کے آٹے کو روٹی سے کمی زیادتی سے بیچ سکتے ہیں کہ ان کی بھی جِنس مختلف ہے۔

{15}مختلف قسم کے گوشت کمی زیادتی کے ساتھ بیچے جاسکتے ہیں۔مثلاً بکری کا ایک کلو گوشت، گائے کے دو (۲)کلو گوشت کے بدلے میں بیچ سکتے ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ یہ سودا،ہاتھوں ہاتھ ہو،اُدھار جائز نہیں۔

()اگر ایک قسم کے جانور کا گوشت،اُسی جانور کے گوشت سے بیچا تو اب کمی زیادتی جائز نہیں۔

()یادرہے کہ گائے اور بھینس دو جِنس نہیں بلکہ ایک ہی جِنس ہیں() بکری، بھیڑ، دُنبہ، یہ تینوں ایک ہی جِنس ہیں۔

()گائے کا دودھ، بکری کے دودھ سے() کھجور یا گنے کا سرکہ(vinegar)انگوری سرکہ سے()پیٹ کی چربی(fat)دُنبہ کی چکی(دُنبے کی چوڑی دُم)یا، گوشت سے() بکری کے بال کو بھیڑ کی اُون(wool)سے کمی زیادتی کے ساتھ بیچ سکتے ہیں۔

{16}جن چیزوں میں بیع جائز ہونے کے لیے برابری کی شرط ہے،اس میں یہ ضروری ہے کہ برابری کا علم سودے کے وقت(time of contract)ہو۔اگر سودا کرتے ہوئے علم نہ تھا،بعد کو معلوم ہوا تب بھی سودا ناجائز ہی ہوا۔مثلاً گیہوں(wheat)،گیہوں(گندم)کے بدلے میں اندازے سے بیچ دیے پھر بعد میں ناپے (measure کیے)گئے تو برابر نکلے،تب بھی جائز نہیں۔(دین کے مسائل،part 4)

{17}آقا اور غلام کے مابین سود نہیں ہوتا اگرچہ مدبر یا ام ولد ہو کہ یہاں حقیقۃً بیع ہی نہیں ہاں اگر غلام پر اتنا دَین ہو جو اُس کے مال اور ذات کو مستغرق (گھرا ہو یعنی اپنی اور اپنے مال کی قیمت جتنا)ہو تو اب سود ہو سکتا ہے۔

(بہارِ شریعت ح۱۱،ص ۷۵۵،مسئلہ ۲۶)

{18}جو شخص دارالحرب میں اسلام لایا اور ہجرت نہ کی اس کا حکم حربی والا ہے یعنی مسلمان اس سے سود لے سکتا ہے۔(درمختار باب الربا مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۴۳)

()کسی بھی دار السلام کے دار الحرب ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہاں احکامِ شرک اعلانیہ جاری ہوں اور اسلامی شعائر واحکام مطلقاً جاری نہ ہوں جبکہ ہندوستان میں ایسا ہرگز نہیں بلکہ مسلمانوں کو ہر طرح کی آزادی حاصل تھی اور ہے۔اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن نے ایک مستقل رسالہ "اِعلام الأعلام بأن هندوستان دار السلام"(یعنی بلاشک وشبہ ہندوستان دار السلام ہے)تحریر فرمایا جو کہ فتاوٰی رضویہ (جدید)کی چودھویں جلد میں موجود ہے۔دارالحرب میں رہنے والے مسلمانوں کو یہ بھی حکم ہے کہ اگر ان کو قدرت واستطاعت ہو تو وہ ہجرت کر کے دارالسلام جائیں تا کہ ان کو احکامِ شریعت پر عمل کرنے میں آسانی ہو۔مذکورہ بالا رسالہ میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن نے ہندوستان کے دارالحرب نہ ہونے پر مزید دلائل دیتے ہوئے "فصول عمادیہ" کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ "دارالسلام میں جب تک کچھ بھی احکامِ اسلام باقی رہیں وہ دارالحرب نہ بنے گا اگرچہ وہاں اہلِ اسلام کا غلبہ ختم ہو جائے"جبکہ اس کے برعکس صاحبِ درمختار کی "المنتقٰی" سے لکھا "کہ دارالحرب میں بعض اسلامی احکام نافذ ہو جائیں تو وہ دارالسلام بن جاتا ہے"**مزید برآں یہ کہ کسی ایسی جگہ پر جہاں احکام شرک واحکام اسلام دونوں نافذ ہوں (جیسا کہ فی الوقت تقریباً پوری دنیا میں ایسا ہی ہے) تو وہ دارالحرب نہیں ہو گا**"(ملخص از "فتاوٰی رضویہ"(جدید)،ج۱۴،ص ۱۰۵تا۱۰۹،رضافاؤنڈیشن لاہور)(حاشیہ اظہار الجلی ملتقطا)

سود سے بچنے کا طریقہ:

{1}"سود" لینے والے کو چاہیے کہ وہ "قرض" دینے کے فضائل پر غور کرے۔جیسا کہ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:جس کا دوسرے پر حق (مثلاً قرض)ہو اور وہ ادا کرنے میں تاخیر (late) کرے تو ہر روز اُتنا مال (کہ جتنا قرض دیا)،صدقہ کر دینے کا ثواب پائے گا۔(المسند للإمام أحمد بن حنبل،الحدیث:۱۹۹۷۷،ج۷،ص ۲۲۴)

{2}سود پر قرض لینے والے کو چاہیے کہ وہ "تنگدستی"(مثلاً مال کی کمی) کے فضائل (ثواب وغیرہ) پر غور کرے۔

جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: مومن مرد و عورت کی جان، اولاد اور مال میں مسلسل مصیبتیں آتی رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ کریم سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔(ترمذی، کتاب الزہد عن رسول اللہ، ۴/۱۷۹، حدیث:۲۴۰۷)

{3} سود سے بچنے کی ایک صورت "بیع عینہ" ہے۔ امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: "بیع عینہ" مکروہ ہے کیونکہ قرض دینے کی جگہ نفع (profit) لینا چاہتا ہے۔ امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کہ اچھی نیّت (intention) ہو تو اس میں حرج (گناہ) نہیں بلکہ "بیع عینہ" کرنے والا ثواب کا مُستَحِق (حقدار۔ deserving) ہے کیونکہ وہ سود سے بچنا چاہتا ہے۔

() "بیع عینہ" کی صورت یہ ہے ایک شخص نے دوسرے آدمی سے (مثلاً ایک لاکھ روپے) قرض مانگا تو اُس نے جواب میں کہا کہ: میں قرض تو نہیں دونگا، مگر ایسا کر سکتا ہوں کہ یہ چیز تمھارے ہاتھ ایک لاکھ بیس ہزار روپے میں بیچتا ہوں۔ اگر تم چاہو تو خرید لو اور اسے بازار میں ایک لاکھ روپے میں بیچ دینا۔(دین کے مسائل، part 4)

بیع سلم: (یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

بیع (تجارت) کی چار (4) صورتیں ہیں:

{1} دونوں طرف (یعنی جو چیز خریدی اور بیچی جارہی ہو، وہ) "عین" (مثلاً سامان) ہوں یا {2} دونوں طرف (یعنی جو چیز خریدی اور بیچی جارہی ہو، وہ) "ثمن" (مثلاً سونے، چاندی کے سکّے (coins) ہوں) یا {3} ایک طرف "عین" (سامان)، دوسری طرف "ثمن" (مثلاً روپے) ہوں اور "مَبِیْع" (بیچی جانے والی چیز) موجود ہو {4} ایک طرف "عین" (سامان)، دوسری طرف "ثمن" (مثلاً روپے) ہوں اور "مَبِیْع" (sold item) موجود نہ ہو مگر "ثمن" (مثلاً پیسے) کا فوراً دینا ضروری ہو۔

وضاحت(explanation):(۱)اگر دونوں طرف "عین" (سامان) ہو اُس کو "بیع مُقَایَضَہ" کہتے ہیں اور **(۲)**دونوں طرف "ثمن" (مثلاً سونے، چاندی کے سکّے) ہوں تو اُسے "بیع صَرف" کہتے ہیں اور **(۳)** ایک طرف "عین"، دوسری طرف "ثمن" ہو اور "مَبِیْع" (بیچی جانے والی چیز) موجود ہو تو یہ "بیع مطلق" ہے اور **(۴)** ایک طرف "عین"، دوسری طرف "ثمن" ہو اور "مَبِیْع" (sold item) موجود نہ ہو مگر "ثمن" فوراً دینا ضروری ہو تو یہ "بیع سَلَم" ہے۔

()"بیع سَلَم" میں جس چیز کو خریدا جاتا ہے وہ بائع (seller) کے ذمہ دَین (یعنی اُدھار ہوتی) ہے اور خریدار (buyer) ثمن (مثلاً پیسے) کو فوراً دیتا ہے ()جو روپیہ دیتا ہے اُس کو "ربُّ السَّلَم" اور "مُسْلِم"، بیچنے والے کو "مُسْلَم الیہ"، "مَبِیْع" (بیچی گئی چیز) کو "مُسْلَم فیہ" اور ثمن کو "رَاسُ الْمَال" (capital) کہتے ہیں۔

()"بیع مطلق" (مثلاً پیسے سے سامان خریدنے) کے جو ارکان (یعنی لازم چیزیں) ہیں وہ "بیع سَلَم" کے (لیے) بھی (لازم) ہیں ()"بیع سَلَم" کے لیے بھی "ایجاب" (offer) اور "قبول" (accept) ضروری ہے مثلاً ایک کہے: میں نے تجھ سے "سَلَم" کیا، تو دوسرا کہے: میں نے قبول (accept) کیا ()اگر "سَلَم" کی جگہ "بیع" کا لفظ بولا تب بھی "بیع سَلَم" ہو جائے گی۔

بیع سلم کے شرطیں (preconditions):

بیع سَلَم کی چودہ (14) شرطیں (preconditions) ہیں:

{1} عقد (یعنی سودا) میں "خیارِ شرط"[10] نہ ہو یعنی نہ تو دونوں کے لیے "خیارِ شرط" ہو سکتا اور نہ ہی کسی ایک کے لیے ہو سکتا ہے۔

{2} "رَاسُ الْمَال" (ثمن، capital) کی جِنس کی وضاحت کی جائے کہ روپیہ (چاندی کا بنا ہوا سکّہ۔ silver coin)

---

(10) زیادہ سے زیادہ تین (3) دن کے اندر سودا ختم کرنے کا اختیار (option)۔ **"خیارِ شرط"** کی تفصیل (detail) کے لیے "دین کی ضروری باتیں part 4"، Topic number : 155 دیکھیں۔

ہے، یا اشرفی (سونے کا سکّہ۔gold coin) ہے، یا پیسہ (تانبے (copper) یا پیتل (brass) وغیرہ سے بنے ہوئے سکّے۔coin) ہے یا نوٹ ہے۔

{3} اگر وہاں مختلف قسم کے روپے یا اشرفیاں چلتی ہیں تو یہ بتانا ضروری ہے کہ کس قسم کے روپے یا اشرفیاں ہیں۔

{4} اگر وہاں سکّے (coin) کھرے (خالص۔pure) اور کھوٹے (جو خالص نہ ہوں، مثلاً زنگ والے) کئی طرح کے ہوتے ہیں تو یہ بھی بتانا بھی ضروری ہے کہ کونسے سکّے ہیں۔

{5} اگر سودے کا تعلق اُس چیز کی مقدار (quantity) کے ساتھ ہو تو مقدار (quantity) بتانا بھی ضروری ہے، صرف اشارہ کرنا کافی (enough) نہیں۔ مثلاً تھیلی میں روپے ہیں تو یہ کہنا کافی (enough) نہیں کہ ان روپوں کے بدلے میں "بیع سَلَم" کرتا ہوں بلکہ یہ بھی بتانا پڑے گا کہ (مثلاً) یہ لاکھ روپے ہیں۔

() اگر عقد (contract) کا تعلق اُس کی مقدار (quantity) سے نہ ہو مثلاً "رَاسُ الْمَال" (ثمن، capital) کپڑے کا تھان یا "**عَدَدِی مُتَفَاوِت**" (جو چیزیں گنتی سے بکتی ہیں لیکن ان کے چھوٹے بڑے ہونے کی وجہ سے قیمتوں (prices) میں فرق ہوتا ہے، مثلاً تربوز، آم) ہوں تو اس کی گنتی بتانے کی ضرورت نہیں، صرف اشارہ کر کے مُتَعَیَّن (طے۔fixed) کر دینا بھی کافی (enough) ہے۔

() اگر "مُسْلَم فیہ" (مَبِیْع، بیچی جانے والی چیز) دو مختلف چیزیں (مثلاً اینٹیں اور انڈے) ہوں اور "رَاسُ الْمَال" (ثمن، capital) "کیلی" یا "موزونی" (ماپ (measure) یا وزن (weight) والی) چیز ہو تو ہر ایک کے بدلے میں "ثمن" (مثلاً پیسوں) کا حصّہ طے کرنا ہو گا (مثلاً ہزار اینٹوں کے بدلے میں یہ دس مَن (400 کلو) سیب، یا () دس (10) درجن انڈوں کے بدلے میں یہ بیس (20) لیٹر دودھ)۔

() اگر "مُسْلَم فیہ" (مَبِیْع، بیچی جانے والی چیز) دو مختلف چیزیں (مثلاً اینٹیں اور انڈے) ہوں اور "رَاسُ الْمَال" (ثمن، capital)، "کیلی" یا "موزونی" چیز نہ ہو تو تفصیل (detail) بتانے کی ضرورت نہیں۔

{6}جس مجلس میں سودا ہو، اسی میں "رَاسُ الْمَال" (ثمن، capital) پر "مُسْلَم الیہ" (بیچنے والے) کا قبضہ ہو جائے (مثلاً زبانی سودا ہوتے ہی، پیسے بیچنے والے کے ہاتھ میں دے دیے جائیں)۔

{7}"مُسْلَم فیہ" (مَبِیْع، بیچی جانے والی چیز) کی جِنس بیان کرنا مثلاً یہ بتانا کہ گیہوں (wheat) ہے یا جَو (barley) وغیرہ۔

{8}اُس کی نوع بیان کرنا مثلاً یہ بتانا کہ کس قسم کے گیہوں (wheat) ہیں۔

{9}وصف کو بتانا یعنی جیّد (خالص، کھرے) ہونگے، یا ردی (ناقص، خراب) ہونگے یا درمیانے درجے کے ہونگے۔

{10}ماپ (measure) کے مطابق) یا وزن (weight) یا عدد (counting) یا گزوں کے مطابق (according) مقدار (quantity) بتانا۔

()کسی پتھر کو مُتَعَیَّن (طے۔fixed) کر دیا کہ اس سے تولا (weight کیا) جائے گا اور معلوم نہیں کہ پتھر کا وزن (weight) کیا ہے یہ ناجائز ہے، یا()ایک لکڑی مُتَعَیَّن (طے۔fixed) کر دی کہ اس سے ناپا (measure کیا) جائے گا اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ لکڑی گز سے کتنی چھوٹی یا بڑی ہے تو بھی ناجائز ہے، یا()کہا فلاں کے ہاتھ سے کپڑا ناپا جائے گا اور یہ معلوم نہیں کہ اُس کا ہاتھ کتنی گرہ اور اُنگل ہے (مثلاً معلوم نہیں کہ اُس کا ہاتھ کتنے انچ۔inch کا ہے) یہ سب صورتیں ناجائز ہیں۔

یاد رہے کہ عام سودے میں ان چیزوں سے ناپنا (measure کرنا) یا وزن (weight) کرنا جائز ہے کیونکہ عام سودے میں "مَبِیْع" (sold item) کے ناپنے یا تولنے (وزن، weight کرنے) کے لیے کوئی مُدَّت (duration) نہیں ہوتی اُسی وقت ناپ تول (وزن، weight کر) سکتے ہیں لیکن "بیع سلم" میں ایک مُدَّت (duration) کے بعد ناپتے اور تولتے (وزن، weight کرتے) ہیں، ہو سکتا ہے کہ اتنا وقت گزرنے کے بعد وہ چیز ہی باقی نہ رہے اور بعد میں جھگڑا ہو۔

()جو پیمانہ (scale) مُقرّر (طے۔fixed) ہو وہ ایسا ہو کہ سمٹتا پھیلتا نہ ہو مثلاً پیالہ، ہانڈی وغیرہ ہو اور()اگر

سمٹتا پھیلتا ہو جیسے تھیلی وغیرہ تو "بیع سلم" جائز نہیں ()پانی کی مشک بھی (کہ جس چمڑے کی بوتل میں پانی ڈالا جاتا ہے) پھیلتی سمٹتی ہے مگر پھر بھی اس میں لوگوں کے رواج (یعنی عادت) کی وجہ سے "بیع سلم" جائز ہے۔

{11} "مُسلَم فیہ" (مَبِیْع، بیچی جانے والی چیز) دینے کی کوئی مُدّت (duration) طے ہو ()اگر یہ طے کیا کہ سامان ابھی دینا ہو گا تو یہ جائز نہیں۔

()کم سے کم ایک ماہ کی مُدّت (duration) طے کی جائے۔ اگر "ربُّ السَّلم" (مثلاً پیسے دینے والا) مر جائے تب بھی مُدّت (duration) باقی رہے گی یعنی مُدّت پوری ہونے پر وارثین (یعنی وہ لوگ کہ جو مرنے والے کے بعد، اُس کے مال کے مالک (owner) بن جاتے ہیں) کو "مُسلَم فیہ" (مَبِیْع) دی جائے گی ()اگر "مُسلَم الیہ" (بیچنے والا) مر گیا تو مُدّت (duration) باطل (ختم) ہو گئی یعنی اُس کے ترکے (مرنے کے بعد بچنے والے مال) سے رقم خریدار کو واپس کر دی جائے گی۔

{12} "مُسلَم فیہ" (مَبِیْع، بیچی جانے والی چیز) سودے کے وقت (time of contract) سے ملنے کے وقت تک (بازار میں) برابر (لگاتار) موجود ہو۔ نہ اس وقت معدوم ہو (یعنی بازار میں ختم نہ ہو) کہ جب سودا کیا جائے، اسی طرح نہ تو اُس وقت معدوم ہو کہ جب "ربُّ السَّلم" (مثلاً پیسے دینے والے) کو سامان دیا جائے اور نہ ہی ان وقتوں کے درمیان میں معدوم (ختم) ہو۔

()اگر ان تینوں میں سے ایک وقت میں بھی معدوم (خریدا گیا سامان بازار میں ختم) ہوا تو "بیع سلم" ناجائز ہے۔

نوٹ: اُس (خریدے گئے سامان) کے موجود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ (سامان) بازار میں ملتا ہو اور اگر بازار میں نہ ملے تو "موجود" نہیں مانا جائے گا، چاہے گھروں میں پایا جاتا ہو۔

()اگر وہ چیز ایک شہر میں ملتی ہے دوسرے شہر میں نہیں ملتی، تو جہاں نہیں ملتی، وہاں "بیع سلم" ناجائز اور جہاں ملتی ہے، وہاں اس کی "بیع سلم" جائز ہے۔

{13}"مُسلَم فیہ "(مَبِیْع، بیچی جانے والی چیز)ایسی چیز ہو کہ طے کرنے سے طے ہو جائے لہٰذا روپیہ (چاندی کا بنا ہوا سکّہ۔silver coin)، اشرفی (سونے کا سکّہ۔gold coin)میں "بیع سلم" جائز نہیں کہ یہ مُتَعَیَّن (طے۔fixed)نہیں ہوتے۔

{14}"مُسلَم فیہ "(مَبِیْع، بیچی جانے والی چیز)اگر ایسی چیز ہو جس کو لانے کی مزدوری(wage)وغیرہ دینی پڑے گی تو سامان ملنے کی جگہ طے کی جائے()اگر ایسی چیز ہو جس کو لانے میں مزدوری نہ لگے تو سامان ملنے کی جگہ طے کرنا ضروری نہیں جیسے مشک اور زعفران (کی خوشبو)۔

بیع سلم کے مسائل:

{1}"بیع سَلَم "اُس چیز کی ہو سکتی ہے جس کی صفت (حالت، خوبی وغیرہ) طے کی جاسکتی ہو اور اُس کی مقدار (quantity)بتائی جاسکتی ہو۔ جیسے کَیلی (ماپ/ measure کی) چیز ہو، مثلاً: گندم(wheat) کہ شرعاً یہ ناپ کی چیز ہے)، یا()وزنی چیز ہو، مثلاً لوہا، تانبا(copper)، پیتل(brass)، یا()"**عَدَدِی مُتَقَارِب**"(جو چیزیں گنتی سے بکتی ہیں لیکن ان میں زیادہ فرق نہیں ہوتا) جیسے انڈا۔

{2}زرعی چیز (مثلاً کپڑے) میں بھی "بیع سلم" جائز ہے۔

()کپڑے میں "بیع سلم" کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی لمبائی، چوڑائی معلوم ہو اور()یہ بھی معلوم ہو کہ وہ کپڑا سوتی(cotton) ہے یا ٹَسری (مصنوعی ریشم۔artificial silk) یا ریشمی(pure silk) یا مُرَکَّب (اصل و نقل ملا ہوا۔mix)اور()کیسا بنا ہوا ہو گا؟ مثلاً فلاں شہر کا بنا ہو گا، فلاں کارخانے کا بنا ہو گا، فلاں شخص کا بنایا ہوا ہو گا، وغیرہ اور()اُس کی بناوٹ کیسی ہو گی؟ یعنی باریک ہو گا؟ یا موٹا ہو گا؟

()اُس کا وزن(weight) کیا ہو گا؟۔**نوٹ:** وزن کا خیال اُس وقت کیا جائے گا کہ جب کپڑے میں وزن دیکھا جاتا ہو کیونکہ کچھ کپڑوں میں وزن کم ہونا خوبی (یعنی وہ کم وزن کپڑا اچھا ہوتا) ہے اور کچھ میں وزن زیادہ ہونا، خوبی ہے۔

{3}کچی اینٹ اور پکّی اینٹوں میں " بیع سلم " صحیح ہے جبکہ سانچا(وہ برتن وغیرہ کہ جس میں اینٹ بنائی جاتی ہے) طے

شدہ ہو مثلاً دس(10) انچ لمبائی، پندرہ(15) انچ چوڑائی وغیرہ۔(دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، مراۃ، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{4} دودھ دہی میں بھی بیع سلم ہو سکتی ہے ناپ یا وزن جس طرح سے چاہیں اس کی مقدار معین کر لیں۔ گھی تیل میں بھی درست ہے وزن سے یا ناپ سے۔(بہار شریعت ح۱۱، ص۸۰۰، مسئلہ ۱۷)

{5} بیع سلم کسی حیوان میں درست نہیں۔نہ لونڈی غلام میں۔نہ چوپایہ میں، نہ پرند میں حتیٰ کہ جو جانور یکساں ہوتے ہیں مثلاً کبوتر، بٹیر، قمری، فاختہ، چڑیا، ان میں بھی سلم جائز نہیں، جانوروں کی سری پائے میں بھی بیع سلم درست نہیں۔(بہار شریعت ح۱۱، ص۸۰۰، مسئلہ ۲۱)

{6} گیہوں، جَو، کھجور، نمک، جن کا کیلی ہونا منصوص (یعنی جن اشیاء کے کیل(ماپ) کے ساتھ فروخت ہونے پر نصوص (احادیث) وارد ہیں) ہے اگر ان کے متعلق لوگوں کی عادت یوں جاری ہو کہ ان کو وزن سے خرید و فروخت کرتے ہوں جیسا کہ یہاں ہندوستان میں وزن ہی سے یہ سب چیزیں بکتی ہیں اور بیع سلم میں وزن سے ان کا تعین کیا مثلاً اتنے روپے کے اتنے من گیہوں یہ سلم جائز ہے اس میں حرج نہیں۔(بہار شریعت ح۱۱، ص۷۷۱، مسئلہ ۱۲)

{7} ناپ میں پیمانہ یا گز اور تول میں سیر وغیرہ باٹ ایسے ہوں جس کی مقدار عام طور پر لوگ جانتے ہوں وہ لوگوں کے ہاتھ سے مفقود نہ ہو سکے تا کہ آئندہ کوئی نزاع نہ ہو سکے اور اگر کوئی برتن گھڑا یا ہانڈی مقرر کر دیا کہ اس سے ناپ کر دیا جائے گا اور معلوم نہیں کہ اس برتن میں کتنا آتا ہے یہ درست نہیں۔یوہیں کسی پتھر کو معین کر دیا کہ اس سے تولا جائے گا اور معلوم نہیں کہ پتھر کا وزن کیا ہے یہ بھی ناجائز یا ایک لکڑی معین کر دی کہ اس سے ناپا جائے گا اور یہ معلوم نہ ہو کہ گز سے کتنی چھوٹی یا بڑی ہے یا کہا فلاں کے ہاتھ سے کپڑا ناپا جائے گا اور یہ معلوم نہیں کہ اُس کا ہاتھ کتنی گرہ اور اُنگل کا ہے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں اور بیع میں ان چیزوں سے ناپنا یا وزن کرنا قرار پاتا تو جائز ہوتی کہ بیع میں مبیع کے ناپنے یا تولنے کے لیے کوئی میعاد نہیں ہوتی اُسی وقت ناپ تول سکتے ہیں اور سلم میں ایک مدت کے بعد ناپتے اور تولتے ہیں بہت ممکن ہے کہ اتنا زمانہ گزرنے کے بعد وہ چیز باقی

نہ رہے اور نزاع (جھگڑا) واقع ہو۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۷۹۷، مسئلہ ۷)

{8} مُسلَمُ اِلیہ راس المال میں قبضہ کرنے سے پہلے کوئی تصرف نہیں کر سکتا اور ربُّ السَّلَم مسلم فیہ (یعنی بیچی گئی چیز) میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتا۔ مثلاً اُسے بیع کردے یا کسی سے کہے فلاں سے میں نے اتنے من گیہوں میں سلم کیا ہے وہ تمھارے ہاتھ بیچے۔ نہ اس میں کسی کو شریک کر سکتا ہے کہ کسی سے کہے سو روپے سے میں نے سلم کیا ہے اگر پچاس تم دیدو تو برابر کے شریک ہو جاؤ یا اُس میں تولیہ یا مرابحہ کرے یہ سب تصرفات ناجائز۔ اگر خود مسلم الیہ کے ساتھ یہ عقود کیے مثلاً اُس کے ہاتھ انھیں داموں میں یا زیادہ داموں میں بیع کر ڈالی یا اُسے شریک کر لیا یہ بھی ناجائز ہے۔ اگر رب السلم نے مسلم فیہ اُس کو ہبہ کر دیا اور اُس نے قبول بھی کر لیا تو یہ اقالہ سلم قرار پائے گا اور حقیقۃً ہبہ نہ ہو گا اور راس المال واپس کرنا ہو گا۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۸۰۲، مسئلہ ۷)

{9} کافر ذمی بیع کی صحت و فساد کے معاملہ میں مسلم کے حکم میں ہے، یہ بات البتہ ہے کہ اگر وہ (آپس میں) شراب و خنزیر کی بیع و شرا کریں تو ہم اُن سے تعرض نہ کریں گے۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۸۰۲، مسئلہ ۷)

بیع صرف (سونا، چاندی کی خرید و فروخت۔ buying and selling):

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} سونے چاندی کی خرید و فروخت کو "بیع صَرف" کہتے ہیں (جو مسائل "سود" کے عنوان (topic) میں بتادیے ہیں، وہ یہاں نہیں بتائے جائیں گے (11))۔

() "بیع صَرف" میں کبھی جِنس (جس کا نام، کام ایک ہی ہو) کو اُسی جِنس کے بدلے لیا (exchange کیا) جاتا ہے، جیسے چاندی کے سکّے (silver coins) سے چاندی خریدنا، یا () سونے کے سکّے (gold coins) سے سونا خریدنا۔

---

(11) "سود" کی تفصیل (detail) جاننے کے لیے "دین کے مسائل part 4"، Topic number : 166 دیکھیں۔

() کبھی "بیع صَرف" میں دو(2) الگ جنسوں کو لیا، دیا جاتا ہے۔ جیسے چاندی کے سکّے سے سونا خریدنا۔

{2} چاندی کو چاندی سے، یا() سونے کو سونے سے بیچا یعنی دونوں طرف ایک ہی جِنس ہے تو شرط (precondition) یہ ہے کہ دونوں وزن (weight) میں برابر ہوں اور اُسی مجلس میں (اُسی جگہ) دونوں ہاتھوں ہاتھ لین دین کریں۔

() اگر دونوں (لین دین کرنے والوں) نے ہاتھ سے قبضہ نہیں کیا (مثلاً اُسی جگہ اپنے ہاتھوں میں نہ لیا) بلکہ سودا کرنے کے بعد، ایک نے وہاں اپنی چیز رکھدی (مثلاً سونا رکھ دیا) اور دوسرے کی چیز (مثلاً سونا) لے کر چلا گیا تو یہ کافی (enough) نہیں ہے یعنی اس طرح یہ خرید و فروخت (buying and selling) کرنا، جائز نہیں ہے۔

{3} جنس ایک ہونے کی صورت میں (مثلاً دونوں طرف سونا ہی ہو تو اب) کھرے کھوٹے (خالص اور ملاوٹ والا) ہونے کا کچھ لحاظ (خیال) نہ کیا جائے گا یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ خالص سونا کم (مثلاً 24 کیرٹ، دس تولہ) اور ملاوٹ والا زیادہ (مثلاً 22 کیرٹ، بارہ تولہ) ہو۔

{4} اس بات کا بھی لحاظ (خیال) نہیں ہو گا کہ ایک طرف کچھ کاریگری کی گئی ہے (کام وغیرہ ہوا ہے)، مثلاً چاندی کا برتن بنایا گیا ہے اور دوسری طرف صرف چاندی کا ٹکڑا ہے یعنی اس صورت (case) میں کمی زیادتی حرام ہے۔

{5} اگر دونوں الگ جنس ہوں (جیسے سونے کو چاندی کے بدلے بیچا) تو کمی زیادتی ہو سکتی ہے مگر اس صورت (case) میں بھی دونوں طرف سے ایک ہی مجلس میں قبضہ (مثلاً اُسی جگہ لینا، دینا) لازم ہے۔ **یاد رہے کہ** اس صورت میں بھی ادھار بیچنا سود اور ناجائز ہے۔

{6} سونے، چاندی میں اتنی ملاوٹ ہو گی کہ کھوٹ (زنگ وغیرہ) زیادہ ہے تو اب یہ سونا، چندی خالص (pure) کے حکم میں نہیں ہے۔ ان کا حکم یہ ہے کہ اگر خالص (pure) سونے چاندی سے انہی بیچا جائے تو یہ

خالص چاندی اُس کھوٹ والی چاندی سے زیادہ ہونی چاہیے یعنی جتنی چاندی اُس کھوٹے سکّے (non pure coin) میں ہے، اُس چاندی سے زیادہ خالص چاندی ہو تو بیچ سکتے ہیں۔ اس طرح کھوٹے سکّے میں موجود چاندی کے برابر خالص چاندی کی بیع ہو گئی (بیچی گئی) اور جو خالص چاندی زیادہ ہے اس سے کھوٹ خرید لیا گیا۔

یاد رہے کہ یہ خرید و فروخت ایک ہی مجلس (جگہ) میں ہو گی کیونکہ دونوں طرف چاندی ہے[(12)]۔

() اگر خالص چاندی (pure silver)، چاندی کے کھوٹے سکّے (non pure silver coin) کے بدلے میں اُتنی ہی ہے جتنی کھوٹے سکّے میں ہے، یا () اس سے بھی کم ہے، یا () معلوم نہیں کم ہے یا زیادہ تو ایسی خرید و فروخت جائز نہیں کہ پہلی دو (2) صورتوں میں صاف صاف "سُود" ہے اور تیسری صورت (3rd case) میں سُود کا احتمال (کہ "سود" ہو سکتا) ہے۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، مراۃ، بہارِ شریعت سے لیا گیا ہے)

نوٹ: مندرجہ ذیل مسائل پڑھنے سے پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ پچھلی کتابوں میں موجود روپیہ، پیسہ اور اشرفی کس کو کہتے تھے؟

اشرفی: سونے کے سکّے کو کہتے ہیں۔ (GOLD COIN)

روپیہ: روپیہ سے مراد چاندی کا بنا ہوا سکّہ ہے۔ (SILVER COIN)

پیسہ: تانبے یا پیتل وغیرہ سے بنائے ہوئے سکّے کو کہتے ہیں۔ (COIN)

{7} اگر سو روپے میں تلوار خریدی جس میں پچاس روپے کا چاندی کا سامان لگا ہے اور اُسی مجلس میں پچاس دیدیے تو یہ اُس سامان کا ثمن قرار پائے گا یا عقد ہی میں پچاس روپے نقد اور پچاس اُدھار دینا قرار پایا تو یہ پچاس چاندی کے ہیں اگرچہ تصریح نہ کی ہو یا کہہ دیا ہو کہ دونوں کے ثمن میں سے پچاس لے لو بلکہ کہہ دیا ہو کہ تلوار

---

(12) ایک مجلس (جگہ) میں چاندی کے بدلے چاندی نہ خریدنے سے "سود" کی صورت پائی جائے گی۔ "سود" کی تفصیل (detail) کے لیے **Topic number : 166** دیکھیں۔

کے ثمن میں سے پچاس روپے وصول کرو کیونکہ وہ آرائش کی چیزیں تلوار کے تابع ہیں تلوار بول کر وہ سب ہی کچھ مراد لیتے ہیں نہ کہ محض لوہے کا پھل البتہ اگر یہ کہہ دیا کہ یہ خاص تلوار کا ثمن ہے تو بیع فاسد ہو جائے گی۔
اور اگر اس مجلس میں طوق اور تلوار کی آرائش کا ثمن بھی ادا نہیں کیا گیا اور دونوں متفرق ہو گئے تو طوق و آرائش کی بیع باطل ہو گئی لونڈی کی صحیح ہے اور تلوار کی آرائش بلا ضرر اُس سے علٰحدہ ہو سکتی ہے تو تلوار کی صحیح ہے ورنہ اس کی بھی باطل۔(بہارِ شریعت ج۲،ح۱۱،ص۸۲۵،۸۲۴،مسئلہ ۱۵،مُلخصاً)

{8} چاندی کے برتن کو روپے یا اشرفی کے عوض میں بیع (فروخت) کیا تھوڑے سے دام (رقم، روپے) مجلس میں دے دیے باقی باقی ہیں اور عاقدین (بائع و مشتری) میں افتراق (جدائی) ہو گیا تو جتنے دام دیے ہیں اُس کے مقابل میں بیع صحیح ہے اور باقی باطل اور برتن میں بائع و مشتری دونوں شریک ہیں۔
() اگر اس برتن میں کوئی حقدار پیدا ہو گیا اُس نے ایک جز اپنا ثابت کر دیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ باقی کو لے یا نہ لے۔(بہارِ شریعت ج۲،ح۱۱،ص۸۲۶،مسئلہ ۲۱،مُلخصاً)

{9} اگر دس درہم وزنی چاندی کا کنگن سونے کے ایک دینار کے بدلے میں خریدا پھر ایک درہم نفع پر (ایک دینار اور ایک درہم کے بدلے میں) یا نصف دینار نفع پر (یعنی ڈیڑھ دینار کے بدلے میں) فروخت کر دیا تو جائز ہے، نصف دینار نفع پر بیچنا تو اس لئے جائز ہے کہ وہ چاندی کے ایک ایسے کنگن کو ڈیڑھ دینار میں فروخت کرنے والا ہے، جس کا وزن دس درہم ہے کیونکہ جنس مختلف ہے لہٰذا نفع ظاہر نہ ہوا، رہا ایک درہم نفع پر بیچنا تو حکم مذکور ظاہر الروایہ ہے کیونکہ ایک درہم کے عوض کنگن میں سے اس کی مثل یعنی ایک درہم ہوا اور باقی کنگن دینار کے عوض ہو گیا امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ یہ جائز نہیں۔
(فتاوٰی ہندیہ کتاب الصرف الباب الثالث الفصل ثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۳/۲۳۰-۳۱)

{10} پیسوں یا روپیہ کا چلن بند نہیں ہوا مگر قیمت کم ہو گئی تو بیع بدستور باقی ہے اور بائع کو یہ اختیار نہیں کہ بیع کو فسخ کر دے۔ یوہیں اگر قیمت زیادہ ہو گئی جب بھی بیع بدستور ہے اور مشتری کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں اور یہی روپے دونوں صورتوں میں ادا کیے جائیں گے۔

www.farzuloom.net

() ایسے روپے جن میں چاندی سے زیادہ میل (ملاوٹ) ہے ان سے یا پیسوں سے کوئی چیز خریدی اور ابھی بائع کو دیے نہیں کہ ان کا چلن بند ہو گیا، لوگوں نے اُن سے لین دین چھوڑ دیا امام اعظم فرماتے ہیں کہ بیع باطل ہو گئی مگر فتویٰ صاحبین (یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما) کے قول پر ہے کہ ان روپوں یا پیسوں کی جو قیمت تھی وہ دی جائے۔ (بہارِ شریعت ج۲،ح۱۱، ص۸۳۰، مسئلہ ۳۲ تا ۳۵، ملخصاً)

رہن (mortgage):

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} "رہن" (mortgage) کا مطلب، اپنا حق (right) حاصل کرنے کے لیے، دوسرے کا مال روکنا تا کہ اس (مال) کے ذریعہ سے اپنے پورا حق (right) یا اس (حق) کا کچھ حصّہ لینا ممکن ہو مثلاً "دائِن" (قرض دینے والے) نے "مَدیُون" (قرض لینے والے) کی کوئی چیز لے کر اپنے پاس اس لئے رکھ دی تا کہ قرض واپس لینا آسان ہو جائے۔

() "رہن" (mortgage) کو اُردو زبان میں "گروی رکھنا" بولتے ہیں () کبھی اُس چیز کو بھی رہن (mortgage) بول دیتے ہیں کہ جو (چیز) "رہن" میں رکھی گئی ہو () گروی رکھی ہوئی چیز کا دوسرا نام مَرْہُوْن "(رہن میں رکھی ہوئی چیز) ہے () جو اپنی چیز گروی رکھوائے، اسے "راہن" اور () جس کے پاس کوئی چیز گروی رکھوائی گئی اُس کو "مُرتَہِن" کہتے ہیں۔

{2} جس چیز کو "رہن" (mortgage) رکھا وہ بیچی جا سکتی ہو یعنی وہ چیز **مال مطلق** (کہ جسے ضرورت کے وقت استعمال کرنے کے لیے رکھا جاتا ہو جیسے پیسے، گھر اور کاروبار کا سب سامان)، **مُتَقَوَّم** (شرعاً قیمتی ہو، شراب نہ ہو کہ مسلمان کے لیے مال نہیں ہے)، **مَمْلُوک** (ملکیت (ownership) میں ہو، ہوا میں اُڑنے والا جنگلی پرندہ نہ ہو)، **معلوم** (ہو کہ وہ چیز کیا

ہے؟ کتنی ہے؟ وغیرہ)، **مَقْدُوْرُالتَّسْلِیْم** (یعنی وہ چیز سامنے والے کو دی جاسکتی، کسی کی ایسی مچھلی نہ ہو کہ جو اُس نے دریا میں ڈال دی) ہو۔

() جو چیز "رہن" رکھتے ہوئے موجود ہی نہ ہو، یا () ایسی صورت (case) ہو کہ شاید وہ چیز موجود ہو یا شاید موجود نہ ہو تو اُس چیز کو "رہن" (mortgage) رکھنا جائز نہیں، مثلاً درخت میں جو پھل اس سال آئیں گے، یا () بکریوں کے اس سال جو بچے پیدا ہوں گے، یا () اُس (بکری) کے پیٹ میں جو بچّہ ہے، ان سب چیزوں کو "رہن" (mortgage) نہیں رکھ سکتے () مردار (یعنی حرام جانور چاہے خود مرا یا کاٹا گیا، یا حلال جانور جو شرعی ذبح کے بغیر مرا) اور خون کو "رہن" (mortgage) نہیں رکھ سکتے کہ شرعاً یہ مال ہی نہیں ہے۔

{3} "مَرْہُوْن" (رہن میں رکھی ہوئی چیز) سے کسی قسم کا فائدہ اُٹھانا جائز نہیں ہے، مثلاً ایسے گھر کو کرائے پر دینا، یا () اس میں رہائش (residence) رکھنا، یا () عاریت، عارضی استعمال (temporary use) پر کسی کو دینا، یا () کپڑے اور زیور کو پہننا یعنی کسی قسم کا فائدہ اُٹھانا بھی جائز نہیں۔

() جس طرح "مُرْتَہِن" (جس کے پاس کوئی چیز رہن میں رکھوائی گئی) کو "رہن" سے فائدہ اُٹھانا، ناجائز ہے اسی طرح "راہن" (اپنی چیز رہن میں دینے والے) کو بھی "رہن" سے فائدہ اُٹھانا، ناجائز ہی ہے۔ **ہاں!** "مُرْتَہِن" اجازت دیدے تو اب "راہن"، "رہن" میں رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

{4} "رہن" (contract of mortgage) کے لیے بھی "ایجاب" (offer) اور "قبول" (accept) ہونا ضروری ہے، مثلاً "مَدیُون" (قرض لینے والے) نے کہا کہ: "تمہارا جو مال مجھ پر ہے، اُس کے بدلے میں یہ چیز تمہارے پاس "رہن" (mortgage) رکھی (اور دوسرے نے قبول (accept) کر لیا)، یا () پہلے نے کہا: اس چیز کو "رہن" (mortgage) رکھ لو" تو دوسرے نے کہا: "میں نے قبول (accept) کیا" () "ایجاب" (offer) اور "قبول" (accept) کے الفاظ بولے بغیر بھی بطورِ "تَعَاطِی" "رہن ہو سکتا ہے جس طرح بیع (تجارت) "تَعَاطِی" سے ہو جاتی ہے (مثلاً ایک شخص نے کچھ پیسے قرض لیے پھر اپنا موبائل قرض دینے

والے کے ہاتھ میں رکھ دیا اور اُس نے اپنے پاس رکھ لیا تو اس طرح "رہن" میں چیز لینا بھی صحیح ہے)۔

()کچھ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں کہ: "ایجاب" اور "قبول" سے "رہن" ہو تو جاتا ہے مگر لازم اُس وقت ہوتا ہے کہ جب "مَرْہُوْن" (رہن میں رکھائی جانے والی چیز) پر "مُرْتَہِن" (جس کے پاس چیز کو "رہن" رکھوانا ہو) کا قبضہ ہو جائے (یعنی اس کے پاس آجائے، اس سے پہلے "رہن" ختم بھی کر سکتے ہیں) ("الھدایۃ"، کتاب الرھن، ج۲، ص۴۱۲) ()امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ: بغیر قبضے کے "رہن" جائز ہی نہیں ("العنایۃ" علی "فتح القدیر"، کتاب الرھن، ج۹، ص۶۶) ()کچھ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں کہ: قبضہ شرط جواز ہے نہ کہ شرط لزوم (یعنی "رہن" قبضے کے بغیر ہوتا ہی نہیں تو یہ کہنا درست نہیں کہ "رہن"، "ایجاب" اور "قبول" سے ہو جاتا ہے لیکن "لازم" قبضے سے ہوتا ہے نتیجہ: قبضہ ہوگا تو ہی "رہن" ہوگا)۔ ("الدر المختار"، کتاب الرھن، ج۱۰، ص۸۲)

{5} رہن جس حق (مثلاً قرض یا ثمن کہ جس چیز سے خریداری ہو) کے مقابلے (بدلے) میں رکھا جاتا ہے وہ دَین (کہ جو "رہن رکھوانے والے" پر لازم ہو گیا) ہو، "عین" کے مقابلے (یعنی ثمن و قرض کے علاوہ کسی چیز کے بدلے میں) "رہن" رکھنا صحیح نہیں۔

{6} "مَرْہُوْن" (رہن میں رکھی ہوئی چیز) کو کسی نے غصب کر لیا (مثلاً چھین لیا) تو اس کا وہی حکم ہے جو ہلاک (چیز کے ختم) ہونے کا ہے یعنی "مَرْہُوْن" کی (بازاری) قیمت (actual price) اور دَین (مثلاً قرض) میں جو کم ہے، "مُرْتَہِن" اُس کا ضامن (guarantor) ہے ()اگر دَین، "مَرْہُوْن" کی قیمت کے برابر یا کم ہے تو دَین ختم ہو گیا ()اگر "مَرْہُوْن" کی قیمت کم تھی اور دَین (مثلاً قرض) زیادہ تھا، تو "مَرْہُوْن" کی (بازاری) قیمت (actual price)، "دَین" میں سے کم کریں گے اور بقیہ رقم "مدیُون" (جسے قرض دیا گیا) واپس کرے گا۔

()اگر خود "مُرْتَہِن" (جس کے پاس کوئی چیز رہن میں رکھوائی گئی) ہی نے غصب کیا یعنی "راہن" کی اجازت کے بغیر "مُرْتَہِن" نے "رہن" کو استعمال کیا اور "رہن" ہلاک ہو گیا تو "مُرْتَہِن" پوری قیمت کا ضامن

ہے(یعنی "مُرْتَہِن"، "مَرْہُوْن" کی پوری قیمت "راہن" کو دے گا)چاہے قیمت دَین سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

{7}"مَرْہُوْن" پر قبضہ (یعنی "مُرْتَہِن" کے پاس)اس طرح ہو کہ وہ اِکھٹی ہو متفرق (بکھری ہوئی)نہ ہو مثلاً درخت پر پھل ہیں یا کھیت میں زراعت (field)ہے تو صرف پھلوں یا زراعت کو "رہن" رکھنا اور درخت و کھیت کو "رہن" نہ رکھانا صحیح نہیں()یہ بھی ضروری ہے کہ "مَرْہُوْن"، "راہن" کے حق میں مشغول نہ ہو مثلاً درخت پر پھل ہیں اور صرف درخت کو "رہن" رکھنا، یہ بھی نہیں کرسکتے()یہ بھی ضروری ہے کہ "مَرْہُوْن" اگر مشترکہ (combine) چیز میں سے ایک حصّہ ہے تو وہ حصّہ الگ ہو، "مشاع" نہ ہو۔

{8}"مشاع" کو کسی صورت میں بھی "رہن" (mortgage) رکھنا جائز نہیں ہے۔

نوٹ: "شائع" یا "مشاع" اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ایک حصّے غیر مُتَعَیَّن (جو طے نہ ہو۔ unfixed part) کا مالک (owner) ہونا یعنی اُس چیز میں کوئی دوسرا بھی اس طرح شریک (partner) ہو کہ دونوں کے حصّے باقاعدہ الگ الگ نہ ہوں، جیسے ایک پورا گھر دو(2) آدمیوں میں برابر برابر ہے مگر پورشن الگ نہیں ہوں۔

(دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{9}جہاں ضمان واجب نہ ہو جیسے ودیعت اور امانت کی وہ صورتیں جہاں رہن درست نہیں اسی طرح اعیان مضمونہ بغیرہا کے مقابل میں بھی رہن صحیح نہیں جیسے مبیع کہ جب تک یہ بائع کے قبضہ میں ہے اگر ہلاک ہوگئی تو اس کے مقابل میں مشتری سے بائع کا ثمن ساقط ہو جائے گا، مشتری کے پاس بائع کوئی چیز رہن رکھے، صحیح نہیں۔(بہارِ شریعت، ح۱۷، ص۶۹۶، مسئلہ ۱، ملخصاً)

{10} بیع سلم کے راس المال کے مقابل میں رہن صحیح ہے اور مسلم فیہ کے مقابل میں بھی صحیح ہے۔اسی طرح بیع صرف کے ثمن کے مقابل میں رہن صحیح ہے۔پہلے کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص سے مثلاً سو۱۰۰روپے میں سلم کیا اور ان روپوں کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی۔ دوسرے کی یہ صورت ہے کہ دس۱۰ من گیہوں میں سلم کیا اور روپے دے دیے اور مُسلَم اِلَیہ سے کوئی چیز رہن لے لی۔ تیسرے کی یہ صورت ہے کہ

روپے سے سونا خرید ا اور روپے کی جگہ پر کوئی چیز سونے والے کو دے دی۔ پہلی اور تیسری صورت میں اگر مرہون اسی مجلس میں ہلاک ہو جائے تو عقد سلم و صَرف تمام ہو گئے (یعنی بیع سلم اور سونے چاندی کی بیع کا عقد مکمل ہو گیا) اور مرتہن نے اپنا مال وصول پالیا یعنی بیع سلم میں راس المال مسلم الیہ کو مل گیا اور بیع صَرف میں زرِ ثمن وصول ہو گیا (یعنی طے شدہ قیمت وصول ہو گئی) مگر یہ اس وقت ہے کہ مرہون کی قیمت راس المال اور ثمنِ صَرف سے (یعنی سونے چاندی کی بیع میں مقررہ رقم سے) کم نہ ہو اور اگر قیمت کم ہے تو بقدر قیمت صحیح ہے مابقی کو (باقی ماندہ) اگر اسی مجلس میں نہ دیا تو اُس کے مقابل میں صحیح نہ رہا اور اگر مرہون اُس مجلس میں ہلاک نہ ہوا اور عاقدین (یعنی راہن اور مرتہن) جدا ہو گئے اور راس المال و ثمنِ صَرف اُس مجلس میں نہ دیا تو عقدِ سلم و صَرف باطل ہو گئے کہ ان دونوں عقدوں میں اسی مجلس میں دینا ضروری تھا جو پایا نہ گیا۔ اور اس صورت میں چونکہ عقد باطل ہو گئے لہٰذا مرتہن راہن کو مرہون واپس دے۔ (بہارِ شریعت، ح۱۷، ص۶۹۶، مسئلہ ۱)

{11} سونا چاندی روپیہ اشرفی اور مکیل وموزون کو رہن رکھنا جائز ہے پھر ان کو رہن رکھنے کی دو صورتیں ہیں۔ دوسری جنس کے مقابل میں رہن رکھا یا خود اپنی ہی جنس کے مقابل میں رکھا۔ پہلی صورت میں یعنی غیر جنس کے مقابل میں اگر ہو مثلاً کپڑے کے مقابل روپیہ، اشرفی (سونے کا سکہ) یا جَو گیہوں کو رہن رکھا اور یہ مرہون (گروی رکھی ہوئی چیز) ہلاک ہو جائے تو اس کی قیمت کا اعتبار ہو گا اور اس صورت میں کھرے کھوٹے کا لحاظ ہو گا یعنی اگر اس کی قیمت دَین کی برابر یا زائد ہے تو دَین وصول سمجھا جائے گا اور اگر کچھ کمی ہے تو جو کمی ہے اتنی راہن سے لے سکتا ہے۔ اور اگر دوسری صورت ہے یعنی اپنی ہم جنس کے مقابل میں رہن ہے مثلاً چاندی کو روپیہ کے مقابل میں یا سونے کو اشرفی کے مقابل میں یا گیہوں کو گیہوں کے مقابل رہن رکھا اور مرہون ہلاک ہو گیا تو وزن و کَیل (ناپ) کا اعتبار ہو گا۔ اور اس صورت میں کھرے کھوٹے کا اعتبار نہیں ہو گا مثلاً سو ۱۰۰ روپے قرض لئے اور چاندی رہن رکھی اور یہ ضائع ہو گئی اور یہ چاندی سو روپے بھر یا زائد تھی تو دَین وصول سمجھا جائے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سو ۱۰۰ روپے بھر چاندی کی مالیت سو ۱۰۰ روپے سے کم ہے اور سو ۱۰۰ روپے بھر سے کچھ کمی ہے تو اتنی کمی وصول کر سکتا ہے۔ (بہارِ شریعت، ح۱۷، ص۷۱۵، مسئلہ ۲۳)

{12}ہزار روپے میں دو غلام رہن رکھے پھر مرتہن سے کہا کہ مجھے ایک کی ضرورت ہے واپس دے دو اُس نے ایک غلام واپس کر دیا یہ دوسرا جو باقی ہے پانسو کے مقابل میں (یعنی پانچ سو کے بدلے میں) رہن ہے یعنی اگر ہلاک ہو تو صرف پانسو ساقط ہوں گے اگرچہ اس کی قیمت ایک ہزار ہو مگر راہن اُس وقت فکِ رہن کرا سکتا ہے (یعنی رہن واپس لے سکتا ہے) جب پورے ہزار ادا کر دے۔ (بہارِ شریعت، ح۱۷، ص۷۴۰، مسئلہ ۱۵)

{12}"راہن" (اپنی چیز رہن میں دینے والے) اور "مُرتَہِن" (کسی چیز کو رہن میں لینے والے، یعنی) دونوں نے یہ طے کر لیا کہ "مَرْہُوْن" (رہن میں رکھی ہوئی چیز) تیسرے شخص کے پاس رکھ دی جائے گی تو یہ صحیح ہے اور اُس کے قبضہ کر لینے (تیسرے شخص کے پاس وہ چیز پہنچ جانے) سے "رہن" (mortgage) مکمل ہو گیا۔

{13}جب تیسرے شخص (3rd person) کے پاس چیز رکھ دی گئی تو چیز کو نہ "راہن" لے سکتا ہے اور نہ ہی "مُرتَہِن" () اگر اُس (تیسرے شخص) نے اُن (دونوں) میں سے کسی (ایک) کو (رہن میں رکھی ہوئی چیز) دے دی تو اپنے پاس واپس لے لے۔

{14}سونا چاندی روپیہ اشرفی اور مکیل و موزون کو رہن رکھنا جائز ہے پھر ان کو رہن رکھنے کی دو صورتیں ہیں۔ دوسری جنس کے مقابل میں رہن رکھا یا خود اپنی ہی جنس کے مقابل میں رکھا۔ پہلی صورت میں یعنی غیر جنس کے مقابل میں اگر ہو مثلاً کپڑے کے مقابل روپیہ، اشرفی (سونے کا سکہ) یا جَو گیہوں کو رہن رکھا اور یہ مرہون (گروی رکھی ہوئی چیز) ہلاک ہو جائے تو اس کی قیمت کا اعتبار ہو گا اور اس صورت میں کھرے کھوٹے کا لحاظ ہو گا یعنی اگر اس کی قیمت دَین کی برابر یا زائد ہے تو دَین وصول سمجھا جائے گا اور اگر کچھ کمی ہے تو جو کمی ہے اتنی راہن سے لے سکتا ہے۔ اور اگر دوسری صورت ہے یعنی اپنی ہم جنس کے مقابل میں رہن ہے مثلاً چاندی کو روپیہ کے مقابل میں یا سونے کو اشرفی کے مقابل میں یا گیہوں کو گیہوں کے مقابل رہن رکھا اور مرہون ہلاک ہو گیا تو وزن و کَیل (ناپ) کا اعتبار ہو گا۔ اور اس صورت میں کھرے کھوٹے کا اعتبار نہیں ہو گا مثلاً سو ۱۰۰ روپے قرض لئے اور چاندی رہن رکھی اور یہ ضائع ہو گئی اور یہ چاندی سو روپے بھر یا زائد تھی تو

دَین وصول سمجھا جائے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سو ۱۰۰ روپے بھر چاندی کی مالیت سو ۱۰۰ روپے سے کم ہے اور سو ۱۰۰ روپے بھر سے کچھ کمی ہے تو اتنی کمی وصول کر سکتا ہے۔(بہارِ شریعت،ح۱۷،ص۷۱۵،مسئلہ ۲۳)

{15} راہن نے مرتہن کو یا عادل کو یا کسی اور شخص کو بیع کا وکیل کر دیا تھا کہہ دیا تھا کہ جب دَین کی میعاد پوری ہو جائے تو اس کو بیچ ڈالنا یا مطلقاً وکیل کر دیا ہے۔ میعاد پوری ہونے کی قید نہیں لگائی ہے یہ توکیل صحیح ہے اس وکیل کا بیچنا جائز ہے۔ بشر طیکہ جس وقت اسے وکیل کیا ہے اس وقت اس میں بیع کی اہلیت ہو اور اگر اہلیت نہ ہو تو یہ توکیل صحیح نہیں مثلاً ایک چھوٹے بچہ کو بیع مرہون کا وکیل کیا وہ بچہ اب بالغ ہو گیا اور بیچنا چاہتا ہے بیع نہیں کر سکتا کہ وہ وکیل ہی نہیں ہوا۔

{16} عقد رہن میں بیع مرہون کی وکالت شرط تھی کہ مرتہن یا فلاں شخص اس چیز کو بیع کر دے گا اس وکیل کو راہن اگر معزول کرنا چاہے نہیں کر سکتا یعنی معزول کرے تو بھی معزول نہیں ہو گا اور یہ وکالت ایسی ہے کہ نہ راہن کے مرنے سے ختم ہو نہ مرتہن کے مرنے سے اور اس وکیل کے لیے یہ ضروری نہیں کہ راہن یا مرتہن کی موجودگی ہی میں بیع کرے نہ یہ ضروری کہ وہ مر گئے ہوں تو ان کے ورثہ کی موجودگی میں بیع کرے۔
(بہارِ شریعت،ح۱۷،ص۷۲۵،مسئلہ ۶،۷)

{17} دائن نے مدیون سے اپنے دَین کے مقابل جب کوئی چیز رہن رکھوالی تو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اب وہ دَین کا مطالبہ ہی نہیں کر سکتا خاموش بیٹھا رہے بلکہ اب بھی مطالبہ کر سکتا ہے قاضی کے پاس دَین کا دعویٰ کر سکتا ہے اور قاضی کو اگر ثابت ہو جائے کہ مدیون (مقروض) ادائے دَین میں ڈھیل ڈال رہا ہے (قرض کی ادائیگی میں تاخیر کر رہا ہے) تو اسے قید بھی کر سکتا ہے کہ ایسے کی یہی سزا ہے۔(بہارِ شریعت،ح۱۷،ص۷۰۱،مسئلہ ۱۸)

(یہ مواد "دین کے مسائل"،part 04 سے لیا گیا ہے،www.farzuloom.net)

{18} "مُرْتَہِن" (جس کے پاس کوئی چیز رہن میں رکھوائی گئی) نے "راہن" (اپنی چیز رہن میں دینے والا) سے قرضہ واپس مانگا تو "مُرْتَہِن" سے کہا جائے گا کہ: "پہلے مَرْہُوْن (رہن میں رکھی ہوئی چیز) لے کر آؤ" پھر

جب وہ لے آئے تو "راہن" سے کہا جائے گا کہ "قرضہ واپس کرو"۔ جب "راہن" پورا قرضہ واپس کر دے گا تو "مُرْتَہِن" سے کہا جائے گا کہ "اس کی چیز دے دو"۔

{19} "راہن" (اپنی چیز رہن میں دینے والے) نے "مُرْتَہِن" (جس کے پاس کوئی چیز رہن میں رکھوای گئی) کی اجازت کے بغیر ہی "مَرْہُوْن" (رہن میں رکھی ہوئی چیز) کو بیچ دیا تو یہ "بیع موقوف" ہے یعنی اگر "مُرْتَہِن" نے اجازت دیدی تو یہ بیع (تجارت) جائز و نافذ (ok) ہو گئی () اگر "راہن" نے "مُرْتَہِن" کا قرض ادا (pay) کر دیا تب بھی یہ تجارت جائز و نافِذ (ok) ہو گئی۔

{20} اگر "مُرْتَہِن" نے "مَرْہُوْن" کو بیچ دیا تو یہ بیع (تجارت) "راہن" کی اجازت پر موقوف ہے یعنی "راہن" نے جائز (ok) کر دیا تو یہ تجارت ہو جائے گی ورنہ یہ تجارت جائز نہیں بلکہ "راہن" اس سودے کو باطل (ختم) کر سکتا ہے۔

() "مُرْتَہِن" نے "مَرْہُوْن" کو بیچ دیا اور "راہن" کی اجازت سے پہلے ہی (وہ چیز) خریدار کے پاس ہلاک (مثلاً استعمال) ہو گئی تو "راہن" کو اختیار (option) ہے دونوں (بیچنے والے "مُرْتَہِن" یا خریدار) میں سے جس سے چاہے اپنی چیز کا ضمان (یعنی ویسی ہی چیز جبکہ بازار میں ملتی ہو یا اس کی اصل قیمت۔ actual price) لے لے۔

{21} کسی اجنبی (تیسرے شخص) نے "مَرْہُوْن" کو ضائع (waste) کر دیا تو اُس ہلاک کرنے والے سے تاوان (یعنی ویسی ہی چیز جبکہ بازار میں ملتی ہو یا اس کی اصل قیمت۔ actual price) لینا "مُرْتَہِن" کا کام ہے۔

() وہ قیمت تاوان میں لی جائے گی کہ جس وقت وہ چیز ہلاک (ختم / استعمال) ہوئی۔

{22} "راہن" نے "مَرْہُوْن" (رہن میں رکھی ہوئی چیز) کو ضائع (waste) کر دیا، یا () اُس میں نقصان پہنچایا تو اسے بھی "تاوان" دینا ہو گا (یعنی ویسی ہی چیز دینی ہو گی)، یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ "راہن" تو خود ہی "مَرْہُوْن" کا مالک تھا تو "تاوان" کیوں دے گا؟ اصل میں "مَرْہُوْن"، "مُرْتَہِن" کے پاس رکھوائی گئی تھی تو اب "مَرْہُوْن" پر "مُرْتَہِن" کا "حق" (right) بھی آ گیا تھا تو اس "حق" کو باقی رکھنے کے لیے "راہن"،

www.farzuloom.net

"تاوان" دے گا اور یہ "تاوان"، "مُرْتَہِن" کے پاس "مَرْہُوْن" رہے گا۔

{23} "مَرْہُوْن" (رہن میں رکھی ہوئی چیز) کو کسی نے غصب کر لیا (مثلاً چھین لیا) تو اس کا وہی حکم ہے جو ہلاک (چیز کے ختم) ہونے کا ہے یعنی "مَرْہُوْن" کی (بازاری) قیمت (actual price) اور دَین (مثلاً قرض) میں جو کم ہے، "مُرْتَہِن" اُس کا ضامن (guarantor) ہے () اگر دَین، "مَرْہُوْن" کی قیمت کے برابر یا کم ہے تو دَین ختم ہو گیا () اگر "مَرْہُوْن" کی قیمت کم تھی اور دَین (مثلاً قرض) زیادہ تھا، تو "مَرْہُوْن" کی (بازاری) قیمت (actual price)، "دَین" میں سے کم کریں گے اور بقیہ رقم "مَدیُون" (جسے قرض دیا گیا) واپس کرے گا۔

() اگر خود "مُرْتَہِن" (جس کے پاس کوئی چیز رہن میں رکھوائی گئی) ہی نے غصب کیا یعنی "راہن" (mortgagor) کی اجازت کے بغیر "مُرْتَہِن" نے "رہن" کو استعمال کیا اور "رہن" ہلاک ہو گیا تو "مُرْتَہِن" (mortgagee) پوری قیمت کا ضامن ہے (یعنی "مُرْتَہِن"، "مَرْہُوْن" کی پوری قیمت "راہن" کو دے گا) چاہے قیمت دَین سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

{23} "مَرْہُوْن" (رہن میں رکھی ہوئی چیز) کا خرچہ "راہن" کے اوپر ہے "مُرْتَہِن" پر نہیں۔

{24} "مَرْہُوْن" میں جو کچھ زیادتی ہوئی (اضافہ ہوا) مثلاً جانور "رہن" رکھا تھا اس کے بچہ پیدا ہوا، بھیڑ (sheep) کی اُون (wool) آ گئی، درخت پر پھل لگ گئے، جانور نے دودھ دیا، یہ سب چیزیں "راہن" کی مِلک (ownership) ہیں اور سب "رہن" میں شامل ہیں یعنی جب تک دَین (قرض) ادا (pay) نہ کر لے، "راہن" ان چیزوں کو "مُرْتَہِن" سے نہیں لے سکتا۔

{25} اگر یہ چیزیں فکِ رہن ("رہن" کے آزاد ہونے مثلاً قرض ادا کرنے) سے پہلے ہی ہلاک (ختم) ہو جائیں تو ان اضافوں (مثلاً جانور کے بچّے، بھیڑ کی اُون، درخت کے پھلوں) کی قیمت، دَین (قرض) سے کم نہیں کی جائیں گی۔ (بہارِ شریعت، ح۱۷، ص۷۴۳، مسئلہ ۲، مُلخصاً)

www.farzuloom.net

{26}"رہن" میں جانور دیا، اُس نے "مُرتَہِن" (جس کے پاس کوئی چیز رہن میں رکھوائی گئی) کو، یا()اس کے مال کو ہلاک (ختم/تباہ) کر دیا تو یہ نقصان "راہن" (اپنی چیز رہن میں دینے والے) پر نہیں آئے گا بلکہ یہ تو ایسا ہی ہے کہ جیسے "آفتِ سماویہ" ہو (یعنی یہ نقصان اسی طرح کا ہے کہ جس طرح قدرتی آفت مثلاً ڈوب جانے، آگ میں جلنے سے نقصان ہوتا ہے)۔ (بہارِ شریعت، ح۱۷، ص۴۵ تا ۷۴۳، مسئلہ ا، ملخصاً)

{27}"رہن" میں زیادتی (اضافہ کرنا) جائز ہے، مثلاً کسی نے قرض لیا اور اس کے پاس ایک چیز "رہن" رکھ دی اس کے بعد "راہن" نے دوسری چیز بھی اسی قرض کی وجہ سے "رہن" رکھی تو اب یہ دونوں چیزیں مل کر ایک ہی "رہن" ہو گئیں یعنی جب تک قرض ادا (pay) نہ کرے دونوں میں سے کسی کو نہیں لے سکتا۔

{28}دَین (مثلاً قرض) میں زیادتی ناجائز ہے یعنی دَین لیا اور کوئی چیز "رہن" رکھ دی اس کے بعد "راہن" یہ چاہے کہ پھر (دوسرا) قرض لوں اور اس (دوسرے) قرض کی وجہ سے بھی وہ (پہلی) چیز ہی "رہن" رہے یہ نہیں ہو سکتا۔ (بہارِ شریعت، ح۱۷، ص۷۴۰، ۷۳۹، مسئلہ ۱۴، ۱۲، ملخصاً)

{29}"مُرتَہِن" پر "مَرْہُون" (رہن میں رکھی ہوئی چیز) کی حفاظت (safety) لازم ہے۔ یہاں "حفاظت" کا وہی حکم ہے کہ جو "ودِیعت" (مثلاً امانت) کا ہے کہ خود حفاظت (safety) کرے یا اپنے "اہل وعیال" کی حفاظت میں دے دے۔ **نوٹ:** یہاں "عیال" سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہوں جیسے بی بی، بچے، خادم اور "اَجیرِ خاص" یعنی ایسا نوکر (servent) کہ جس کو ماہانہ یا چھ ماہ بعد یا سال بعد تنخواہ (salary) دی جاتی ہو۔

()مزدور جو روزانہ پر کام کرتا ہو مثلاً ہر دن کام کرنے پر اُجرت (wages) دی جاتی ہے تو اس کی حفاظت میں "رہن" نہیں دے سکتا۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{30} دو شخصوں کے پاس ایک چیز رہن رکھی اس کی کئی صورتیں ہیں۔ اگر یہ کہہ دیا کہ آدھی اس کے پاس رہن ہے اور آدھی اُس کے پاس یہ ناجائز کہ مشاع کا رہن ناجائز ہے اور اگر اس قسم کی تفصیل نہیں کی ہے اور

ایک نے قبول کیا دوسرے نے نامنظور کیا جب بھی صحیح نہیں اور دونوں نے قبول کر لیا تو وہ چیز پوری پوری دونوں کے پاس رہن ہے اس کی ضرورت نہیں کہ دونوں نے اس شخص کو مشترک طور پر دَین دیا ہو دونوں میں شرکت ہو یا نہ ہو بہر حال وہ چیز دونوں کے پاس رہن ہے راہن اپنی چیز اسی وقت لے سکتا ہے کہ دونوں کا پورا پورا دَین ادا کر دے اور ایک کا پورا دَین ادا کر دیا تو پوری چیز اُسی کے پاس رہن ہے جس کا دَین باقی ہے۔
(بہارِ شریعت، ح۱۷، ص۷۲۱، مسئلہ ۲)

{31} مرتہن نے راہن کو مرہون شے بطور عاریت دے دی مرتہن کے ضمان سے نکل گئی یعنی اگر راہن کے یہاں ہلاک ہو گئی تو مرتہن پر اس کا کچھ اثر نہیں۔

{32} مرتہن نے راہن کو بطور عاریت مرہون دے دیا تھا اُس نے پھر واپس کر دیا تو پھر وہ چیز مرتہن کے ضمان میں آگئی اور رہن کا حکم حسب سابق اس میں جاری ہو گا۔ (بہارِ شریعت، ح۱۷، ص۷۳۰، مسئلہ ۱۱،۱۰)

{33} راہن مر گیا تو اس کا وصی رہن کو بیچ کر دَین ادا کر سکتا ہے۔ اور راہن کا وصی کوئی نہیں ہے تو قاضی کسی کو اس کا وصی مقرر کرے اور اُسے حکم دے گا کہ چیز بیچ کر دَین ادا کرے۔ (بہارِ شریعت، ح۱۷، ص۷۲۰، مسئلہ ۱۶)

کتاب الحَجر (پابندی لگانا):

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} حَجر کے اسباب تین (3) ہیں (یعنی تینوں باتوں کی وجہ سے پابندی لگائی جاتی ہے): (۱) نابالغی، (۲) جنون (پاگل ہونا)، (۳) غلامی (آج کل سب لوگ "آزاد" ہیں، پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک (owner) بن جاتا تھا، مالک کو جو ملتا وہ غلام ہوتا)۔

نتیجہ یہ ہوا کہ آزاد، عاقل (یعنی جو پاگل نہ ہو)، بالغ پر خرید و فروخت (buying and selling) کی پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔

اہم باتیں:

{2} اگر کسی شخص کے کاموں سے عام لوگوں کو نقصان ہو رہا ہو تو اُسے روک دیا جائے گا۔ مثلاً طبیب (doctor) کہ فنِ طِب (medical science) میں مہارت نہیں رکھتا (not skilled) اور علاج کرنے کو بیٹھ جاتا ہے لوگوں کو دوائیں (medicines) دے کر ہلاک (یا بیمار) کرتا ہے۔

() آج کل ایسا کئی جگہ ہوتا ہے کہ طِبّ (medical science) پڑھ لیتے ہیں اور علاج کرنا نہیں آتا، سند (certificate) لے کر کے مطب (clinic) کھول لیتے ہیں اور ہر طرح کے مریض کو دوا دینا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ اس طرح کہنا، اپنی شان کے خلاف (against) سمجھتے ہیں کہ: "میری سمجھ میں مرض نہیں آیا" ایسوں کا علاج کرنا، کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

() علاج کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ایک عرصے (وقت) تک، ماہر استاد (expert teacher) کے پاس بیٹھے، ہر قسم کا علاج دیکھے، استاد کی موجودگی میں علاج کرے اور جو علاج سمجھ میں آئے وہ استاد پر پیش کرتا (یعنی بتاتا) رہے۔ جب استاد کی سمجھ میں آجائے کہ یہ شخص اب علاج میں ماہر (expert) ہو گیا ہے اور علاج کی اجازت دے تو اب علاج کر سکتا ہے۔

{3} اسی کی دوسری مثال جاہل مولوی ہے کہ لوگوں کو غلط فتوے دے کر خود بھی گمراہ (ہدایت سے دور) اور گنہگار ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ (ہدایت سے دور) کرتا ہے (بڑے علماء ایسے شخص کو مسائل بتانے سے روک دیں گے)۔

() حضرت علّامہ، مولانا، مُفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں:

پہلی بات تو یہ ہے کہ عام طور پر درس نظامی جو ہندوستان (موجودہ پاکستان، بنگلہ دیش، ہند) کے مدرسوں میں ہو رہا ہے، اس پڑھائی کو پورا کرنے والے ہی بہت کم لوگ ہیں پھر جو پڑھائی کے سال مکمل کرتے ہیں اُن میں بھی ایک تعداد تھوڑا بہت پڑھ کر سند (certificate) حاصل کر لیتی ہے۔ اب اگر صحیح طرح بھی پڑھا تو اس پڑھنے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ (درسِ نظامی مکمل کرنے والا) کتابیں دیکھ کر محنت کر کے علم حاصل کر سکتا ہے کیونکہ

درس نظامی میں دینی تعلیم جتنی ہے(اس کا مقصد راستہ دیکھنا، چلنا سیکھنا ہے)، اُس تعلیم کی وجہ سے شرعی مسائل پر مکمل مہارت(complete skills) نہیں آتی۔

نوٹ: یہ بات ذہن میں رہے کہ حضرت علّامہ، مولانا، مُفتی **امجد علی اعظمی** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت بڑے عالم، مُفتی، طبیب اور امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان قادِری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خلیفہ ہیں(یعنی امامِ اہلسنّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انہیں اس بات کی اجازت دی تھی کہ وہ دوسروں کو مُرید کریں)۔ آپ بہت بڑے عالم تھے اور یہ باتیں آپ زیادہ سمجھتے ہیں اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ طلباء اور علماء کو سمجھا رہے ہیں البتہ ہم(عام لوگوں) کے لیے لازم ہے کہ درسِ نظامی پڑھے ہوئے، سُنّی صحیح العقیدہ، عالم کی تعظیم(respect) کریں اور ان سے دین سیکھیں۔

دوسری بات یہ بھی ذہن میں رہے کہ "درسِ نظامی" پڑھ کر بہت سے حضرات، مفتی، عالم، مُدرِّس(قرآن و حدیث پڑھانے والے) بنے اور "درسِ نظامی" ہی کی برکت سے بہت سے حضرات دین کی خدمت کر رہے ہیں۔

()حضرت علّامہ، مولانا، مُفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مزید کچھ اس طرح فرماتے ہیں:

درس نظامی صحیح طرح نہ پڑھنے والوں میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ اگر کسی نے ان سے مسئلہ پوچھا تو یہ کہنا ہی نہیں جانتے کہ "مجھے معلوم نہیں" یا "کتاب دیکھ کر بتاؤں گا" بس جو سمجھ میں آیا، مسئلہ بتا دیا۔ بڑے بڑے علماء کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ بلکہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ کی زندگی کی طرف اگر نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زبردست مُجتَہِد[13] تھے، مگر جو بات معلوم نہ ہوتی تو صاف فرمادیا کرتے کہ: "مجھے معلوم نہیں"۔

()ان نئے نئے "درسِ نظامی" مکمل کرنے والے مولویوں کو ہم خیر خواہانہ(بھلائی کی) نصیحت کرتے ہیں کہ

---

(13)' "مُجتَہِد" ایسے عالم ہوتے ہیں کہ جو قرآن وحدیث کو سمجھ کر اُس میں سے دین کے مسائل نکال کر بتاتے ہیں، عُلمائے کرام ان مسائل کو سمجھ کر عام لوگوں کو سمجھاتے ہیں پھر عام لوگ دین کے مسائل پر عمل کرتے ہیں۔

"درسِ نظامی" مکمل کرنے کے بعد "فقہ" و "اصول" و "کلام" و "حدیث" و "تفسیر" (دیگر علمِ دین) کا بہت مطالعہ کریں۔ دین کے مسائل جو معلوم ہوں، انہیں بیان کریں اور جہاں سمجھنے میں مشکل آئے تو دوسروں سے بغیر شرمائے پوچھ لیں۔

یاد رہے کہ ہم عام لوگ کسی عالمِ دین کے بارے میں یہ نہیں بول سکتے کہ "یہ دینی مسائل (دینی حکم) غلط بتاتے ہیں۔ **ہاں!** اگر کسی سنّی مُفتی صاحب / بڑے عالم صاحب نے ہمیں قرآن وحدیث کے حوالے (refrence) سے کسی خطیب صاحب کی بتائی ہوئی بات میں ہونے والی غلطی بتا دیتے ہیں تو ہم مُفتی صاحب ہی کی بات مانیں گے مگر عالم صاحب کو بُرا بھلا نہیں کہیں گے کیونکہ وہ بھی انسان ہیں، ان سے غلطی ہو سکتی ہے اور ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم مُفتی صاحب کے ساتھ ساتھ اُن عالم صاحب کی بھی عزّت کریں گے۔ **یہ بات بھی یاد رہے کہ اگر کوئی مولوی، اسلامی عقیدوں کے خلاف بات کرے گا تو اُس کی بات ہرگز نہیں مانی جائے گی۔**[(14)]

حَجر کے مسائل:

{4} نابالغ نے ایسا عقد (یعنی سودا) کیا جس میں فائدہ اور نقصان (دونوں) ہوتے ہیں جیسے: خرید و فروخت (buying and selling) کہ نہ ہمیشہ اس میں فائدہ ہوتا ہے اور نہ ہمیشہ اس میں نقصان ہوتا ہے۔ اگر وہ بچّہ خریدنے اور بیچنے کے معنی سمجھتا ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ خریدنے سے یہ چیز میری ہو جائے گی اور بیچنے سے یہ چیز میری نہیں رہے گی بلکہ دوسرے کی ہو جائے گی تب بھی اس کا کیا ہوا سودا، ولی (guardian مثلاً والد صاحب) کی اجازت کے ساتھ پورا ہو گا کہ ولی نے جائز (ok) کر دیا تو سودا پورا ہو جائے گا، اگر منع کیا تو سودا ختم ہو جائے گا۔

○ اگر بچّہ اتنا بھی نہ جانتا ہو کہ بیچنا اور خریدنا کسے کہتے ہیں تو اس کا عقد "باطل" ہے (یعنی یہ سودا ہوا ہی نہیں) ولی

---

(14) تفصیل (detail) جاننے کے لیے "**دین کی ضروری باتیں part 3**"، Topic number : 162 دیکھیں۔ نیز امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان قادِری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا رسالہ "**تمہید الایمان**" مع "**ایمان کی پہچان**" پڑھیں۔

کے جائز(ok) کرنے سے بھی جائز(ok) نہیں ہو گا()مجنون(پاگل) کا بھی یہی حکم ہے۔

{5}نابالغ اور پاگل کے کاموں میں "حَجر"کا حکم نہیں ہوتا یعنی اُن کے کاموں کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ نابالغ اور پاگل کے کاموں کی کوئی حیثیت(value) نہیں ہے لہٰذا نابالغ یا پاگل نے کسی کی کوئی چیز ضائع (waste) کر دی تو تاوان لیا جائے گا(یعنی اس کی اصل قیمت(actual price) یا ویسی ہی چیز لی جائے گی)۔

()یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جب بچّہ بالغ ہو گا، یا پاگل ہوش میں آئے گا تو اس وقت تاوان لیا جائے گا بلکہ اس کے مال سے تاوان دے دئیں گے۔ یہاں تک کہ اگر ایک(1) دن کے بچّے نے کروٹ لی اور کسی شخص کی شیشی(vial) ٹوٹ گئی تو اس کا بھی تاوان لیا جائے گا۔

{6}مجنون نہ طلاق دے سکتا ہے نہ اِقرار کر سکتا ہے، اسی طرح()نابالغ کا حکم ہے۔

()مجنون(پاگل) اگر ایسا ہے کہ کبھی کبھی اسے افاقہ(یعنی صحیح) ہو جاتا ہے اور کبھی پوری طرح صحیح ہو جاتا ہے تو جب صحیح حالت میں(comes into the right state) ہے تو اس پر جنون(پاگل والا) حکم نہیں ہے۔

{7}نابالغ جس کا مال "ولی"(guardian مثلاً والد صاحب) یا "وصی"(مرنے سے پہلے، میّت نے یتیم بچّے کے مال وغیرہ کی دیکھ بھال کرنے کی جسے وصیّت کی ہو، اُس) کے پاس تھا، وہ(بچّہ) بالغ ہو گیا اور اس کی حالت اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اس کی سمجھ ٹھیک ہے(یعنی مال کو طریقے سے خرچ کرتا ہو اور بے طریقے خرچ کرنے سے رکتا ہے) تو اس کے سب مال، اسے دے دیے جائیں اور()اگر اُسے مال خرچ کرنے کی صحیح سمجھ نہ ہو تو اس کا مال، اُسے نہیں دیا جائے گا جب تک اس کی عمر پچیس(25) سال کی نہ ہو جائے۔ اس کے تصرفات(یعنی کام مثلاً خرید و فروخت۔ buying and selling) بھی پچیس(25) سال سے پہلے نافِذ(ok) نہیں ہوں گے۔ اس عمر تک پہنچنے کے بعد بھی(مال استعمال کرنے کی) سمجھ نہ ہوا تو امام اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے نزدیک اب اس کا مال، اُسے دے دیا جائے وہ جو چاہے کرے، مگر صاحبین(یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد) رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا فرماتے ہیں کہ اب بھی اُسے مال نہ دیا جائے، جب تک مال خرچ کرنے کی سمجھ نہ آ جائے، چاہے اُس کی عمر ستر(70) سال کی ہو جائے۔ (بہار شریعت، ح۱۵، ص۱۹۹، مسئلہ ۲، ۴، ۶، ۹، ۱۱،)

www.farzuloom.net

مُلخصاً)صاحب ہدایۃ(امام ابوالحسن علی بن ابو بکر رَحمَۃُاللہِعَلَیۡہ)نے امام اعظم رَحمَۃُاللہِعَلَیۡہ کے قول(بتائے ہوئے مسئلے)کو ترجیح دی(یعنی ان کے نزدیک اسی مسئلے پر عمل کیا جائے گا)۔(فتاوی رضویہ ج۱۸،ص۵۴۷،مُلخصاً)

{8}اگر کوئی بالغ، عقل اور شریعت کے خلاف(against)اپنا مال برباد کرتا ہے۔ مثلاً گانے بجانے والوں کو دے دیتا ہے، تماشہ کرنے والوں(spectators)کو دیتا ہے، کبوتر بازی میں مال اڑاتا ہے، مہنگے مہنگے کبوتر خریدتا ہے، پتنگ بازی، آتش بازی(fire work)میں اور طرح طرح کی بازیوں(کھیل کود)میں مال ضائع(waste)کرتا ہے۔ خرید و فروخت میں بے محل ٹوٹے میں پڑتا ہے(یعنی بہت نقصان اُٹھاتا ہے)کہ ایک روپیہ کی چیز ہے دس(10)پانچ(5)میں خریدلی، یادس(10)کی چیز ہے اور بلاوجہ ایک(1)روپے میں بیچ ڈالی۔ ان صورتوں(cases)میں صاحبین(یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد)رَحمَۃُاللہِعَلَیۡہِمَا کے نزدیک حجر کرسکتے ہیں(،پابندی ڈال سکتے ہیں یعنی اُس بالغ کو بھی اُس کے پیسے نہیں دیے جائیں گے)اور یہاں اسی پر فتویٰ دیا جائے گا(یعنی اس صورت(case)میں اسی مسئلے پر عمل کیا جائے گا)۔(دین کے مسائل،part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت اور فتاوی رضویہ سے لیا گیا ہے)

{9}غلام کی عقل میں فتور نہیں ہے مگر یہ خود اور جو ان کے پاس ہے سب مِلک مولیٰ ہے لہٰذا ان کو پرائی مِلک میں تصرّف کرنے کا کیا حق ہے۔(بہار شریعت،ح۱۵،ص۱۹۹،مسئلہ ۱)

{10}غلام اقرار کرسکتا ہے مگر اس کا اقرار اس کی ذات تک محدود ہے لہٰذا اگر مال کا اقرار کریگا تو آزاد ہونے کے بعد اس سے وصول کیا جاسکتا ہے اور حدود و قصاص کا اقرار کریگا تو فی الحال قائم کردیں گے آزاد ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔(بہار شریعت،ح۱۵،ص۲۰۰،مسئلہ ۵)

()غلام نے مال کا اقرار کیا فی الحال نافذ نہیں بلکہ آزاد ہونے کے بعد نافذ ہوگا۔(بہار شریعت،ح۱۳،ص۱۰۷۵،مسئلہ ۷)

{11}غلام اپنی زوجہ کو طلاق دے سکتا ہے اور مولیٰ اُس کی زوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا۔ (بہار شریعت،ح۸،ص۱۱۲،مسئلہ ۷)

{12} سفیہ یعنی جس آزاد عاقل بالغ پر حجر ہوا اس کے وہ تصرفات (معاملات) جو فسخ کا احتمال رکھتے ہیں اور ہزل سے باطل ہو جاتے ہیں انھیں میں حجر کا اثر ہوتا ہے کہ یہ شخص نابالغ عاقل کے حکم میں ہوتا ہے اور جو تصرفات ایسے ہیں کہ نہ فسخ ہو سکیں اور نہ ہزل سے (مذاق سے) باطل ہوں ان میں حجر کا اثر نہیں ہوتا لہٰذا نکاح، طلاق، عتاق، استیلاد (لونڈی کو اُم ولد بنانا)، تدبیر (غلام یا لونڈی کو مدبر یا مدبرہ بنانا)، وجوب زکوٰۃ وفطرہ وحج و دیگر عبادات بدنیہ، باپ دادا کی ولایت کا زائل ہونا، نفقہ میں خرچ کرنا یعنی اپنے اور اہل وعیال پر اور ان لوگوں پر خرچ کرنا جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے، نیک کاموں میں ایک تہائی تک وصیت کرنا، عقوبات (جرائم) کا اقرار کرنا یہ چیزیں وہ ہیں کہ باوجود حجر بھی صحیح ہیں اور ان کے علاوہ جن میں ہزل کا اعتبار ہے وہ قاضی کی اجازت سے کر سکتا ہے یعنی قاضی اگر نافذ کر دے گا تو نافذ ہو جائیں گے۔ (بہار شریعت، ح۱۵، ص۲۰۲، مسئلہ ۷)

{13} لڑکے کو جب انزال ہو گیا وہ بالغ ہے وہ کسی طرح ہو سوتے میں ہو جس کو احتلام کہتے ہیں یا بیداری کی حالت میں ہو۔ اور انزال نہ ہو تو جب تک اس کی عمر پندرہ سال کی نہ ہو بالغ نہیں جب پورے پندرہ سال کا ہو گیا تو اب بالغ ہے علامات بلوغ پائے جائیں یا نہ پائے جائیں، لڑکے کے بلوغ کے لیے کم سے کم جو مدت ہے وہ بارہ سال کی ہے یعنی اگر اس مدت سے قبل وہ اپنے کو بالغ بتائے اس کا قول معتبر نہ ہو گا۔

{14} لڑکی کا بلوغ احتلام سے ہوتا ہے یا حمل سے یا حیض سے ان تینوں میں سے جو بات بھی پائی جائے تو وہ بالغ قرار پائے گی اور ان میں سے کوئی بات نہ پائی جائے تو جب تک پندرہ سال کی عمر نہ ہو جائے بالغ نہیں اور کم سے کم اس کا بلوغ نو سال میں ہو گا اس سے کم عمر ہے اور اپنے کو بالغہ کہتی ہو تو معتبر نہیں۔

{15} جب ان کا بالغ ہونا تسلیم کر لیا گیا تو بالغ کے جتنے احکام ہیں ان پر جاری ہوں گے اور اس کے بعد وہ اپنے بالغ ہونے سے انکار کرے بھی تو معتبر نہ ہو گا اگرچہ یہ احتمال ہے کہ وہ نابالغ ہو اس کی بیع و تقسیم نہیں توڑی جائیں گی۔ (بہار شریعت، ح۱۵، ص۲۰۳، مسئلہ ۴، ۲، ۱)

{16} صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے طور پر بھی بہت مواقع میں سلطان اسلام کا حجر بھی صرف حسی ہوتا ہے نہ کہ شرعی، مثلاً مفتی ماجن وطبیب جاہل ومکاری مفلس پر حجر کہ بحکم سلطان بھی صرف صورۃً ہو گا شرعاً ان کے

تصرفات صحیحہ باطل نہ ہو جائیں گے۔(فتاوی رضویہ ج۱۸،ص۷ ۵۳)درمختار میں ہے:مکار مفلس کو روک دیا جائیگا۔
(درمختار کتاب الحجر مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۱۹۸)

{17} ایک شخص مفلس (دیوالیا) ہو گیا اور اس کے پاس کچھ وہ چیزیں ہیں جن کو اس نے خریدا ہے اور ثمن بائع کو نہیں دیا ہے تو یہ چیز تنہا بائع کو نہیں ملے گی بلکہ اس میں دیگر قرض خواہ بھی شریک ہیں جتنی بائع کے حصہ میں آئے اتنی ہی لے سکتا ہے اور اگر اس نے اب تک اس چیز پر قبضہ ہی نہیں کیا ہے یا بغیر اجازت بائع قبضہ کر لیا ہے تو تنہا بائع اس کا حقدار ہے۔

{18} مدیون کا دَین نقود سے (یعنی جو رقم نقدی کی صورت میں موجود ہے اُس سے) ادا کیا جائے گا ان سے نہ ادا ہو تو دیگر سامان سے اور ان سے بھی نہ ہو تو جائداد غیر منقولہ سے اور صرف ایک جوڑا کپڑے کا اوس کے لیے چھوڑ دیا جائے باقی سب اموال ادائے دَین میں صرف کر دیے (یعنی قرض کی ادائیگی میں خرچ کیے) جائیں۔
(بہار شریعت،ح۱۵،ص۲۰۳،مسئلہ ۱۵،۱۴)

{19} امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں دین میں کسی کو مجبور نہ کروں گا کیونکہ حجر میں آدمی کی اہلیت معطل ہوتی ہے لہذا کسی ضرر خاص کو ختم کرنے کے لئے اہلیت کو ختم کرنا جائز نہیں ہے، اگر ایسے شخص کا مال ہو تو حاکم اس میں تصرف نہ کرے کیونکہ یہ اس کی رضا کے بغیر تجارت قرار پائیگی جو ناجائز اور بذریعہ نص باطل ہے، اور صاحبین رحمہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر مطالبہ والے حضرات قاضی سے مطالبہ کریں کہ اس پر حجر (مالی تصرف میں پابندی) لگادے اور اس کے مال کو جبراً فروخت کر دے تو قاضی ایسا کرے، ہم امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہتے ہیں مطالبہ والوں کا حق صرف دین کی ادائیگی ہے اور مطلوب کے مال کو فروخت کرنا یہ واحد طریقہ نہیں ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اگر اس کے مال کی فروخت جائز ہو تو اس کو قید کرنا دوہرا ضرر ہو گا، ایک حق والوں کے حق میں تاخیر اور دوسرا مدیون کو سزا دینا، تو یہ ناجائز ہے۔
(الہدایہ کتاب الحجر باب الحجر بسبب الدین مطبع یوسفی لکھنؤ ۳/ ۳۵۶-۵۷)

اقرار:

www.farzuloom.net

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} اپنے یا کسی دوسرے کے حق (right) کی خبر دینے کی تین (3) صورتیں (cases) ہیں:

(۱) اگر اپنے حق (right) کی خبر دیگا کہ فلاں پر میرا یہ حق ہے تو یہ "دعویٰ" (claim) ہے۔

(۲) اگر کسی دوسرے کا حق (right) تیسرے پر ہونے کی خبر دیگا تو یہ "شہادت" (گواہی، testimony) ہے۔

(۳) اگر کسی دوسرے کا حق (right) اپنے اوپر ہونے کی خبر دیگا تو یہ "اِقرار" (ایک چیز کو ماننا، accept کرنا) ہے۔ **جس چیز کا "اِقرار" کیا، وہ چیز "مُقِرّ" (یعنی اِقرار کرنے والے) پر لازم ہو جاتی ہے۔**

{2} نامعلوم چیز کا اقرار کیا، مثلاً یہ کہا کہ میرے اوپر فلاں کی ایک چیز ہے، یا ○ یہ کہا کہ میری طرف فلاں شخص کا ایک حق (right) نکلتا ہے تو یہ بات کہنے والے کو مجبور (force) کیا جائیگا کہ وہ بتائے کہ اُس کی طرف کیا چیز ہے؟، یا ○ اُس کی طرف کیا حق (right) نکلتا ہے؟ **یاد رہے کہ** اس طرح کہنے والے کو ایسی چیز بتانی ہوگی کہ جس کی کوئی قیمت (price) بھی بنتی ہو۔ اس طرح نہیں کہہ سکتا کہ فلاں شخص کا میری طرف گیہوں (wheat) کا ایک دانہ نکلتا ہے، یا ○ مٹی کا ایک ڈھیلا (مٹی کا ایسا ٹکڑا کہ جس کی کوئی قیمت بنتی ہے، جسم کی صفائی کے کام آتا) ہے۔

○ "مُقِرّ" (یعنی اِقرار کرنے والے) نے نامعلوم چیز کا اقرار کیا (مثلاً یہ کہا کہ میرے اوپر فلاں کی ایک چیز ہے) پھر (لوگوں کے) پوچھنے پر اُس نے وہ چیز بھی بتادی مگر مُقِرلہ (جس کے لئے "اِقرار" کیا گیا) یہ کہتا ہے کہ جو چیز میری اُس کی طرف نکلتی ہے، وہ اُس سے زیادہ ہے جو اُس نے بتایا، تو قسم کے ساتھ "مُقِرّ" (یعنی اِقرار کرنے والے) کی بات مانی جائے گی۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت اور فتاوی رضویہ سے لیا گیا ہے)

{3} اگر مال کا اقرار ہے مثلاً کہا فلاں کا میرے ذمہ مال ہے تو اگرچہ کم و بیش سب کو مال کہتے ہیں مگر عرف میں

قلیل کو مال نہیں کہتے کم سے کم اس کا بیان ایک درہم سے کیا جائے۔ اور لفظ مال عظیم سے نصاب زکاۃ کو بیان کرنا ہو گا اس سے کم بیان کریگا تو معتبر نہیں۔ (بہار شریعت، ح۱۳، ص۱۰۷۸، مسئلہ ۱۶)

{4} یہ کہا کہ فلاں کے مجھ پر سو روپے ہیں یا میری جانب سو روپے ہیں یہ دین کا اقرار ہے۔

{5} یہ کہا میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر میں یا میرے صندوق میں اُسکی فلاں چیز ہے یہ امانت کا اقرار ہے۔

{6} یہ کہا کہ میرے مال میں یا میرے روپے میں اُس کے ہزار روپے ہیں یہ اقرار ہے پھر اگر یہ ہزار روپے ممتاز ہوں یعنی علیحدہ ہوں تو ودیعت کا اقرار ہے ورنہ شرکت کا۔ (بہار شریعت، ح۱۳، ص۱۰۷۸، مسئلہ ۲۱، ۱۹، ۱۸)

{7} ایک شخص نے کہا تمھارے ذمہ میرے ایک ہزار روپے ہیں اُس نے کہا اُن کو گن کر لے لو یا مجھے اتنے دنوں کی مہلت دو یا میں نے تم کو ادا کر دیے یا تم نے معاف کر دیے یا تم نے مجھ پر صدقہ کر دیے یا تم نے مجھے ہبہ کر دیے یا میں نے تمھیں زید پر اُن کا حوالہ کر دیا تھا یا کہا ابھی میعاد پوری نہیں ہوئی یا کل دونگا یا ابھی میسر نہیں یا کہا تم کس قدر تقاضے کرتے ہو (مطالبے کرتے ہو) یا واللہ میں تمھیں ادا نہیں کرونگا یا تم مجھ سے آج نہیں لے سکتے یا کہا ٹھہر جاؤ میرا روپیہ آجائے یا میرا نوکر آجائے یا مجھ سے کون لے سکتا ہے یا کسی کو کل بھیج دینا وہ قبضہ کر لے گا ان سب صورتوں میں ایک ہزار کا اقرار ہو گیا بشرطیکہ قرائن سے یہ نہ معلوم ہو تا ہو کہ یہ بات ہنسی مذاق کی ہے اگر مذاق سے یہ کہا اور گواہ بھی اسکی شہادت دیتے ہوں تو کچھ نہیں اور اگر فقط یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مذاق میں میں نے کہا تو اسکی تصدیق نہیں کی جائیگی۔ (بہار شریعت، ح۱۳، ص۱۰۷۸، مسئلہ ۲۵)

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{8} دَین مؤجل (ایسے کاروباری قرض) کا اقرار کیا (کہ جس کو پورا کرنے کی کوئی مُدّت (duration) بھی ہو مثلاً یہ کہا کہ مجھ پر فلاں شخص کے اتنے روپے، اس تاریخ، اس مہینے کو دینے ہیں) مُقِرلہ (جس کے لئے "اِقرار" کیا گیا) یہ کہتا ہے کہ جو وقت دیا گیا تھا، وہ تو ختم ہو گیا ہے تو قرض فوراً واپس دینا واجب ہو گا○ ہاں! اگر "مُقِرّ" (یعنی اِقرار کرنے والا) ثبوت (گواہ وغیرہ) دے دے تو اُس کی بات مانی جائے گی۔

{9} (۱) "استثنا" (exclude کرنے) کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مستثنیٰ (جس چیز کو حکم سے الگ کیا، اُس) کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی بچتا ہے، حقیقت میں صرف وہ ہی بات کہی گئی ہے۔ مثلاً یہ کہا کہ فلاں کے میرے اوپر دس (10) روپے ہیں مگر تین (کم ہیں) اسکا مطلب یہ ہوا کہ سات (7) روپے ہیں۔

(۲) "استثنا" میں شرط (precondition) یہ ہے کہ وہ پچھلی گفتگو سے ملا ہوا ہو یعنی بغیر ضرورت کے بیچ میں کوئی بات یا کوئی فاصلہ (gap) نہ ہو() اگر کسی ضرورت کی وجہ سے فاصلہ (gap) ہو گیا تو یہ نہیں کہیں گے کہ بات بدل گئی۔ مثلاً سانس ٹوٹ گیا، کھانسی آگئی، کسی نے منہ بند کر دیا پھر دوسرا جملہ بولا تب بھی دوسرے جملے کو پہلے جملے کے ساتھ ملایا جائے گا() بیچ میں اُسے آواز دی کہ جس کے بارے میں "اقرار" کیا گیا تھا تب بھی دوسرا جملہ، پہلے جملے کے ساتھ ہی مانا جائے گا، مثلاً خالد کے میرے اوپر ایک ہزار روپے ہیں (سنو! خالد بھائی) مگر دس (کم ہیں)، تو یہ استثنا (exclude کرنا) صحیح ہے۔

(۳) "استثنا" کے ساتھ "اقرار" کیا مگر بیچ میں کسی دوسرے کو آواز دی کہ جس کے بارے میں "اقرار" نہیں تھا تو یہ استثنا (exclude کرنا) صحیح نہیں، مثلاً اگر یہ کہا میرے اوپر خالد کے دس (10) روپے ہیں، (زاہد بھائی) تم گواہ رہنا مگر تین (کم ہیں)، یعنی اس صورت (case) میں پورے دس (10) روپے ہی دینے ہوں گے۔

{10} کیلی (ماپ (measure) کے ساتھ بیچی جانے والی چیز)، وزنی (وزن (weight) کے ساتھ بیچی جانے والی چیز) اور **"عَدَدِی غیر مُتَفَاوِت"** (جو چیزیں گنتی سے بکتی ہیں لیکن ان کے چھوٹے بڑے ہونے کی وجہ سے قیمتوں (prices) میں زیادہ فرق نہیں آتا) میں سے روپے (چاندی کے بنے ہوئے سکّوں۔ silver coins)، اشرفی (سونے کے بنے ہوئے سکّوں۔ gold coins) سے استثنا (exclude) کرنا صحیح ہے اور قیمت (price) کا استثنا (exclude) کرنا صحیح ہے۔

() کسی نے کہا: میرے اوپر زید کی ایک اشرفی (یعنی سونے کا سکّہ) ہے مگر ایک روپیہ (یعنی چاندی کا ایک سکّہ کم ہے) تو (اس طرح کہنا صحیح ہے یعنی سونے کے سکّے کی قیمت (price) میں سے چاندی کے ایک سکّے کی قیمت کم کرکے باقی رقم دینی ہوگی () اگر صورت (case) یہ ہو کہ دونوں چیزوں کی قیمت (price) برابر ہوں (مثلاً یہ

کہا کہ: میرے اوپر زید کی ایک اشرفی (یعنی سونے کا سکّہ) ہے مگر پچاس (50) روپے (یعنی چاندی کے پچاس سکّے (کم ہیں) اور دونوں چیزوں کی قیمت برابر بن رہی ہے) تب بھی استثنا (exclude کرنا) صحیح ہے اور اب سامنے والے (مثلاً زید) کو کچھ دینا لازم نہ ہو گا() **یاد رہے کہ** ان کے علاوہ (except) دوسری چیزوں کا روپے اور اشرفی سے استثنا (exclude) کیا، تو ایسا کرنا ہی صحیح نہیں۔

() یہ کہا کہ زید کے میرے اوپر ہزار (1000) روپے (چاندی کے سکّے) اور سو (100) اشرفیاں (سونے کے سکّے ہیں) مگر ایک سو (100) روپے اور دس (10) اشرفیاں (کم ہیں) تو نو سو (900) روپے (یعنی 900 چاندی کے سکّے) اور نوے (90) اشرفیاں (یعنی 900 چاندی کے سکّوں کے ساتھ 90 سونے کے سکّے) لازم ہیں۔

{11} ایک سو ایک (101) روپیہ کہا تو پورے ایک سو ایک روپے دینا ہی لازم ہونگے () ایک سو (اور) ایک (کپڑے کے) تھان (roll) کہا، یا () ایک سو (اور) دو (کپڑے کے) تھان (roll) کہا تو ایک سو (100) کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ ان ایک سو (100) سے کیا مراد ہے (یعنی یہ سو کیا ہیں؟ تھان یا کچھ اور)۔

{12} "اقرار" (ایک چیز کو ماننے، accept کرنے) کے ساتھ ہی اِنْ شَاءَاللّٰہ! (یعنی اللہ کریم نے چاہا تو) کہہ دیا، تو اس سے "اقرار" باطل (ختم) ہو جائے گا۔ (دین کے مسائل، part 4)

{13} اقرار (ایک چیز کو ماننے، accept کرنے) میں "خیارِ شرط"[15] ذکر کیا (یعنی یہ کہا یہ چیز اس نے خرید لی تھی مگر سودا باقی رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار (option) بھی تھا) تو بھی یہ "قرار" صحیح ہے لیکن "خیارِ شرط" باطل ہے (نہیں مانا جائے گا) اور وہ چیز بغیر "خیارِ شرط" کے لازم ہو جائے گا (یعنی وہ چیز اُس شخص کی ہو گی کہ جس کے لیے "اقرار" کیا گیا اور کسی کو اس سودے (تجارت / خرید و فروخت) کو ختم کرنے کا اختیار (option) نہیں ہو گا)۔

---

(15) زیادہ سے زیادہ تین (3) دن کے اندر سودا ختم کرنے کا اختیار (option) "**خیارِ شرط**" ہے۔ تفصیل (detail) کے لیے "**دین کی ضروری باتیں part 4**، **Topic number : 155**" دیکھیں۔

{14} یہ کہا کہ اس گھر کی عمارت(building) یا اس کا عملہ (گھر کو بنانے میں استعمال ہونے والا سامان) فلاں شخص کا ہے تو یہ بات صرف عمارت(building) کا "اقرار" ہے یعنی زمین(land) "اقرار" میں شامل نہیں ہے۔(بہار شریعت ح ۱۳، ص ۱۰۸۴، مسئلہ ۴۴، ملخصاً)

() پورے مکان کا "اقرار" کیا (مثلاً یہ گھر فلاں شخص کا ہے،) مگر ساتھ ہی اُس میں سے ایک کمرہ کا استثنا (exclude) کیا (یعنی اس جملے کے ساتھ یہ جملہ بھی کہا "مگر اس گھر کا یہ کمرہ میرا ہے") یہ استثنا (exclude کرنا) صحیح ہے۔

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{15} ٹوکری میں آم کہا تو ٹوکری اور آم دونوں کا اقرار ہے اصطبل (گھوڑے باندھنے کی جگہ) میں گھوڑا کہا تو صرف گھوڑا ہی دینا ہوگا اصطبل کا اقرار نہیں انگوٹھی کا اقرار ہے۔(بہار شریعت ح ۱۳، ص ۱۰۸۳، مسئلہ ۴۱)

{16} یہ اقرار کیا کہ میں نے اس کا ایک کپڑا غصب کیا یا اُس نے میرے پاس کپڑا امانت رکھا اور ایک عیب دار کپڑا لا کر کہتا ہے یہ وہی ہے مالک کہتا ہے یہ وہ نہیں ہے مگر اس کے پاس گواہ نہیں تو قسم کے ساتھ غاصب (غصب کرنے والا) یا امین کا ہی قول معتبر ہے۔(بہار شریعت ح ۱۳، ص ۱۱۰۵، مسئلہ ۱)

{17} اگر یہ اقرار کیا کہ اُس کے میرے ذمہ ہزار روپے غصب یا امانت کے ہیں پھر کہتا ہے وہ کھوٹے ہیں مقر کی تصدیق کی جائے گی اس جملہ کو وصل کے ساتھ کہے یا فصل کے ساتھ کیونکہ غصب کرنے والا کھرے کھوٹے کا امتیاز نہیں کرتا اور امانت رکھنے والے کے پاس جیسی چیز ہوتی ہے رکھتا ہے۔(بہار شریعت ح ۱۳، ص ۱۰۹۸، مسئلہ ۲۱)

{18} میں نے فلاں سے ایک غلام خریدا جس پر ابھی قبضہ نہیں کیا ہے اوس کا ثمن ایک ہزار میرے ذمہ ہے اگر معین غلام کو ذکر کیا ہے تو مقرلہ سے کہا جائے گا وہ غلام دے دو اور ہزار روپے لے لو ورنہ کچھ نہیں ملے گا۔

() اگر مقر نے معین نہیں کیا بلکہ یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک غلام تم سے خریدا تھا مقر پر ہزار روپے دینا لازم ہے اور اُس کا یہ کہنا کہ میں نے اُس پر قبضہ نہیں کیا ہے قابلِ تصدیق نہیں، چاہے اس جملہ کو کلام سابق سے (پہلے کلام سے) متصل بولا ہو یا بیچ میں فاصلہ ہو گیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔(بہار شریعت ح ۱۳، ص ۱۰۹۶، مسئلہ ۱۳)

www.farzuloom.net

{19}فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں وہ شراب یا خنزیر کی قیمت کے ہیں یا مردار یا خون کی بیع کے دام (قیمت) ہیں یا جوئے میں مجھ پر یہ لازم ہوئے ان سب صورتوں میں جبکہ مقر نے ایسی چیز ذکر کر دی جس کی وجہ سے مطالبہ ہو ہی نہیں سکتا مثلاً شراب و خنزیر کے ثمن کا مطالبہ کہ یہ باطل ہے لہٰذا اس چیز کے ذکر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مقر اپنے اقرار سے رجوع کرتا ہے۔ کہنے کو تو ہزار روپے کہہ دیا اور فوراً اوس کو دفع کرنے کی ترکیب یہ نکالی کہ ایسی چیز ذکر کر دی جس کی وجہ سے دینا ہی نہ پڑے اور اقرار کے بعد رجوع نہیں کر سکتا لہٰذا ان صورتوں میں ہزار روپے مقر پر لازم ہیں ہاں اگر مقر نے گواہوں سے ثابت کیا کہ جن روپوں کا اقرار کیا ہے وہ اُسی قسم کے ہیں جس کو مقر نے بیان کیا ہے یا خود مقر لہ نے مقر کی تصدیق کی تو مقر پر کچھ لازم نہیں۔

(بہار شریعت ح۱۳، ص۱۰۹۷، مسئلہ ۱۹)

{20}انگوٹھی کا اقرار ہے تو حلقہ اور نگ دونوں چیزیں دینی ہوں گی۔ تلوار کا اقرار ہے تو پھل (تلوار کا دھار والا حصہ) اور قبضہ (تلوار کا دستہ) اور میان (نیام یعنی تلوار کا غلاف) اور تسمہ (وہ چمڑا جس سے تلوار کو نیام کی پٹی سے باندھتے ہیں) سب کا اقرار ہے۔ مسہری (ایک قسم کا پلنگ جس کی پٹیاں چوڑی اور نقش و نگار والی ہوتی ہیں) کا اقرار ہے تو چاروں ڈنڈے اور چوکھٹا (پلنگ کے لیے لکڑی وغیرہ کا بنا ہوا چوکور گھیرا، حلقہ) اور پردہ بھی اس اقرار میں داخل ہیں۔ بیٹھن (وہ کپڑا جس میں سوداگر قیمتی کپڑے باندھتے ہیں) میں تھان یا رومال میں تھان کہا تو بیٹھن اور رومال کا بھی اقرار ہے ان کو دینا ہوگا۔ (بہار شریعت ح۱۳، ص۱۰۸۳، مسئلہ ۴۱)

{21}حمل کے لیے اقرار کیا کہ یہ چیز اُس بچہ کی ہے جو فلاں عورت کے پیٹ میں ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وجوب کا سبب ایسا بیان کرے جو حمل کے لیے ہو سکتا ہو اور اگر ایسا سبب بیان کیا جو ممکن نہ ہو تو اقرار صحیح نہیں پہلے کی مثال ارث (وراثت) و وصیت ہے یعنی یہ کہا کہ اُس عورت کے حمل کے میرے ذمہ سو روپے ہیں پوچھا گیا کہ کیوں کر جواب دیا کہ اُس کا باپ مر گیا میراث کی روسے اُس کا یہ حق ہے یا فلاں شخص نے اس کی وصیت کی ہے۔

{22}حمل کے لیے اقرار کیا اور سبب نہیں بیان کیا یا ایسا سبب بیان کیا جو ہو نہ سکے مثلاً کہتا ہے میں نے اُس

سے قرض لیایا اُس نے بیع کی ہے یا خریدا ہے یا کسی نے اسے ہبہ کیا ہے ان سب صورتوں میں اقرار لغو ہے۔
(بہار شریعت ح۱۳، ص۱۰۸۵، مسئلہ ۵۲،۵۱)

{23} حمل کا اقرار یا حمل کے لیے اقرار دونوں صحیح ہیں حمل کا اقرار یعنی لونڈی کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا اقرار دوسرے کے لیے کر دینا کہ وہ فلاں کا ہے صحیح ہے حمل سے مراد یہ ہے جس کا وجود وقت اقرار میں مظنون ہو ورنہ اقرار صحیح نہیں۔ مظنون ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ عورت منکوحہ ہو تو چھ ماہ سے کم میں اور معتدہ ہو تو دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوا اور اگر جانور کا حمل ہو تو اس کی مدت کم سے کم جو کچھ ہو سکتی ہے اوس کے اندر بچہ پیدا ہوا اور یہ بات ماہرین سے معلوم ہو سکتی ہے کہ جانوروں میں بچہ ہونے کی کیا کیا مدت ہے۔ بعض علمانے فرمایا کہ بکری میں اقل مدت حمل چار ماہ ہے اور دوسرے جانوروں میں چھ ماہ۔
(بہار شریعت ح۱۳، ص۱۰۸۵، مسئلہ ۵۰)

{24} صحت کا دَین (قرض) چاہے اس کا سبب معلوم ہو یا نہ ہو اور مرض الموت کا دَین جس کا سبب معروف و مشہور ہو مثلاً کوئی چیز خریدی ہے اُس کا ثمن، کسی کی چیز ہلاک کر دی ہے اُسکا تاوان، کسی عورت سے نکاح کیا ہے اُس کا مَہرِ مثل یہ دیون (دَین کی جمع قرضے) اون دیون پر مقدم ہیں جن کا زمانہ مرض میں اُس نے اقرار کیا ہے۔
(بہار شریعت ح۱۳، ص۱۱۱۱، مسئلہ ۲)

{25} مریض نے اجنبی کے حق میں اقرار کیا یہ اقرار جائز ہے اگرچہ اُس کے تمام اموال کو احاطہ کرلے (یعنی جتنے مال کا اقرار کیا وہ ترکہ کے مال سے زائد ہو جائے) اور وارث کے لیے مریض نے اقرار کیا تو جب تک دیگر ورثہ اس کی تصدیق نہ کریں جائز نہیں اور اجنبی کے لیے بھی جمیع مال (تمام مال) کا اقرار اُس وقت صحیح ہے جب صحت کا دَین اُس کے ذمہ نہ ہو یعنی علاوہ مقرلہ (جس کے لیے اقرار کیا) کے دوسرے لوگوں کا دَین حالت صحت میں جو معلوم تھا نہ ہو ورنہ پہلے یہ دَین ادا کیا جائے گا اس سے جب بچے گا تو اُس دَین کو ادا کیا جائے گا جس کا مرض میں اقرار کیا ہے۔ (بہار شریعت ح۱۳، ص۱۱۱۱، مسئلہ ۴،۲)

{26}ایک شخص مجہول النسب (یعنی جس کا باپ معلوم نہیں) کے لیے مریض نے کسی چیز کا اقرار کیا اس کے بعد اُس شخص کی نسبت یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور وہ اسکی تصدیق کرتا ہے نسب ثابت ہو جائے گا اور وہ اقرار جو پہلے کر چکا ہے باطل ہو جائے گا اور جب وہ بیٹا ہو گیا تو خود وارث ہے جیسے دوسرے وارث ہیں اور اگر وہ شخص معروف النسب ہے یا وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا تو نسب ثابت نہیں ہو گا اور پہلا اقرار بدستور سابق۔

(بہار شریعت ح ۱۳، ص ۱۱۲۱، مسئلہ ۴۴)

{27}اگر کسی عورت کے لیے اقرار کیا تھا اس کے بعد نکاح کیا وہ اقرار صحیح ہے۔

(بہار شریعت ح ۱۳، ص ۱۱۱۵، مسئلہ ۲۱)

{28}عورت کو بائن طلاق دے چکا ہے اُس کے لیے دَین کا اقرار کیا تو دَین و میراث میں جو کم ہو وہ عورت کو دیا جائے یہ حکم اُس وقت ہے کہ عورت عدّت میں ہو اور خود اسکی خواہش پر شوہر نے طلاق دی ہو اور اگر عدّت پوری ہو چکی تو وہ اقرار جائز ہے کہ یہ وارث ہی نہیں ہے اور اگر طلاق دینا عورت کے سوال پر نہ ہو تو عورت میراث کی مستحق ہے اور اقرار صحیح نہیں کہ اس صورت میں وارث ہے۔ (بہار شریعت ح ۱۳، ص ۱۱۲۱، مسئلہ ۴۴)

{29}ایک غلام کا زمانہ صحت میں مالک ہوا اور زمانہ مرض میں یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اوس کی عمر بھی اتنی ہے کہ اس کا بیٹا ہو سکتا ہے اور اُس کا نسب بھی معروف نہیں ہے وہ غلام اُس مقر کا بیٹا ہو جائے گا اور آزاد ہو جائے گا اور مقر کا وارث ہو گا۔ (بہار شریعت ح ۱۳، ص ۱۱۲۳، مسئلہ ۴)

{30}مرد اتنے لوگوں کا اقرار کر سکتا ہے۔ 1 اولاد 2 والدین 3 زوجہ۔ یعنی کہہ سکتا ہے کہ یہ عورت میری بی بی ہے بشرطیکہ وہ عورت شوہر والی نہ ہو نہ وہ اپنے شوہر کی عدّت میں ہو اور نہ اُس کی بہن مقر کی زوجہ ہو یا اسکی عدّت میں ہو اور اس کے سوا اُس کے نکاح میں چار عورتیں نہ ہوں۔ 4 مولےٰ یعنی مولائے عتاقہ یعنی اُس نے اسے آزاد کیا ہے یا اس نے اُسے آزاد کیا ہے بشرطیکہ اُس کی وَلا کا ثبوت غیر مقر سے نہ ہو چکا ہو۔ عورت بھی والدین اور زوج اور مولے کا اقرار کر سکتی ہے اور اولاد کا اقرار کرنے میں شرط یہ ہے کہ اگر شوہر والی ہو یا معتدہ (عدت گزار رہی ہو) تو ایک عورت ولادت و تعیین ولد کی شہادت دے یا زوج (شوہر) خود اُس کی تصدیق

کرے اور اگر نہ شوہر والی ہے نہ معتدہ تو اولاد کا اقرار کر سکتی ہے۔یا شوہر والی ہو مگر کہتی ہے اُس سے بچہ نہیں ہے دوسرے سے ہے بیٹے کا اقرار صحیح ہونے میں یہ شرط ہے کہ لڑکا اتنی عمر کا ہو کہ اتنی عمر والا مقر کا لڑکا ہو سکتا ہو اور وہ لڑکا ثابت النسب نہ ہو اور باپ کے اقرار میں بھی یہ شرط ہے کہ بلحاظ عمر مقر اُس کا لڑکا ہو سکتا ہو اور یہ مقر ثابت النسب نہ ہو۔ان تمام اقراروں میں دوسرے کی تصدیق شرط ہے مثلاً یہ کہتا ہے فلاں میرا باپ ہے اور اس نے انکار کر دیا تو اقرار سے نسب ثابت نہ ہوا۔اولاد کا اقرار کیا اور وہ چھوٹا بچہ ہے کہ اپنے کو بتا نہیں سکتا کہ میں کون ہوں اس میں تصدیق کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر غلام دوسرے کا غلام ہے تو اُسکے مولیٰ کی تصدیق ضروری ہے۔(بہار شریعت ح۱۳،ص۱۱۲۲،مسئلہ ۲)

{31} نسب کا اس طرح اقرار جس کا بوجھ دوسرے پر پڑے اُس دوسرے کے حق میں صحیح نہیں مثلاً کہا فلاں میرا بھائی ہے چچا ہے دادا ہے پوتا ہے کہ بھائی کہنے کے معنی یہ ہوئے وہ اس کے باپ کا بیٹا ہوا اس اقرار کا اثر باپ پر پڑا اسی طرح سب میں یہ اقرار دوسرے کے حق میں نامعتبر ہیں۔(بہار شریعت ح۱۳،ص۱۱۲۴،مسئلہ ٦)

{32} کوئی وارث ہو جو پورے ترکہ کو لے سکتا ہے تو وہ لے گا اور ایسا وارث نہ ہو تو کُل ترکہ مقر لہ لے گا اور اگر وارث ہے مگر پورے ترکہ کو نہیں لے سکتا تو اُس کے لینے کے بعد جو کچھ بچا وہ مقر لہ لے گا۔

(بہار شریعت ح۱۳،ص۱۱۲۵،مسئلہ ۳)

{33} اگر کسی نے ایک شخص کے بھائی ہونے کا اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اگرچہ یہ غیر ثابت النسب ہو اگرچہ یہ بھی تصدیق کرتا ہو مگر نسب ثابت نہیں یعنی اُس کے باپ کا بیٹا نہیں قرار پائے گا اسکا صرف اتنا اثر ہو گا کہ مقر کا (اقرار کرنے والے کا) اگر دوسرا وارث نہ ہو تو یہ وارث ہے۔(بہار شریعت ح۱۳،ص۱۱۲۲،مسئلہ ۱)

اجارہ:

(اس مواد میں سے black colour "دین کے مسائل" ،part 04 سے لیا گیا ہے،www.farzuloom.net اور دوسرے رنگ والا بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{1}(۱)کسی شے سے نفع(profit)حاصل کرنے (مثلاً استعمال کرنے) کے بدلے میں، اُس چیز کے مالک کو مال وغیرہ کا مالک(owner)کر دینا" اجارہ" ہے()مزدوری(wage)پر کام کرنا ہو، یا کرائے پر چیز دینا، یا نوکری کرنا، یہ سب "اجارے" ہی کے اقسام(types)ہیں۔

(۲)مالک / سیٹھ کو "آجِر"، "مُوجِر" یا "مُوَاجِر"(employer)کہتے ہیں۔

(۳)کرائے داریا مُلازم(servant)کو "مُسْتَاجِر"(hirer)کہتے ہیں۔

(۴)اُجرت پر کام کرنے والے کو "اَجِیر"(مُلازم/servant)کہتے ہیں۔

{2}"اجارے" کی کچھ شرطیں(preconditions)ہیں:

(۱)عاقل ہونا یعنی پاگل اور ناسمجھ بچّے(in sensible child)نے "اجارہ" کیا تو "اجارہ" نہیں ہوگا()بالغ ہونا، شرط (precondition) نہیں ہے یعنی نابالغ عاقل، "ولی"[16](guardian)مثلاً والد صاحب) کی اجازت سے "اجارہ" کر سکتا ہے۔

(۲)مِلک(ownership)اور وِلایت (اختیار والا) ہو یعنی اجارہ کرنے والا، جس چیز کا اجارہ کر رہا ہو، وہ اُس چیز کا مالک(owner)ہو، یا اسے مالک کی طرف سے اختیار(option)حاصل ہو کہ وہ اجارہ کر سکے()فضولی (بغیر اجازت اپنی طرف سے اجارہ کرنے والے) نے اپنی طرف سے "اجارہ" کر لیا تو مالک کی اجازت سے نافذ(ok) ہوگا۔

(۳)مُسْتَاجِر (اُجرت(wages)پر کوئی چیز لینے والے۔hirer)کو وہ چیز دے دینا کہ جس پر اجارہ ہوا ہو۔

(۴)اُجرت(wages)کا معلوم ہونا۔

(۵)مَنفَعت (اجارے پر لی ہوئی چیز) کا (استعمال) معلوم ہونا ضروری ہے کہ دونوں (یعنی کرائے پر چیز لینے

---

(16)تفصیل(detail)کے لیے **Topic number : 156** دیکھیں۔

www.farzuloom.net

والے اور مالک) کو اس طرح واضح(clear) ہو کہ آپس میں کوئی جھگڑا(dispute) نہ ہو() اگر یہ کہہ دیا کہ ان دو(2) گھروں میں سے ایک کو کرائے پر دیا تو یہ "اجارہ" صحیح نہیں۔

(۶) جہاں اجارہ کا تَعلُّق(relation) وقت(یا دنوں) سے ہو، وہاں مُدّت(duration) بیان کرنا ضروری ہے، مثلاً گھر کرائے پر لیا تو یہ بتانا ہو گا کہ کتنے دنوں کے لیے لیا۔

(۷) جانور کرائے پر لیا اس میں بھی وقت یا جگہ کو بیان کرنا ہو گا، مثلاً ایک گھنٹہ(1 hour) سواری(riding) کرے گا، یا() فلاں جگہ تک جائے گا اور کام بھی بتانا ہو گا کہ اس سے کون سا کام لیا جائے گا، مثلاً بوجھ لادے(یعنی سامان اُٹھائے) گا، یا() سواری(riding) کرے گا۔

(۸) وہ کام ایسا ہو کہ اُسے حقیقتاً یا شرعاً پورا کرنے کی طاقت(اجازت) ہو لہٰذا گناہ کے کام پر اجارہ کرنا صحیح نہیں۔

(۹) وہ کام جس کے لیے اجارہ کیا جا رہا ہو، وہ کام پہلے ہی سے اُس شخص پر فرض یا واجب نہ ہو۔

(۱۰) مَنفَعت مقصود ہو(یعنی جس کام کے لیے اجارہ کیا ہو، اس اجارے سے کسی بھی طرح کا فائدہ ملے)۔

(۱۱) اُسی جِنس کی منفعت اُجرت نہ ہو(مثلاً گھر کرائے پر لیا تو اُس کے بدلے میں دوسرا گھر کرائے پر دے دیا، ایسا نہ ہو)۔

(۱۲) اجارہ میں ایسی شرط(precondition) نہ ہو کہ جو عقد(معاہدے۔contract) کے تقاضے(requirement) کے خلاف(against) ہو[17]۔

{3} جو چیز بیع کا ثمن ہو سکتی ہے وہ اُجرت بھی ہو سکتی ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ جو اُجرت ہو سکے وہ ثمن بھی ہو جائے مثلاً ایک منفعت دوسری منفعت کی اُجرت ہو سکتی ہے جبکہ دونوں دو جنس کی ہوں اور منفعت ثمن نہیں ہو سکتی۔ (بہار شریعت ح۱۴، ص۱۰۸، مسئلہ ۳)

---

(17) تقاضے کے خلاف وہ شرط ہوتی ہے کہ جس میں اجارہ کرنے والے، یا() جس سے اجارہ کیا جا رہا ہے اُس کا، یا() جس چیز کا اجارہ کیا جا رہا ہے، اس کا فائدہ ہو۔

{4} کرائے کے گھر میں لوہار(blacksmith)، دھوبی(washerman) اور چکّی والے(miller) کو نہیں رکھ سکتا یعنی یہ لوگ اُسی گھر میں اپنا کاروبار وغیرہ نہیں کرسکتے جیسے دھوبی اُسی گھر میں کپڑا دھونے کا کام، مالک مکان کی اجازت کے بغیر نہیں کرسکتا() کرائے دار خود بھی یہ کام مالک مکان کی اجازت کے بغیر نہیں کرسکتا() اگر کرائے پر لیتے ہوئے یہ سب بتادیا تھا کہ اس جگہ یہ یہ کام ہونگے تو یہ سب کام کرنا جائز ہے() اگر دھوبی مکان میں کپڑا نہیں دھوتا بلکہ تالاب(pond) سے کپڑا دھو کر لاتا ہے اور مکان میں کلپ لگاتا ہے(یعنی کارن فلور(corn flour) وغیرہ سے سوتی(cotton) کپڑے کی خوبصورتی، کڑک بڑھاتا ہے)، استری(ironing) کرتا ہے تو حرج نہیں(یعنی کرسکتا ہے) کیونکہ اس سے عمارت(building) کو نقصان نہیں ہوتا۔

{5} مُسْتَاجِر(hirer) نے مالک کو بتایا تھا کہ وہ کیا کام کرے گا مگر اُس نے اسی طرح کا کوئی دوسرا کام کیا، یا اُس سے کم درجے کا(یعنی ہلکا) کام کیا تو اس کی اجازت ہے مثلاً لوہاری کے کام(یعنی لوہے کے اوزار(iron tools) وغیرہ بنانے کا کام) کے لیے دکان لی تھی پھر اس میں کپڑے دھونے کا کام شروع کردیا تو اگر دونوں طرح کے کاموں سے عمارت(building) کا ایک ہی طرح کا استعمال ہوتا ہے یا کپڑا دھونے میں کم نقصان ہے تو ایسا کرسکتے ہیں() ایسا کام کیا جس کی اجازت نہ تھی تب بھی کرایہ دینا ہوگا() اگر مکان گرپڑا تو کرایہ نہیں دینا ہوگا بلکہ مکان کا تاوان(یعنی اس مکان کی اصل قیمت۔actual price) دینی ہوگی۔

{6} زراعت کے لیے کھیت لیا تو آمدورفت کا راستہ(یعنی آنے جانے کا راستہ) اور پانی جہاں سے آتا ہے اور جس راستے سے آتا ہے یہ سب چیزیں مستاجر کو بغیر شرط بھی ملیں گی کیونکہ یہ نہ ہوں تو زراعت ہی ناممکن ہے۔

(بہار شریعت ح۱۴، ص ۱۲۴، مسئلہ ۹)

{7} زمین کو اجارہ پر دیا اور یہ نہیں بتایا کہ اس میں کس چیز کی زراعت(cultivation) کریگا، تو یہ بھی "اجارۂ فاسدہ" ہے کیونکہ زمین میں مختلف چیزوں کی زراعت ہوتی(اور اس سے زمین پر مختلف طرح کا اثر ہوتا ہے) لہٰذا پہلے سے طے کرنا ضروری ہے۔

()**ہاں!** اگر اس طرح کے الفاظ کہے کہ جس سے ہر چیز کاشت کرنے کی اجازت ہوتی ہو تو جائز (اور "اجارہ صحیح") ہے۔ مثلاً "تمہاری مرضی ہے کہ جو چاہو کرو"۔

{8} زمین مکان بنانے کے لیے یا درخت لگانے کے لیے اُجرت پر لی اور مدت پوری ہو گئی اپنی عمارت کا ملبہ اُٹھالے اور درخت کاٹ کر خالی زمین مالک کو سپرد کر دے کیونکہ ان دونوں چیزوں کی کوئی انتہا نہیں کہ مدت میں کچھ اضافہ کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُس عمارت کو توڑنے کے بعد ملبہ کی جو قیمت ہو یا درخت کاٹنے کے بعد اس کی جو کچھ قیمت ہو مالک زمین اس شخص کو دیدے اور یہ اپنا مکان اور درخت مالکِ زمین کے لیے چھوڑ دے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عمارت اور درخت جس کے ہیں اُسی کی ملک پر باقی رہیں یعنی مالکِ زمین اُس کو اجازت دیدے کہ تم اپنی عمارت و درخت رکھو زمین کا میں مالک اور اِن چیزوں کے تم مالک اس کی دو صورتیں ہیں اگر ان چیزوں کے چھوڑنے کی کوئی اُجرت ہے تو اجارہ ہے ورنہ اعارہ (عاریت) ہے مکان والا اور مالک زمین تیسرے کو اجارہ پر دے سکتے ہیں اور اس تیسرے سے جو کچھ کرایہ ملے گا وہ زمین و مکان پر تقسیم ہو گا یعنی زمین بغیر مکان کی قیمت کیا ہے اور صرف مکان کی بغیر زمین کیا قیمت ہے اِن دونوں میں جو نسبت ہو، اُسی نسبت سے دونوں اُجرت کو تقسیم کر لیں۔ (بہار شریعت ح۱۴، ص۱۲۶، مسئلہ ۱۶)

{9} سواری کے لیے جانور کرایہ پر لیا اور مالک نے کہہ دیا کہ جس کو چاہو سوار کرو تو مستاجر کو اختیار ہے کہ خود سوار ہو یا دوسرے کو سوار کرائے جو سوار ہوا وہی متعین ہو گیا اب دوسرا نہیں سوار ہو سکتا اور اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ سواری کے لیے جانور کرایہ پر لیا نہ سوار ہونے والے کی تعیین ہے نہ تعمیم تو اجارہ فاسد ہے یعنی سواری اور کپڑے میں یہ ضرور ہے کہ سوار اور پہننے والے کو معین کر دیا جائے یا تعمیم کر دی جائے کہ جس کو چاہو سوار کرو جس کو چاہو کپڑا پہنادو اور یہ نہ ہو تو اجارہ فاسد مگر اگر کوئی سوار ہو گیا یعنی خود وہ سوار ہوا یا دوسرے کو سوار کر دیا یا خود کپڑے کو پہنا یا دوسرے کو پہنا دیا تو اب وہ اجارہ صحیح ہو گیا۔

{10} سواری میں معین کر دیا تھا کہ فلاں شخص سوار ہو گا اور کپڑے میں معین کر دیا تھا کہ فلاں پہنے گا مگر ان کے سوا کوئی دوسرا شخص سوار ہوا یا دوسرے نے کپڑا پہنا اگر جانور ہلاک ہو گیا یا کپڑا پھٹ گیا تو مستاجر کو تاوان

دیناہو گا اور اس صورت میں اُجرت کچھ نہیں ہے اور اگر جانور اور کپڑ اضائع وہلاک نہ ہوں تو نہ اُجرت ملے گی نہ تاوان۔ اور اگر دکان کو کرایہ پر دیا تھا کرایہ دار نے اُس میں لوہار کو بٹھادیا اگر دکان گر جائے تاوان دیناہو گا اور دکان سالم رہی تو کرایہ واجب ہو گا۔ (بہار شریعت ح ۱۴، ص ۱۲۸، مسئلہ ۲۳، ۲۲)

{11}(۱) کپڑا پہننے کے لیے کرائے پر لیا تو دوسرے کو نہیں پہنا سکتا۔ اسی طرح ہر وہ چیز کہ استعمال کرنے والے کے بدلنے سے چیز میں تبدیلی ہوتی ہو، وہ دوسروں کو استعمال کے لیے نہیں دے سکتے (مثلاً پتلے شخص نے کپڑے پہننے کے لیے کرائے پر لیے اور موٹے کو پہنا دیے تو کپڑے خراب بھی ہو سکتے ہیں)۔

(۲) ہر وہ چیز کہ استعمال کرنے والے کے بدلنے سے اُس چیز میں تبدیلی نہ ہوتی ہو تو اُسے کرائے پر دیتے ہوئے اس طرح کہنا بیکار کی (بے فائدہ) بات ہے کہ: "یہ چیز تم ہی استعمال کروگے یا فلاں شخص ہی استعمال کرے گا"، یعنی ایسی چیزیں کوئی بھی استعمال کر سکتا ہے، مثلاً مکان میں یہ شرط (precondition) لگانا کہ اس میں تم خود رہنا دوسرے کو نہ رہنے دینا، یا () تم اکیلے رہنا یہ شرطیں (preconditions) باطل ہیں (ان باتوں پر عمل کرنا بالکل بھی ضروری نہیں)۔

{12}(۱) اگر ایک بوری گیہوں (wheat) لے جانے کے لیے جانور کو کرائے پر لیا پھر ایک بوری سے کم گیہوں جانور پر رکھے، یا () ایک بوری جَو (barley) لے گیا تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ ان چیزوں کا وزن ایک بوری گیہوں سے کم ہے اور انہیں لے کر جانا اُس سے زیادہ آسان ہے۔

(۲) ایک بوری گیہوں کی بات کر کے ایک بوری نمک جانور پر رکھ دی تو ایسا کرنا، جائز نہیں ہے کیونکہ نمک کا وزن، گیہوں سے زیادہ ہوتا ہے () اس طرح کے مسائل میں اصول یہ ہے کہ جس اجارے کی وجہ سے، کوئی شخص جتنا فائدہ اُٹھانے کا حق دار (deserving) ہوتا ہے تو وہ اس طرح کا، یا اُس سے کم درجے کا دوسرا کام کر سکتا ہے۔

{13} جانور سواری کے لیے کرایہ پر لیا اُس پر خود سوار ہوا اور ایک دوسرے شخص کو اپنے پیچھے بٹھالیا اگر دوسرا ایسا ہے کہ اپنے آپ سواری پر رُک سکتا ہے اور جانور ہلاک ہو گیا تو نصف قیمت تاوان دے۔

(بہار شریعت ح۱۴، ص۱۳۰، مسئلہ ۳۱)

{14} جانور سامان لے جانے کے لیے کرائے پر لیا اور جتنا سامان لے کر جانے کی بات ہوئی تھی، اُس سے زیادہ سامان جانور پر لے گیا تو جتنا زیادہ سامان لے گیا، اُس کا تاوان (یعنی اضافی کرایہ) دینا ہوگا۔ جیسے دو سو کلو (200 kg) گیہوں لے جانے کی بات ہوئی تھی لیکن تین سو کلو (300 kg) لے گیا تو اب ایک تہائی (1/3) قیمت (کرائے کا) تاوان دے (مثلاً دو سو کلو کا کرایہ دو ہزار (2000) طے کیا تھا، تو تین سو کلو کا تین ہزار (3000) کرایہ بنا۔ اس صورت (case) میں ٹوٹل تین ہزار (3000) کرایہ دینا ہوگا)۔

{15} سواری کے جانور کو مارنے اور زور زور سے لگام کھینچنے کی اجازت نہیں ہے ایسا کریگا تو ضمان دینا پڑے گا خصوصاً جانور کے چہرہ پر مارنے سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے کہ چہرہ پر مارنے کی ممانعت ہے۔ (در مختار، ردالمحتار) جب جانور کا یہ حکم ہے کہ اُس کے چہرہ پر نہ مارا جائے تو انسان کے چہرہ پر مارنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

(بہار شریعت ح۱۴، ص۱۳۲، مسئلہ ۳۸)

اَجیر:

{16} اَجیر (مُلازم، نوکر۔servant) دو قسم کے ہیں: (۱) اَجیرِ مشترک اور (۲) اَجیرِ خاص۔

(۱) **"اَجیرِ مشترک"** وہ ہے جس کے لیے کسی وقت خاص میں ایک ہی شخص کا کام کرنا ضروری نہ ہو، ایک ہی وقت میں مختلف لوگوں کا کام کر سکتا ہے، جیسے دھوبی، درزی، وغیرہ۔

(۲) **"اَجیرِ خاص"** ایک ہی شخص کا پابند (bind) ہوتا ہے (مثلاً کسی کمپنی، یا) دکان کا مُلازم کہ جو صبح 10 تا شام 6 بجے کی ڈیوٹی کرتا ہے)۔

{17} کام میں جب وقت طے نہ ہو چاہے کام کرنے والا، ایک ہی شخص کا کام کرے تو یہ بھی **"اَجیرِ مشترک"** ہی ہے، مثلاً درزی کو اپنے گھر میں کپڑے سینے (stiching) کے لیے رکھا اور اُسے پابندی (bind) نہیں کیا کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک (مثلاً صبح 10 تا شام 6 بجے تک) یہ کام کرنا ہوگا اور روزانہ (daily) یا ماہوار (monthly) یہ اُجرت دی جائے گی بلکہ یہ طے ہوا کہ جتنا کام کریگا (مثلاً جتنے کپڑے سیے (stich کرے)

گا) اُسی حساب سے (مثلاً ہر سوٹ کے ہزار (1000) روپے) اُجرت (تنخواہ) دی جائے گی، تو یہ **"اَجیرِ مشترک"** ہے۔

() اگر وقت کی پابندی (binding) تو ہے (مثلاً صبح 6 تا دوپہر 2 بجے تک) لیکن اسی وقت میں دوسرے کا کام کرنے کی بھی اجازت ہے مثلاً چرواہے کو بکریاں چرانے کو (یعنی انہیں گھانس وغیرہ کھلانے کے لیے) پانچ ہزار (5000) روپے ماہوار (monthly) پر رکھا مگر یہ نہیں کہا کہ دوسرے کی بکریاں نہ چرانا، تو یہ بھی **"اَجیرِ مشترک"** ہے اور اگر یہ طے ہو جائے کہ دوسرے کی بکریاں نہیں چرائے گا تو **"اَجیرِ خاص"** ہے۔

نوٹ: "**اَجیرِ مشترک**" اور "**اَجیرِ خاص**" کے کئی شرعی مسئلے (کئی جگہ شرعی حکم) الگ ہیں، اُن کی کچھ تفصیل (detail) آگے آرہی ہے۔

{18} "**اَجیرِ مشترک**" میں اجارہ (مشاہرہ)، کام کرنے پر ہوتا ہے لہٰذا اس طرح کا کام لینے والا (مثلاً درزی) مختلف (different) کام کرنے والوں سے وہ کام کرواسکتا ہے (جیسے درزی اپنے پاس کام کرنے والوں سے بھی کپڑے سلواسکتا ہے) جبکہ **"اَجیرِ خاص"** سے جو وقت اور جو مُدَّت (duration) طے ہوئی ہے (مثلاً ایک مہینے کے لیے صبح 10 تا شام 6 بجے تک) اُس میں وہ کام اُسی کو کرنا ہوگا، کسی دوسرے سے وہ یہ کام نہیں کرواسکتا۔

{19} "**اَجیرِ مشترک**" اُجرت (salary) کا اُسی وقت (حق دار) (deserving) ہوگا کہ جب وہ کام کر چکا ہو مثلاً درزی نے کپڑے کے سینے (stiching) میں سارا دن لگا دیا مگر کپڑا سی نہ پایا تو اُجرت (wages) نہیں ملے گی، یا () اس صورت (case) میں چاہے اُسے اپنے مکان پر سینے (stiching) کے لیے بلایا، وہ دن بھر اُسی مکان میں رہا مگر اُس نے کپڑا نہیں سیا (stich نہ کیا) تو اب بھی وہ اُجرت کا (حق دار) (deserving) نہیں ہے۔

اَجیر کا ضمان / تاوان (کوئی چیز خراب ہونے پر اس کی اصل قیمت (actual price) یا ویسی ہی چیز) دینا:

{20} "**اجیر مشترک**" (جو ایک وقت میں کئی لوگوں کے کام کر سکتا ہے، مثلاً درزی) سے اگر سامان (مثلاً کپڑے) ضائع (waste) ہو جائے تو اس کی تین صورتیں (cases) ہیں:

(۱) اگر "اَجیر" (جسے کام کے لیے سامان دیا گیا) نیک پرہیز گار، عادل ہو تو اُس پر کچھ بھی تاوان نہیں ہوگا۔

(۲) اگر "اجیر" فاسق (سب کے سامنے گناہ کرنے والا) ہو تو سامان (مثلاً کپڑے) کی مکمل قیمت (cost) مالک (یعنی کپڑا دینے والے) کو اپنی جیب سے دے گا۔

(۳) اگر "اَجِیر" (مُلازم، نوکر۔servant) مستور الحال (یعنی نہ تو "فاسق مُعلِن" ہو اور نہ ہی "عادل" مثلاً داڑھی والا عام نمازی) ہو تو آدھی قیمت کا تاوان دے گا۔ (فتاوی رضویہ ج۱۹، ص ۵۷۳، ماخوذاً)

نوٹ: "فاسق مُعلِن" اُس شخص کو کہتے ہیں کہ جو لوگوں کے سامنے بھی گناہ کرتا ہے (مثلاً داڑھی منڈانے (shave کرنے) والا)۔ **"عادل"** ایسا آدمی ہو جو گناہ کبیرہ سے بچتا ہو اور گناہِ صغیرہ پر اصرار (یعنی بے خوفی کے ساتھ) نہ کرتا ہو اور ایسا کام بھی نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً طاقت ہونے (اور شرعاً منع نہ ہونے) کے بعد بھی مہمان نوازی (hospitality) نہ کرنا، ان سب باتوں سے بچنے والا آدمی ہو۔
(بہارِ شریعت ح۱۶، ص۳۹۵، ملخصًا)

{21} کشتی میں آدمی سوار تھے اور ملاح کشتی کو کھینچ کر لیجارہا تھا کشتی ڈوب گئی اور آدمی ہلاک ہو گئے یا جانور پر آدمی سوار ہے اور جانور کا مالک اُسے ہانک کر یا کھینچ کر لے جارہا تھا آدمی گر کر ہلاک ہو گیا ان صورتوں میں ضمان واجب نہیں۔ (بہارِ شریعت ح۱۴، ص۱۵۷، مسئلہ ۱۰)

{22} **"اَجِیرِ خاص"** (یعنی جس اجیر سے وقت کا اجارہ ہوا) کے پاس جو چیز (کام کرنے کے لیے دی گئی) ہے وہ "امانت" ہے اگر ضائع (waste) ہو جائے تو اس کی دو (2) صورتیں ہیں:

(۱) اگر کام کرتے ہوئے اس سے کوئی چیز خراب ہو جائے تو "تاوان" (ویسی ہی چیز دینی ہو گی جبکہ بازار میں ملتی ہو یا اس کی اصل قیمت) واجب نہیں، مثلاً اَجِیرِ خاص نے کپڑا دھویا اور اُس کے پٹکنے (بار بار پتھر یا تختے وغیرہ پر مارنے سے) یا نچوڑنے سے پھٹ گیا تو اُس پر "تاوان" نہیں۔

(۲) اگر **"اَجِیرِ خاص"** نے جان بوجھ کر (deliberately) اُس چیز کو خراب کیا تو اب "تاوان" واجب ہو گا۔
(بہارِ شریعت ح۱۴، ص۱۶۰، مسئلہ ۳۰، ملخصاً)

مزید مسائل:

{24} "عقدِ فاسد" وہ ہے جو اپنی اصل (بنیاد) کے لحاظ سے شریعت کے مطابق ہے مگر اُس میں کوئی "وصف" ایسا ہے (یعنی کوئی خامی / کمی، ایسی ہے کہ) جس کی وجہ سے وہ "عقد" (مُعاہدہ) ناجائز ہو جاتا ہے() "اجارہِ فاسدہ" وہ "اجارہ" ہے کہ جس میں کوئی ایسی شرط (precondition) لگائی جائے کہ جو اجارے کے شرعی اصولوں کے خلاف (against) ہو (ان غلط شرطوں کی تفصیل (detail) آگے آ رہی ہے)۔

{25} "اجارہِ فاسدہ" کا حکم یہ ہے کہ اس پر اُجرتِ مثل (یعنی عام طور پر اس طرح کے کام کی جو اُجرت (wages) ہوتی ہے، وہ) لازم ہو گی اور اس کی کچھ صورتیں (cases) ہیں:
(۱) اگر اُجرت طے (fixed) ہی نہیں ہوئی تھی، یا (۲) جو طے ہوئی تھی وہ معلوم نہیں، ان دونوں صورتوں (cases) میں اُجرتِ مثل (یعنی عام طور پر اس طرح کے کام کی جو اُجرت (wages) ہوتی ہے، وہ) دینی ہو گی (۳) اگر اُجرت طے ہوئی اور وہ معلوم بھی ہے (کہ اُجرت کتنی ہے) تو یہ دیکھا جائے گا کہ ("اجارہِ فاسدہ" میں) جو "طے شدہ اُجرت" (decided wages) تھی وہ کم ہے یا "اُجرتِ مثل" کم (یا برابر) ہے (a) اگر "اُجرتِ مثل"، "طے شدہ اُجرت" سے زیادہ نہ ہو تو ("اجارہِ فاسدہ" میں) وہ ("طے شدہ اُجرت" سے کم یا برابر "اُجرتِ مثل") دیں گے (b) اور اگر "اُجرتِ مثل"، "طے شدہ اُجرت" سے زیادہ ہو تو "طے شدہ اُجرت" ہی دی جائے گی۔

{26} ("اجارہ صحیحہ" (جو "اجارہِ فاسدہ" نہ ہو) میں جب کسی چیز کے استعمال پر اجارہ ہوتا ہے اور وہ چیز مُستَاجِر (اُجرت پر کوئی چیز لینے والے، hirer) کے پاس آئے تو وہ اس چیز کو استعمال کر سکتا ہے لیکن) "اجارہِ فاسدہ" میں (اجارہ پر لی جانے والی چیز) صرف قبضہ کرنے (مثلاً ہاتھ میں لینے) سے بھی اسے استعمال کرنے کا حق (right) نہیں ہوتا() اگر اُس (اجارہِ فاسدہ کرنے والے) نے وہ چیز لے لی اور استعمال بھی کر لی مثلاً مُستَاجِر (مالک سے اجارے پر لینے والے) نے وہ چیز کسی تیسرے (3^{rd} person) کو آگے اجارے پر دے دی تو اب مُستَاجِرِ اوّل (جس نے پہلے اُجرت پر لی تھی)، چیز کے مالک کو اُجرتِ مثل دے گا (یعنی اتنا

www.farzuloom.net

کرایہ دے گا کہ جو اس چیز کا بنتا ہے) یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ چیز تو غصب (مثلاً چھینی ہوئی) تھی تو استعمال کر لینے سے کوئی اُجرت نہیں ہوگی (بلکہ اس صورت (case) میں "اُجرتِ مثل" دی جائے گی)۔

{27}(ا) جو شرطیں (preconditions) عقد (معاہدے۔ contract) کے تقاضے (requirement) کے خلاف (against) ہوں، اُن کے ساتھ "اجارہ" کرنے سے "اجارۂ فاسدہ" ہو جاتا ہے۔ **یاد رہے کہ** جو شرطیں (preconditions) بیع کو "فاسد" (یعنی خراب) کرتی ہیں، وہ "اجارے" کو بھی "فاسد" (یعنی خراب) کرتی ہیں۔

{28} جَمال (شتربان) سے مکہ معظمہ یا کہیں جانے کے لیے اونٹ کرایہ کیا کہ اُس پر محمل (۔ایک قسم کی ڈولی جو اونٹ پر باندھتے ہیں) رکھا جائے گا اور دو شخص بیٹھیں گے یہ اجارہ جائز ہے ایسا محمل اونٹ پر رکھا جائے گا جو وہاں کا عرف (رواج) ہے اور اگر اجارہ کرتے وقت ہی اُسے محمل دکھا دیا جائے تو بہتر ہے۔ یہ بات جمال کے ذمہ ہے کہ محمل کو اونٹ پر لادے اور اوتارے۔ (بہارِ شریعت ج ۱۴، ص ۱۷۸، مسئلہ ۱۰)

{29} جانوروں پر سفر کرنے والے قافلے نے، کھانے پینے کا سامان لے جانے کے لیے ایک اونٹ کرائے پر لیا اور سفر میں وہ سامان استعمال کرتے رہے تو جتنا سامان استعمال ہوا، تو (کسی جگہ سے خرید کر) اُتنا ہی مزید سامان یا اُسی قسم کا سامان، اُس اونٹ پر لاد (رکھ) سکتے ہیں۔

{30} اجارہ کرتے ہی اُجرت کا مطالبہ (demand) نہیں کر سکتے، اُجرت کا مالک ہونے کی چند صورتیں ہیں: (1) اجارے کی بات کرتے ہی اُجرت (wages) دیدی تو اُجرت لینے والا، اس اجرت کا مالک ہو گیا یعنی اب اُجرت دینے والا واپس نہیں لے سکتا، (2) یا طے کر لیا تھا کہ اُجرت پہلے ہی دی جائے گی تو اب اُجرت کا مطالبہ (demand) کام کرنے سے پہلے ہی کر سکتے ہیں، (3) یا منفعت کو حاصل کر لیا یعنی جس چیز پر اجارہ تھا، وہ چیز حاصل ہو گئی مثلاً دکان ایک مہینے کرائے پر لی تھی اور ایک مہینے استعمال کر لی، یا کپڑا درزی کو سینے کے لیے دیا تھا اور اُس نے سی دیا، (4) وہ چیز مُستَاجِر (اُجرت پر کوئی چیز لینے والا، hirer) کو اس طرح دے دی کہ اگر وہ اُس سے فائدہ اُٹھانا چاہے تو اُٹھا سکے (چاہے وہ فائدہ نہ بھی اُٹھائے) مثلاً مکان پر قبضہ دے دیا یا اَجِیر

(مُلازم،نوکر۔servant) نے اپنے آپ کو پیش کر دیا کہ "میں حاضر ہوں" یعنی کام کے لیے (طے شدہ (decided) جگہ پر)تیار ہوں تو اب چاہے کام نہ بھی لیا جائے تب بھی اُجرت(wages) کا حق دار(deserving)ہے۔

{31}اِجارہ اگر مطلق ہے اُس میں یہ نہیں بیان کیا گیاہے کہ اُجرت کب دی جائے گی تو مکان اور زمین کا کرایہ روزانہ وصول کر سکتاہے اور سواری کا ہر منزل پر مثلاًیہ ٹھہرا ہے کہ ہم کو یہاں سے فلاں جگہ جاناہے اُس کا یہ کرایہ ہے مگر یہ نہیں طے ہوا ہے کہ کرایہ پہنچ کر دیا جائے گا یا کب تو ہر منزل پر حساب سے جو کرایہ ہوتا ہے وصول کر سکتاہے مگر سواری والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں آگے نہیں جاؤں گا جہاں تک ٹھہرا ہے وہاں تک پہنچانا اُس پر لازم ہے اور اگر بیان کر دیا گیاہے کہ اتنے دنوں میں کرایہ لیا جائے گا مثلاً عموماً مکان کے کرایہ میں یہ ہوتا ہے کہ طے ہو جاتا ہے کہ ماہ بماہ کرایہ دینا ہو گا تو ہر روز یا ہر ہفتہ میں مطالبہ نہیں کر سکتا۔

{32}درزی، دھوبی، سُنار(jeweler)وغیرہ، کاریگروں(carftsmen)نے جب کام کر لیا اور مالک (owner)کو چیز دے دی تو اب اُجرت(wages)لینے کے حق دار(deserving)ہو گئے۔

{33}نانبائی(روٹی پکانے والا)اس وقت اُجرت لینے کا حقدار ہو گا جب روٹی تنور سے نکال لے کہ اب اُس کا کام ختم ہوا۔(بہارِ شریعت ح۱۴، ص۱۱۵، مسئلہ ۳۰)

{34}اینٹ تھاپنے والا اُجرت کا اُس وقت مستحق ہے جب اینٹ اُس نے کھڑی کر دی اس کے بعد اگر اینٹوں کا نقصان ہوا تو مالک کا ہوا اس کا نہیں اور اگر اس سے پہلے نقصان ہوا تو اسی کا ہوا کہ ابھی تک یہ اُجرت کا مستحق نہیں ہے یہ قول امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ صاحبین(یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہا اللہ تعالیٰ) یہ فرماتے ہیں کہ اُجرت کا مستحق اُس وقت ہو گا جب اینٹوں کا چٹا لگا دے(سلیقے سے رکھ دے) اسی پر فتوےٰ ہے۔ (در مختار) یہاں کے عرف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ چٹا لگانے کے بعد اُجرت ملے کیونکہ چٹا لگانا بھی انھیں تھاپنے والوں کا کام ہوتا ہے نہ اس کے لیے دوسرے مزدور رکھے جاتے ہیں نہ خود ان کو چٹا لگانے کی اُجرت دی جاتی ہے بلکہ جہاں تک دیکھا گیا ہے یہی معلوم ہوا کہ اینٹوں کا شمار ہی اُس وقت کرتے ہیں جب چٹا لگ جائے پہلے

ہی سے اُجرت کیا دی جائے گی۔(بہارِ شریعت ح ۱۴، ص ۱۱۷، مسئلہ ۳۳)

{35} درزی سے کہا اگر اس کپڑے کی اچکن (ایک قسم کا مردانہ لباس) سیوگے تو ایک روپیہ سِلائی اور شیروانی سی تو دو روپے یہ صورت جائز ہے جو سی کر لائے گا اُس کی سلائی پائے گا۔

{36} درزی سے کہا اگر آج سی کر دیا تو ایک روپیہ اور کل دیا تو آٹھ آنے۔اُس نے آج ہی سی کر دے دیا تو ایک روپیہ دینا ہو گا دوسرے دن دے گا تو اُجرت مثل واجب ہو گی جو آٹھ آنے سے زیادہ نہ ہو گی۔

(بہارِ شریعت ح ۱۴، ص ۱۶۳، مسئلہ ۲،۱)

{37} اس دکان یا مکان میں اگر تم نے عطار کو رکھا تو ایک روپیہ کرایہ اور لوہار کو رکھا تو دو روپے یہ بھی جائز ہے۔(بہارِ شریعت ح ۱۴، ص ۱۶۳، مسئلہ ۶)

{38} اس طرح اجارہ کیا کہ ہر ماہ کا کرایہ بیس ہزار (20,000) روپے اور یہ طے نہیں کیا کہ کتنے مہینوں تک وہ چیز کرائے پر رہے گی (یا یہ طے نہ ہوا کہ مُلازم کتنے مہینے کے لیے ہے) تو صرف پہلے مہینے کا اجارہ صحیح ہے یعنی اس مہینے کے بعد پہلی تاریخ میں ہر ایک (چاہے اجارہ کرنے والا ہو، یا جس سے اجارہ کیا گیا ہو) "اجارہ" ختم کر سکتا ہے ()اگر پہلی تاریخ میں "اجارہ" ختم نہیں کیا تو اب اس مہینے میں اجارہ ختم نہیں کرا سکتا (اسی طرح یہ سلسلہ ہر مہینے جاری رہے گا کہ جب جب پہلی تاریخ آئے گی تو دونوں میں سے کوئی بھی "اجارہ" ختم کر سکتا ہے)۔

()اگر مہینوں کی تعداد (numbers) بتادی تھی مثلاً چھ (6) مہینے کے لیے اجارہ ہے تو اب چھ (6) مہینے کا اجارہ صحیح ہے۔

{39} (۱) ایک سال کے لیے گھر کرائے پر لیا اور یہ بات طے کی کہ ہر مہینے کا کرایہ ایک لاکھ روپے ہے تو یہ جائز ہے۔

(۲) اگر مہینے کا کرایہ نہیں بتایا صرف یہ بات کی کہ ایک سال کا کرایہ دس لاکھ روپے ہے تو یہ بھی جائز ہے۔

(۳) دونوں صورتوں (cases) میں درمیانِ سال (during the year) شرعی اجازت کے بغیر کوئی بھی اجارے کو ختم نہیں کر سکتا (نہ اجار دینے والا اور نہ اجارہ لینے والا)۔

{40} حجامت یعنی پچھنے لگوانا (cupping کروانا، ایک خاص طریقے سے جسم سے گندہ خون نکلوانے کا علاج کرنا) جائز ہے اور پچھنے (cupping) کی اُجرت دینا لینا بھی جائز ہے۔

() پچھنے لگانے میں خون نکالنا پڑتا ہے اور بندہ کبھی خون سے آلودہ بھی ہو جاتا ہے (یعنی اس کے جسم پر خون بھی لگ جاتا ہے) مگر چونکہ ہمارے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو اُجرت بھی دی لہٰذا پچھنے لگوانے کی اُجرت (مُشاہرہ / تنخواہ۔wages) دینا بھی حلال ہے[18]۔

{41} نر جانور کو جفتی کرنے کے لیے اُجرت پر دینا ناجائز ہے اور اُجرت بھی لینا ناجائز۔ (بہارِ شریعت ج ۱۴، ص ۱۴۴، مسئلہ ۱۸)

{42} طاعت (نیکی کے کام) پر اجارہ کرنا "اجارہ باطل" ہے لیکن دین کے کاموں میں سُستی کی وجہ سے تین کاموں میں "اجارہ" کرنے (مُلازم بنانے) کی عُلَمائے کِرام نے اجازت دی ہے (۱) اذان کہنے یا امامت کے لیے (۲) قرآن یا فقہ (شرعی مسئلوں) کی تعلیم (سکھانے) کے لیے (۳) حج کے لیے یعنی اس لیے اَجیر (مُلازم، نوکر۔ servant) کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے۔ (بہارِ شریعت ج ۱۴، ص ۱۴۶، مسئلہ ۲۳، مُلخصاً)

() آج کل جو فاتحہ ہوتی ہے (یعنی قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں) یہ بالکل جائز بلکہ پسندیدہ ہے، البتہ پیسے وغیرہ لے کر یہ کام کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی دو (2) صورتیں ہیں: (۱) اگر پہلے سے جو پڑھ چکا ہے اس کے پیسے لیے تو یہ "بیع" (تجارت) ہوئی اور نیکی کو بیچنا، قطعاً (یقیناً) باطل اور حرام ہے (۲) اگر (طے کیا کہ) اب جو پڑھے گا اس کا ثواب پہنچائے گا (یا یہ معلوم ہی ہے کہ اس کے پیسے لیتے دیتے ہیں) تو یہ "اجارہ" (مُلازم بنا) ہوا اور طاعت (نیکی کے کام) پر اجارہ کرنا، "اجارہ باطل" ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۶، ص ۱۲۰۱، مسئلہ ۱، مُلخصاً)

{43} (۱) گناہ کے کام پر اجارہ کرنا، ناجائز ہے مثلاً نوحہ کرنے والی (میّت کے اوصاف (یعنی پائی جانے والی

---

(18) یاد رہے کہ پچھنے لگانا، علاج کا ایک طریقہ ہے اور ہر کسی کو علاج میں ہاتھ ڈالنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ پچھنے لگوانے سے پہلے کسی ماہر طبیب (expert doctor) سے رابطہ کریں کیونکہ بعض بیماریوں میں پچھنے لگوانا (cupping کروانا، ایک خاص طریقے سے جسم سے گندہ خون نکلوانے کا علاج کرنا) نقصان دہ ہے۔

باتیں) بڑھا چڑھا کر، روتے ہوئے بتانے والی عورت) کو اُجرت (نوکری) پر رکھا کہ وہ نوحہ کرے گی، یہ ناجائز ہے۔

() گانے بجانے کے لیے اَجِیر کیا تا کہ وہ اتنی دیر تک گائے گا اور اُس کو یہ اُجرت دی جائے گی، یہ بھی ناجائز۔

() لہو ولعب (کھیل کود) پر اجارہ کرنا بھی ناجائز ہے () گانا یا باجا سکھانے کے لیے نوکر رکھنا بھی ناجائز ہے۔

(۲) ان سب صورتوں (cases) میں اُجرت لینا بھی حرام ہے اور لے لی ہو تو واپس کرے اور () یاد نہیں رہا کہ کس سے اُجرت (wages) لی تھی تو اُتنی رقم صدقہ کر دے کیونکہ خبیث (اس طرح کے حرام) مال کا یہی حکم ہے۔

{44} سینما (**cinema**) اور تھیٹر (**theatre**) میں ملازمین گانے اور تماشے (show) کرنے کے لیے نوکر (servant) رکھے جاتے ہیں یہ اجارے بھی ناجائز ہیں بلکہ تماشا (show) دیکھنے والے اپنے دیکھنے کی اُجرت دیتے ہیں یہ بھی ناجائز یعنی تماشا دیکھنا یا تماشا کرنا تو گناہ کا کام ہی ہے، پیسے دے کر تماشے کرانا (یا دیکھنا) یہ دوسرا گناہ ہے کہ حرام کام میں پیسہ خرچ کرنا ہے۔

{45} (۱) جو چیز اجارہ پر دی ہے وہ "شائع" ہو تو اس سے بھی اجارہ، "اجارۂ فاسدہ" ہو جاتا ہے۔

نوٹ: "شائع" یا "مشاع" اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ایک حصّے غیر مُتَعَیَّن (جو طے نہ ہو۔unfixed part) کا مالک (owner) ہونا یعنی اُس چیز میں کوئی دوسرا بھی اس طرح شریک (partner) ہو کہ دونوں کے حصّے با قاعدہ الگ الگ نہ ہوں (بہارِ شریعت، ج۲، ح۱۰، ص۵۳۸، ماخوذاً)۔ جیسے ایک پورا گھر دو (2) آدمیوں میں برابر برابر ہے مگر پورشن الگ نہیں ہوں۔ یہ لفظ (شائع / مشائع) کئی معنی میں آتا ہے، مثلاً (کبھی) نصف / آدھا۔1/2، 50٪ یا (کبھی) چوتھائی۔ 1/4، 25٪ (بہارِ شریعت، ح۱۴، ص۶۳۸، مسئلہ ۸۳) یا (کبھی) تہائی (1/3، 33٪)۔ (ح۱۵، ص۳۷۳، مسئلہ ۲۰، ماخوذاً)

(۲) گھر کا آدھا حصّہ کرائے پر دیا (مگر با قاعدہ پورشن وغیرہ الگ نہیں ہے تو "اجارہ فاسدہ" ہے)، یا

(۳)ایک ایساگھر جو دو آدمیوں میں مُشترک (مثلاً آدھا آدھا)ہے(مگر باقاعدہ پورشن وغیرہ الگ نہیں ہیں)، اس میں سے صرف اپنا حصّہ غیر شریک(non partner)کو کرائے پر دینا بھی "اجارہ فاسدہ" ہے۔

{46}دایہ یعنی دودھ پلانے والی کو اُجرت پر رکھنا جائز ہے اور اس کے لیے وقت مقرر کرنا بھی ضروری ہو گا یعنی اتنے دنوں کے لیے یہ اجارہ ہے اور دایہ سے کھانے کپڑے پر اجارہ کیا جاسکتا ہے یعنی اُس سے کہا کہ کھانا کپڑا لیا کر اور بچہ کو دودھ پلا اور اس صورت میں متوسط درجہ کا کھانا دینا ہو گا اور کپڑے کی مقدار و جنس وصفت بیان کرنی ہو گی اور اُس کی مدت بھی بیان کرنی ہو گی کہ کب دیا جائے گا اس صورت میں اگرچہ جہالت ہے (یعنی اُجرت متعین نہیں ہے) مگر یہ جہالت باعثِ نزاع (جھگڑے کا سبب) نہیں ہے کیونکہ بچہ پر شفقت والدین کو مجبور کرتی ہے کہ دایہ کے کھانے کپڑے میں کمی نہ کی جائے۔

{47}دایہ کا شوہر اُس سے وطی (ہمبستری) کر سکتا ہے مستاجر (اُجرت پر رکھنے وال) اُسے اِس اندیشہ سے منع نہیں کر سکتا کہ وطی سے حمل رہ جائے گا تو دودھ کیوں کر پلائے گی مگر مستاجر کے گھر میں نہیں کر سکتا بلکہ اُس کے مکان میں بغیر اجازت داخل بھی نہیں ہو سکتا۔

{48}دایہ بیمار ہو گئی کہ اُس کا دودھ بچہ کو مضر ہو گا یا وہ حاملہ ہو گئی کہ اس کا بھی دودھ مضر ہے تو مستاجر اجارہ کو فسخ کر سکتا ہے بلکہ یہ خود بھی اجارہ کو فسخ کر سکتی ہے کہ دودھ پلانا اسے بھی مضر ہے۔

{49}دایہ کے ذمہ یہ کام بھی ہیں۔ بچہ کا ہاتھ مونھ دھلانا، اُس کو نہلانا، کپڑے پر پیشاب پاخانہ لگا ہو تو اسے دھونا، بچہ کو تیل لگانا اور اُس کو یہ بھی کرنا ہو گا کہ ایسی چیز نہ کھائے جس سے بچہ کو ضرر پہنچے۔

{50}دایہ نے بکری کا دودھ بچہ کو پلا دیا یا اُسے غذا کھلائی یعنی اپنا دودھ پلانے کی جگہ یہ کیا تو اُجرت کی مستحق نہیں ہو گی کہ اُس کا اصلی کام دودھ پلانا ہے۔(بہارِ شریعت ح۱۴، ص۱۳۶، مسئلہ ۱۱، ۱۰، ۷، ۵، ۱)

{51}(ا)درزی، دھوبی، سُنار(jeweler)وغیرہ، کاریگروں(carftsmen)نے جب کام کر لیا اور مالک(owner)کو چیز دے دی تو اب اُجرت(wages)لینے کے حق دار(deserving)ہو گئے()یہی حکم ہر اُس کام کرنے والے کا ہے جس کے کام کا اُس شے میں کوئی اثر(effect)ہو، جیسے کپڑے رنگنے والے (fabric

(dyer نے کپڑا رنگ کر(after dyeing)مالک کو دیدیا تو اُجرت کا حق دار ہو گیا()اگر ان لوگوں نے کام تو کیا مگر ابھی تک چیز مالک کو نہ دی تو اب تک اُجرت کے حق دار نہیں ہوئے۔

(۲)اگر کام کا کوئی اثر(effect)اُس چیز میں نہیں ہوتا جیسے بوجھ اٹھانے والا مزدور کہ چیز کو یہاں سے اُٹھا کر وہاں لے گیا تو یہ اُجرت(wages)کا اُسی وقت حق دار(deserving)ہوگا جب کہ اُس نے کام کر لیا، یہ بھی لازم نہیں کہ مالک کو وہ چیز(یا سامان)دے دے لہٰذا وہاں پہنچا دینے کے بعد اگر(اس کی کوتاہی / غلطی کے بغیر وہ)چیز ضائع(waste)ہوگئی تب بھی اُجرت(wages)لازم ہوگئی۔

{52} کپڑا سینے کو دیا تھا یہ کہتا ہے میں نے قمیص سینے کو کہا تھا درزی کہتا ہے اچکن سینے کو کہا تھا یا رنگنے کو دیا یہ کہتا ہے میں نے سُرخ رنگنے کو کہا تھا رنگریز کہتا ہے زرد رنگنے کے لیے کہا تھا تو کپڑے والے کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور جب اُس نے قسم کھائی تو اختیار ہے کہ اپنے کپڑے کا تاوان لے یا اسی کو لے لے اور اُجرت مثل دیدے۔(بہارِ شریعت ح۱۴، ص۱۶۶، مسئلہ ۴)

{53} اگر مالک کہتا ہے میں نے مفت سینے یا رنگنے کے لیے دیا تھا اور سینے والا یا رنگنے والا کہتا ہے اُجرت پر دیا تھا تو اس میں بھی کپڑے والے کا قول معتبر ہے مگر جبکہ اُس شخص کا یہ پیشہ ہے اور اُجرت پر کام کرنا معروف و مشہور ہے اور اُس کا حال یہی بتاتا ہے کہ اُجرت پر کام کرتا ہے کہ دکان اُس نے اسی کام کے لیے کھول رکھی ہے تو ظاہر حال یہی ہے کہ اُجرت پر اس نے کام کیا ہے لہٰذا قسم کے ساتھ اسی کا قول معتبر ہے۔
(بہارِ شریعت ح۱۴، ص۱۶۶، مسئلہ ۶،۴)

{54} منفعت حاصل کرنے پر قادر ہونے سے اُجرت واجب ہو جاتی ہے اگرچہ منفعت حاصل نہ کی ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً مکان کرایہ دار کو سپرد کر دیا جائے اس طرح کہ مالک مکان کے متاع و سامان سے خالی ہو اور اُس میں رہنے سے کوئی مانع(رکاوٹ)نہ ہو نہ اُس کی جانب سے نہ اجنبی کی جانب سے اس صورت میں اگر وہ نہ رہے اور بیکار مکان کو خالی چھوڑ دے تو اُجرت واجب ہوگی لہٰذا اگر مکان سپرد ہی نہ کیا یا سپرد کیا مگر اُس میں خود مالک مکان کا سامان و اسباب ہے یا مدت کے گزر جانے کے بعد سپرد کیا یا مدت ہی میں سپرد کیا مگر اُسے کوئی

عذر ہے یا اُس کو عذر بھی نہیں مگر حکومت کی جانب سے رہنے سے ممانعت ہے یا غاصب نے اُسے غصب کر لیا یا وہ اجارہ ہی فاسد ہے ان سب صورتوں میں مالک مکان اُجرت کا مستحق نہیں۔ (بہارِ شریعت ح۱۴، ص۱۱۱، مسئلہ ۱۲)

{55} اجارے میں مُستَاجِر (hirer) کو "خیارِ عیب" (خامی / کمی دیکھ کر اجارے سے منع کرنے کا اختیار۔ option) بھی ہوتا ہے() خریداری میں اگر "عیب" قبضے (مثلاً خریدی گئی چیز ہاتھ میں لینے) سے پہلے دیکھ لیا تو اب خریدار کو وہ چیز واپس کرنے کا اختیار (option) اس طرح ہوتا ہے کہ بیچنے والا منع نہیں کر سکتا مگر چیز قبضہ کر لینے کے بعد اگر عیب معلوم ہوا تو اب بائع (بیچنے والے۔seller) کی رِضامندی (agree ہونے) کے ساتھ واپس ہو گا لیکن() اجارے میں (جو چیز کرائے پر لی ہے، اُسے) قبضہ کرنے سے پہلے یا قبضہ کرنے کے بعد (دونوں صورتوں (cases) میں) مُستَاجِر (مثلاً کرائے دار، وہ چیز) واپس کرنے کا اختیار (option) رکھتا ہے۔ مالک (owner) کا راضی (agree) ہونا کچھ ضروری نہیں۔

{56} مکان کرائے پر لیا اور اُس میں کوئی عیب ہے جو رہنے کے لیے نقصان دہ ہے، مثلاً اُس کی کوئی کڑی (وہ لکڑی کہ جو چھت بنانے میں لگائی جاتی ہے) ٹوٹی ہوئی ہے یا عمارت (building) کمزور ہے تو واپس کر سکتا ہے۔() اگر قبضہ کرنے (مثلاً رہائش۔accommodation) کے بعد کسی قسم کا "عیب" پیدا ہو گیا تو اب بھی اجارہ فسخ (یعنی ختم) کر سکتا ہے۔

{57} عیب کی وجہ سے اُسی وقت اجارہ کو فسخ کیا جا سکتا ہے جب منفعت فوت ہوتی ہو مثلاً مکان منہدم ہو گیا پن چکی کا پانی ختم ہو گیا کھیت کے لیے پانی نہ رہا کہ زراعت ہو سکے۔ (بہارِ شریعت ح۱۴، ص۱۷۱، مسئلہ ۱۴)

{58} جن دو شخصوں نے عقدِ اجارہ کیا اُن میں ایک کی موت سے اجارہ فسخ ہو جاتا ہے جبکہ اُس نے اپنے لیے اجارہ کیا اور اگر دوسرے کے لیے اجارہ کیا مثلاً وکیل کہ یہ موکل کے لیے اجارہ کرتا ہے اور وصی (مرنے والا جس شخص کو اپنی وصیت پوری کرنے کے لیے مقرر کرے) کہ یہ یتیم کے لیے یا متولیِ وقف ان کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا۔ (بہارِ شریعت ح۱۴، ص۱۷۴، مسئلہ ۲۷)

{59}اجارہ میں "خیار شرط" (یعنی اجارہ کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں سوچنے کا زیادہ سے زیادہ تین دن کا وقت) ہو سکتا ہے لہٰذا مُستَاجِر (hirer) نے اجارے میں تین دن کا "خیار" (اختیار۔option) اپنے لیے رکھا تو اس وقت کے اندر اندر اجارہ ختم کر سکتا ہے()مکان کرائے پر لیا تھا اور ("خیار شرط" رکھا تھا) پھر مُدَّت (duration) کے اندر اُس میں رہائش (accommodation) کر لی تو اب "خیار شرط" ختم ہو گیا۔

()مُستَاجِر (hirer) کو تین (3) دن کا خیار تھا اُس نے تیسرے دن (3^{rd} day) اجارہ ختم کر دیا تو دو (2) دن کا کرایہ اُس پر لازم نہیں ہوا۔

{60}دکاندار مفلس ہو گیا (یعنی اس کا مال ختم ہو گیا) کہ اب تجارت (trade) نہیں کر سکتا تو دکان کا اجارہ فسخ کرنے کے لیے یہ عذر ہے (یعنی وہ دکان خالی کر دے گا) کہ دکان کو کرائے پر رکھ کر اب کیا کرے گا؟

{61}اگر مالکِ مکان مفلس ہو گیا اُس کے لیے اور بال بچوں کے لیے کچھ کھانے کو نہیں ہے اس مکان کو بیچ سکتا ہے قاضی اس بیع کے نفاذ کا حکم دے گا اُسی کے ضمن میں اجارہ بھی فسخ ہو جائے گا اس کے لیے دوسرے حکم کی ضرورت نہیں ہے۔ (بہارِ شریعت ح ۱۴، ص ۱۷۲، مسئلہ ۲۱)

{62}سواری (ride) کا جانور کرائے پر لیا تھا پھر دوسرا جانور خرید لیا تو یہ بھی اجارہ ختم کرنے کے لیے "عذر" ہے اور اجارہ فسخ (ختم) کیا جا سکتا ہے()جو سواری (ride) کا جانور کرائے پر لیا تھا، اگر اُس سے بہتر جانور لینا چاہتا ہے تو یہ اجارہ ختم کرنے کا عذر نہیں ہے۔ (دین کے مسائل، part 4)

شفعہ:

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} غیر مَنقُولَہ جائداد (یعنی جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جا سکتی ہو، مثلاً گھر) کو کسی شخص نے جتنے میں بیچا تو کچھ شرطوں (preconditions) کے ساتھ، دوسرے شخص کو یہی جگہ، اُسی قیمت (price) میں خریدنے کا حق (right)، "شُفعہ" کہلاتا ہے (مثلاً مالک نے ایک گھر ایک کروڑ (ten million) کا بیچا تو کسی دوسرے

شخص کو یہ اختیار(option)ہو کہ اگر چاہے تو وہ یہ گھر ایک کروڑ(ten million)میں لے لے،اسے "شُفعہ "کہتے ہیں)۔

{2} تین طرح کے لوگ "شفعہ "کرسکتے ہیں:(۱)"شریک"(۲)"خلیط"(۳)"جارِ ملاصق"۔

(۱)**"شریک"**:جو خود "مَبِیْع"(بیچی گئی چیز)میں شریک(partner)ہو مثلاً ایک گھر دو آدمیوں کا تھا تو ان میں سے ایک نے اپنا حصّہ کسی تیسرے آدمی کو بیچا تو اب دوسرا شریک "شفعہ "کرسکتا ہے۔

(۲)**"خلیط"**:جو خود تو "مَبِیْع"(بیچی گئی چیز)میں شریک(partner)نہ ہو کہ اس کا اپنا حصّہ،دوسرے کے حصّے سے الگ ہو(مثلاً الگ گھر ہو)لیکن حقِ مَبِیْع میں شامل ہو،جیسے دو الگ الگ گھر ہیں مگر ان دونوں کا راستہ ایک ہی ہے اور یہی ہے،یا()دونوں کے کھیت تو الگ الگ ہیں مگر ایک ہی نالی(drain)سے پانی آتا ہو(تو ان دونوں آدمیوں میں ایک بیچنے والا ہے اور دوسرا **"خلیط"** ہے)۔

(۳)**"جارِ ملاصق"**:وہ ہے کہ جس کا گھر،بیچے گئے گھر کی دیوار کے ساتھ ہو۔

نوٹ:"شفعہ "میں سب سے پہلا حق **"شریک"** پھر **"خلیط"** پھر **"جارِ ملاصق"** کا ہے(بہار شریعت ح۱۵،ص۲۳۵، مسئلہ ا،ملخصاً)یعنی **"خلیط"** اور **"جارِ ملاصق"** نے "شفعہ کیا تو **"خلیط"** کو موقع دیا جائے گا کہ وہ خرید لے () اسی طرح **"شریک"** اور **"خلیط"** نے "شفعہ کیا تو **"شریک"** کو موقع دیا جائے گا کہ وہ خرید لے۔

{3} یہاں اس کی ضرورت نہیں کہ خریدار(buyer)اس پر راضی(agree)ہو تو ہی "شُفعہ "کیا جائے گا بلکہ وہ راضی ہو یا ناراض(upset)ہر صورت میں(in any case)"شُفعہ "کا حق(right)پڑوسی یا شریک (partner)کو حاصل ہوتا ہے،اس حق(right)رکھنے والے کو "شَفِیْع "کہتے ہیں۔

نوٹ: جائدادِ غیر مَنْقُوْلَہ میں "شفعہ "ہوتا ہے کہ جب ایسی چیز کو خریدتے ہیں(مثلاً گھر کو)تو اُسے قبضہ کرنے(جیسے مکمل بند کر کے سب چابیاں وغیرہ ہاتھ میں لینے)سے پہلے ہی بیچنا بھی جائز ہوتا ہے کیونکہ اس کا ہلاک(تباہ / ختم)ہونا بہت ہی کم ہوتا ہے۔

www.farzuloom.net

()اگر وہ ایسی چیز ہو کہ جس کے ضائع(waste)ہونے کا ڈر ہو تو جب تک قبضہ نہ کرلے(مثلاً ہاتھ میں نہ لے لے)، آگے نہیں بیچ سکتا جیسے دریا کے کنارے کا(by the river)گھر۔

{4}"شُفعہ"کی کچھ شرطیں(preconditions)ہیں:

(۱)جائداد، "بیع"(یعنی تجارت) یا"معنیِ بیع"(مثلاً صُلح[19] یعنی کسی بات پر اتفاق کرنے)سے ملی ہو۔ اگر ان دونوں باتوں سے جائداد نہ ملی ہو تو "شُفعہ "نہیں ہو سکتا مثلاً تحفے، یا()صدقے، یا()وراثت (یعنی کسی کے انتقال کرنے کی وجہ سے)ملی ہو تو اُس پر "شُفعہ "نہیں ہو سکتا۔

(۲) "مَبِیْع"(بیچی گئی جگہ) جائداد غیر مَنْقُوْلَہ(مثلاً زمین) ہو، مَنْقُوْلَہ(ایک جگہ سے دوسری جگہ چلی جانے والا جیسے عارضی خیمہ۔temporary tent)نہ ہو۔

(۳)بائع(بیچنے والے) کی مِلک(ownership) مکمل ختم ہو گئی ہو لہذا "خیارِ شرط"(زیادہ سے زیادہ تین(3)دن کے اندر سودا ختم کرنے کے اختیار(option)پر)دی ہوئی نہ ہو کیونکہ اس پر "شُفعہ "نہیں ہو سکتا۔ یعنی جب "خیارِ شرط" ختم ہو کر تجارت مکمل ہو گی تو "شُفعہ" ہو سکتا ہے۔

(۴)بائع(seller)کا حق(right) بھی ختم ہو گیا ہو کہ "مَبِیْع" کے واپس لینے کا اُسے حق(right)نہ ہو یعنی "بیع فاسد" نہ ہو بلکہ سودا صحیح طرح مکمل ہو گیا ہو۔ **ہاں!** اگر "بیع فاسد" کے بعد دوبارہ صحیح طرح اس جگہ کی خرید و فروخت(buying and selling)کر لی تو اب "شُفعہ" ہو سکتا ہے۔

(۵)بیچی گئی جائداد پر ایسی جگہ کی وجہ سے "شُفعہ" کرنے کا حق(right)ہوتا ہے کہ جو(پڑوس یا شرکت کی صورت میں) بیچنے کے وقت "شَفِیع" (شُفعہ کا اختیار(option)رکھنے والا)کی مِلک(ownership)میں ہو (یعنی ایک جائداد بیچی گئی، اس کے بعد کسی نے اُس جائداد کے پڑوس کی جگہ لے لی تو اب وہ پہلے بکنے والی جائداد پر "شُفعہ "نہیں کر سکتا، یا() کسی شخص کے پاس بیچی گئی جائداد کے ساتھ کی جگہ کرائے پر تھی، یا

---

(19) "صلح" کی تفصیل(detail)کے لیے Topic number : 169 دیکھیں۔

()عارضی طور پر(temporary) تھی تو وہ بھی "شفعہ" نہیں کر سکتا)۔

(٦)"شفعہ" کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ "شَفیع"(شُفعہ کا اختیار(option)رکھنے والا) اپنی پڑوس میں بکنے والی جائداد پر نہ تو صاف صاف لفظوں سے راضی(agree)ہوا ہو، اور نہ اس کے بکنے پر راضی ہونے کا کوئی اشارہ کیا ہو۔

{5}"شُفعہ"، طلب کیا جاتا(یعنی مانگا جاتا) ہے۔"طلب" کے تین(3) درجے(steps)ہیں۔(۱)طلب مُوَاثَبَہ،(۲)طلب تقریر / طلب اِشہَاد، اور(۳)طلب تَملِیک۔

(۱)طلب مُوَاثَبَہ یہ ہے کہ جیسے ہی پڑوسی کو جائداد بکنے(sell ہونے)کا معلوم ہو تو فوراً، اُسی وقت یہ ظاہر کر دے(مثلاً کہہ دے) کہ میں "شُفعہ" طلب کرتا(یعنی مانگتا) ہوں()اگر بکنے کا معلوم ہوا اور "طلب" نہ کی تو "شُفعہ" کا حق(right) نہ رہا()بہتر یہ ہے کہ اپنے طلب کرنے پر لوگوں کو گواہ(witness) بھی بنا لے تاکہ یہ نہ کہا جاسکے کہ اس نے "طلب مُوَاثَبَہ" نہیں کیا۔

(۲)طلب تقریر / طلبِ اِشہَاد:

(a)"طلب مُوَاثَبَہ" کے بعد "طلبِ اِشہَاد" ہوتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پڑوسی خریدار، یا بائع(بیچنے والے)، یا اُس جگہ جا کر کہ جسے بیچا گیا، گواہوں کے سامنے "طلب" کرے۔

(b) اگر اُس جگہ جا کر طلب کرے تو یہ کہے کہ:"فلاں شخص نے یہ جائداد خریدی ہے اور میں اس کا "شَفیع" (شُفعہ کا اختیار(option)رکھنے والا) ہوں اور میں یہاں آنے سے پہلے "طلب شُفعہ" کر چکا ہوں اور اب پھر طلب(طلب تقریر / طلبِ اِشہَاد) کرتا ہوں، تم لوگ بھی اس کے گواہ رہو"۔

(c) اگر خریدار کے پاس "طلب" کرے تو یہ کہے کہ:"تم نے فلاں جائداد خریدی ہے اور میں اس کے پڑوس کی فلاں جگہ کا مالک ہونے کی وجہ سے، خریدی گئی جگہ کا "شَفیع"ہوں(اور "شُفعہ" طلب کرتا ہوں)۔

(d) اگر بائع(seller)کے پاس "طلب" کرے تو یوں کہے کہ:"تم نے فلاں جائداد بیچی ہے اور میں اس کے پڑوس کی فلاں جگہ کا مالک ہونے کی وجہ سے، بیچی گئی جگہ کا "شَفیع"ہوں(اور "شُفعہ" طلب کرتا ہوں)۔

نوٹ: بائع کے پاس "طلبِ اِشہَاد" کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ جائداد (مثلاً گھر) خریدار کے قبضہ میں (پاس) ہو یعنی اب تک خریدار نے وہ چیز نہ لی کیونکہ خریدار نے قبضہ کرلیا ہو تو اب بائع (بیچنے والے) کے پاس جاکر "طلبِ اِشہَاد" نہیں ہو سکتا۔

(e) "شفعہ" کا حق (right) رکھنے والا دور ہو اور اُسے بیچنے کی خبر ملی تو اُسے اتنا موقع دیا جائے گا کہ وہاں سے خود آکر، یا () کسی دوسرے کو بھیج کر "طلبِ اِشہَاد" کرے۔ اس تاخیر (late ہونے) کی وجہ سے "شفعہ" کا حق باطل نہیں ہوگا۔

(f) "شفعہ" کا حق (right) رکھنے والے کو رات میں بیچنے کی خبر ملی اور وہ وقت ایسا تھا کہ جس میں لوگ باہر نہیں نکلتے تو اس وجہ سے صبح تک "طلبِ اِشہَاد" میں تاخیر (late) کرنے سے "شفعہ" باطل نہیں ہوگا۔

(۳) طلب تَمْلِيْك: "شفعہ" کرنے والا قاضی کے پاس جاکر یہ کہے کہ: "فلاں شخص نے فلاں جائداد خریدی ہے اور میں اس کے پڑوس کی فلاں جگہ کا مالک ہونے کی وجہ سے، بیچی گئی جگہ کا "شَفِیْع" ہوں، مجھے وہ جائداد دلادی جائے۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{6} ان دونوں طلبوں کے بعد طلب تملیک ہے یعنی اب قاضی کے پاس جاکر یہ کہے کہ فلاں شخص نے فلاں جائداد خریدی ہے اور فلاں جائداد کے ذریعہ سے میں اُس کا شفیع ہوں وہ جائداد مجھے دِلادی جائے۔ طلب تملیک میں تاخیر ہونے سے شفعہ باطل ہوتا ہے یا نہیں، ظاہر الروایہ یہ ہے کہ باطل نہیں ہوتا اور ہدایہ وغیرہا میں تصریح ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ بلاعذر ایک ماہ کی تاخیر سے باطل ہو جاتا ہے بعض کتابوں میں اس پر فتویٰ ہونے کی تصریح ہے اور نظر بحال زمانہ اس قول کو اختیار کرنا قرین مصلحت ہے کیونکہ اگر اس کے لیے کوئی میعاد نہ ہوگی تو خوف شفعہ کی وجہ سے مشتری نہ اُس زمین میں کوئی تعمیر کرسکے گا نہ درخت نصب کرسکے گا اور یہ مشتری کا ضرر ہے۔ (بہارِ شریعت ح۱۵، ص۳۴۴، مسئلہ ۱۶)

{7}شفعہ صرف جائداد غیر منقولہ میں ہو سکتا ہے جس کی مِلک مال کے عوض میں حاصل ہوئی ہو اگرچہ وہ جائداد قابل تقسیم نہ ہو جیسے چکی کا مکان اور حمام اور کوآں اور چھوٹی کوٹھری کہ یہ چیزیں اگرچہ قابل تقسیم نہیں ہیں ان میں بھی شفعہ ہو سکتا ہے۔ جائداد منقولہ میں شفعہ نہیں ہو سکتا لہٰذا کشتی اور صرف عمارت یا صرف درخت کسی نے خریدے ان میں شفعہ نہیں ہو سکتا اگرچہ یہ طے پایا ہو کہ عمارت اور درخت برقرار رہیں گے ہاں اگر عمارت یا درخت کو زمین کے ساتھ فروخت کیا تو تبعاً ان میں بھی شفعہ ہو گا۔

(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۵۴، مسئلہ ۱)

{8}فتاوٰی عالمگیری میں ہے: اگر کسی ذمی نے ذمی سے مکان بعوض شراب یا خنزیر خریدا اور اس پر شفعہ کرنیوالا ذمی ہو یا مسلمان ہو اس کو ہمارے اصحاب کے نزدیک شفعہ کا حق ہے۔

(فتاوٰی ہندیۃ کتاب الشفعۃ الباب الخامس عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۱۹۴)

{9}ہدایہ میں ہے: جب پراپرٹی کا کسی مال کے عوض مالک بن گیا تو اس میں شفعہ لازم ہوتا ہے۔

(الہدایۃ کتاب الشفعۃ باب ماتجب فیہ الشفعۃ مطبع مجتبائی دہلی ۴/ ۴۰۰)

{10}جائداد غیر منقولہ کو نکاح کا مَہر قرار دیا یا عورت نے اُس کے عوض میں خلع کرایا یا کسی چیز کی اُجرت اُس کو قرار دیا یا دم عمد کا اُسے بدل صلح قرار دیا یا وراثت میں ملی یا کسی نے بطور صدقہ دے دی یا ہبہ کی بشرطیکہ ہبہ میں عوض کی شرط نہ ہو تو شفعہ نہیں ہو سکتا کہ ان سب صورتوں میں مال کے عوض میں ملک نہیں حاصل ہوئی۔

(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۵۵، مسئلہ ۲)

{11}کسی شخص پر ایک چیز کا دعویٰ تھا اس نے اپنا مکان دے کر مدعی سے صلح کر لی اس پر شفعہ ہو سکتا ہے اگرچہ یہ صلح انکار یا سکوت (خاموشی) کے بعد ہو کیونکہ مدعی اس کو اپنے اس حق کے عوض میں لینا قرار دیتا ہے () مدعی علیہ نے اقرار کے بعد کچھ دے کر مدعی سے صلح کر لی تو شفعہ ہو سکتا ہے۔

(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۵۵، مسئلہ ۴)

{12}شفیع کے دعویٰ کرنے پر قاضی اس سے چند سوالات کریگا۔ وہ جائداد کہاں ہے اور اُس کے حدودِ اربعہ کیا ہیں اور مشتری نے اس پر قبضہ کیا ہے یا نہیں اُس پر شفعہ کس جائداد کی وجہ سے کرتا ہے اور اس کے حدود کیا

ہیں۔ اُس جائداد کے فروخت ہونے کا اس شفیع کو کب علم ہوا اور اس نے اس کے متعلق کیا کیا۔ پھر طلب تقریر کی یا نہیں۔ اور کن لوگوں کے سامنے طلب تقریر کی اور کس کے پاس طلب تقریر کی، وہ قریب تھا یا دور تھا۔ جب تمام سوالوں کے جوابات شفیع نے ایسے دے دیے جن سے دعویٰ پر برا اثر نہ پڑتا ہو تو اس کا دعویٰ مکمل ہو گیا اب مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا ہے) سے دریافت کریگا کہ شفیع جس جائداد کے ذریعہ سے شفعہ کرتا ہے اُس کا مالک ہے یا نہیں اگر اُس نے انکار کر دیا تو شفیع کو گواہوں کے ذریعہ سے اُس جائداد کا مالک ہونا ثابت کرنا ہوگا یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعیٰ علیہ پر حلف دیا جائے گا گواہ سے یا مدعیٰعلیہ کے حلف سے انکار کرنے سے جب شفیع کی ملک ثابت ہو گئی تو مدعیٰعلیہ سے دریافت کریگا کہ وہ جائداد جس پر شفعہ کا دعویٰ ہے اس نے خریدی ہے یا نہیں اگر اُس نے خریدنے سے انکار کر دیا تو شفیع کو گواہوں سے اُس کا خریدنا ثابت کرنا ہوگا اور اگر گواہ نہ ہوں تو مدعی اعلیہ پر پھر حلف پیش کیا جائے گا اگر حلف سے نکول کیا (یعنی انکار کیا) یا گواہوں سے خریدنا ثابت ہو گیا تو قاضی شفعہ کا فیصلہ کر دے گا۔

{13} شفعہ کا دعویٰ کرنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ شفیع ثمن کو قاضی کے پاس حاضر کر دے جب ہی اس کا دعویٰ سنا جائے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ فیصلہ کے وقت ثمن قاضی کے پاس پیش کر دے جب ہی وہ فیصلہ کرے۔

{14} فیصلہ کے بعد اسے ثمن لا کر دینا ہو گا۔ (بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۴۵، مسئلہ ۲۰، ۱۹، ۱۸)

{15} شفیع کو خیار رویت اور خیار عیب حاصل ہے یعنی اگر اُس نے جائداد مشفوعہ نہیں دیکھی ہے تو دیکھنے کے بعد لینے سے انکار کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر اُس میں کوئی عیب ہے تو عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے کیونکہ شفعہ کے ذریعہ سے جائداد کا ملنا بیع کا حکم رکھتا ہے لہٰذا بیع میں جس طرح یہ دونوں خیار حاصل ہوتے ہیں یہاں بھی ہوں گے۔ (بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۴۶، مسئلہ ۲۴)

{16} شفعہ کا دعویٰ مشتری پر مطلقاً ہو سکتا ہے اس نے جائداد پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اُس کو مدعیٰعلیہ بنایا جا سکتا ہے اور بائع کو بھی مدعی اعلیہ بنایا جا سکتا ہے جبکہ جائداد اب تک بائع کے قبضہ میں ہو مگر بائع کے

مقابل میں گواہ نہیں سنے جائیں گے جب تک مشتری حاضر نہ ہو۔ یوہیں اگر بائع پر دعویٰ ہوا تو جب تک مشتری حاضر نہ ہو حق مشتری میں وہ بیع فسخ نہیں کی جائے گی اور اگر مشتری کا قبضہ ہو چکا ہو تو بائع کے حاضر ہونے کی ضرورت نہیں۔(بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۴۶، مسئلہ ۲۲)

{17} جو شخص باوجود قدرت طلب اشہاد نہ کرے تو شفعہ باطل ہو جائے گا مثلاً بغیر طلب اشہاد قاضی کے پاس دعویٰ کر دیا شفعہ باطل ہو گیا۔(بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۴۳، مسئلہ ۱۱)

{18} مشتری نے شفیع کو کچھ دے کر مصالحت کر لی کہ شفعہ نہ کرے یہ صلح بھی باطل ہے کہ جو کچھ دینا قرار پایا ہے رشوت ہے اور اس صلح کی وجہ سے شفعہ بھی باطل ہو گیا۔(بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۵۷، مسئلہ ۴)

{19} شفعہ کے فیصلہ سے پہلے شفیع مر گیا شفعہ باطل ہو گیا یعنی اس میں میراث نہیں ہو گی کہ وہ مر گیا تو اس کا وارث اس کے قائم مقام ہو کر شفعہ کرے۔

{20} مشتری یا بائع کی موت سے شفعہ باطل نہیں ہوتا بلکہ شفیع ان کے وارثوں سے مطالبہ کریگا کہ یہ اُن کے قائم مقام ہیں۔

{21} جس جائداد کے ذریعہ سے شفعہ کرتا ہے قبل فیصلہ شفیع نے وہ جائداد بیع کر دی حق شفعہ باطل ہو گیا اگرچہ اس جائداد کی بیع کا اُسے علم نہ تھا جس پر شفعہ کرتا۔(بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۵۸، مسئلہ ۱۰،۹،۸)

{22} بائع نے شفیع کو بیع کا وکیل کیا اسی وکیل نے بیع کی اب شفعہ نہیں کر سکتا اور مشتری نے کسی کو مکان خریدنے کا وکیل کیا تھا اُس نے خریدا تو اس خریدنے کی وجہ سے شفعہ نہیں باطل ہو گا۔ یوہیں اگر بائع نے بیع میں شفیع کے لیے خیار شرط کیا کہ اُسے اختیار ہے بیع کو نافذ کرے یا نہ کرے اُس نے نافذ کر دی حق شفعہ باطل ہو گیا۔ اور اگر مشتری نے ایسے شخص کے لیے خیار شرط کیا جو شفعہ کریگا اُس نے خیار ساقط کر کے بیع کو نافذ کر دیا حق شفعہ نہیں باطل ہو گا۔(بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۵۹، مسئلہ ۱۴)

{23} بیع فاسد میں اُس وقت شفعہ ہو گا جب بائع کا حق منقطع ہو جائے یعنی اُسے واپس لینے کا حق نہ رہے مثلاً اس جائداد میں مشتری نے کوئی تصرّف کر لیا نئی عمارت بنائی اب شفعہ ہو سکتا ہے۔(بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۵۶، مسئلہ ۵)

{25}ہدایہ میں ہے:جب شراب یا خنزیر کے عوض کسی ذمی نے مکان خرید ا اگر مسلمان شفعہ کا حقدار ہو تو شراب اور خنزیر کی قیمت کے عوض شفعہ حاصل کرے گا، اسلام اس کے حق کو مضبوط بناتا ہے نہ کہ باطل کرتا ہے اھ ملتقطا (الہدایہ کتاب الشفعۃ باب الشفعۃ مطبع یوسفی نولکشور لکھنؤ ۴/ ۹۸۔۳۹۷)

{26}ہبہ میں عوض کی شرط نہ ہو تو شفعہ نہیں ہو سکتا۔(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۵۵، مسئلہ ۲)

{27}شفیع و مشتری میں ثمن کا اختلاف ہے اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ شفیع کے معتبر ہوں گے۔

{28}مشتری نے دعویٰ کیا کہ ثمن اتنا ہے اور بائع نے اُس سے کم ثمن کا دعویٰ کیا اس کی دو صورتیں ہیں بائع نے ثمن پر قبضہ کیا ہے یا نہیں۔ اگر قبضہ نہیں کیا ہے تو بائع کا قول معتبر ہے یعنی اُس نے جو کچھ بتایا شفیع اوتنے ہی میں لے گا۔ اور اگر بائع ثمن پر قبضہ کر چکا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے یعنی اگر شفیع لینا چاہے تو وہ ثمن ادا کرے جس کو مشتری بتاتا ہے اور بائع کی بات نا معتبر ہے کہ جب وہ ثمن لے چکا ہے تو اس معاملہ میں اُس کا تعلق ہی کیا ہے۔(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۴۷، مسئلہ ۲۸، ۲۷)

{29}اگر بائع نے عقد کے بعد ثمن میں کچھ کمی کر دی تو چونکہ یہ کمی اصل عقد کے ساتھ ملحق ہوتی ہے جس کا بیان کتاب البیوع (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱) میں گزر چکا ہے لہٰذا شفیع کے حق میں بھی اس کمی کا اعتبار ہو گا یعنی اس کمی کے بعد جو کچھ باقی ہے اُس کے بدلے میں شفیع اس جائداد کو لے گا اور اگر بائع نے پورا ثمن ساقط کر دیا تو اس کا اعتبار نہیں یعنی شفیع کو پورا ثمن دینا ہو گا۔(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۵۰، مسئلہ ۱)

{30}مشتری نے عقد کے بعد ثمن میں اضافہ کیا یہ زیادتی بھی اصل عقد کے ساتھ لاحق ہو گی مگر شفیع کا حق پہلے ثمن کے ساتھ متعلق ہو چکا اور شفیع پر یہ زیادتی لازم کرنے میں اُس کا ضرر ہے لہٰذا اس کا اعتبار نہیں شفیع کو وہ چیز پہلے ہی ثمن میں مل جائے گی۔

{31}مشتری نے جائداد کو مثلی چیز کے عوض میں خریدا ہے تو شفیع اُس کی مثل دے کر جائداد کو حاصل کر سکتا ہے اور قیمی چیز کے عوض میں خریدا ہے تو اس چیز کی بیع کے وقت جو قیمت تھی شفیع کو وہ دینی ہو گی اور اگر

جائداد غیر منقولہ (وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکتی ہو) کو جائداد غیر منقولہ کے عوض میں خریدا ہے مثلاً اپنے مکان کے عوض میں دوسرا مکان خریدا اور فرض کرو دونوں مکان کے دو شفیع ہوں اور دونوں نے بذریعہ شفعہ لینا چاہا تو اُس مکان کی قیمت کے بدلے میں اس مکان کو لے گا اور اس کی قیمت کے عوض میں اس کو لے گا۔(بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۵۱، مسئلہ ۷،۶)

{32} شفیع کو یہ خبر ملی کہ ثمن از قبیل مکیل وموزون فلاں چیز ہے اور تسلیم شفعہ کر دی بعد کو معلوم ہوا کہ مکیل وموزون کی دوسری جنس ثمن ہے تو شفعہ کر سکتا ہے اگرچہ اس کی قیمت اُس سے کم یا زیادہ ہو۔

{33} شفیع کو یہ خبر ملی تھی کہ مکان ایک ہزار کو فروخت ہوا ہے اوس نے تسلیم شفعہ کر دی بعد میں معلوم ہوا کہ ہزار سے کم میں فروخت ہوا ہے یا ہزار روپے میں نہیں فروخت ہوا ہے بلکہ اتنے من گیہوں یا جو کے بدلے میں فروخت ہوا ہے اگرچہ ان کی قیمت ایک ہزار بلکہ ایک ہزار سے زیادہ ہو تو تسلیم صحیح نہیں بلکہ شفعہ کر سکتا ہے اور اگر بعد میں یہ معلوم ہوا کہ ہزار روپے کی اشرفیوں کے عوض میں فروخت ہوا ہے یا عروض کے عوض میں فروخت ہوا جن کی قیمت ایک ہزار ہے تو شفعہ نہیں کر سکتا۔(بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۵۹، مسئلہ ۱۵)

{34} یہ خبر ملی تھی کہ مشتری زید ہے اس نے تسلیم کر دی بعد کو معلوم ہوا کہ دوسرا شخص ہے تو شفعہ کر سکتا ہے۔(بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۵۹، مسئلہ ۱۷)

{35} شفعہ ثابت ہو جانے کے بعد اس کے اسقاط کا حیلہ کرنا بالاتفاق مکروہ ہے مثلاً مشتری شفیع سے یہ کہے کہ تم شفعہ کر کے کیا کرو گے اگر تم اسے لیناہی چاہتے ہو تو جتنے میں میں نے لیا ہے اتنے میں تمہارے ہاتھ فروخت کر دوں گا شفیع نے کہہ دیا ہاں یا کہا میں خرید لوں گا شفعہ باطل ہو گیا یا اس سے کسی مال پر مشتری نے مصالحت کر لی شفعہ بھی باطل ہو گیا اور مال بھی نہیں دینا پڑا۔(بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۶۰، مسئلہ ۲۲)

{36} مشتری نے جدید تعمیر کی یا زمین میں درخت نصب کر دیے اور بذریعہ شفعہ یہ جائداد شفیع کو دلائی گئی تو وہ مشتری سے یہ کہے کہ اپنی عمارت توڑ کر اور درخت کاٹ کر لے جائے اور اگر عمارت توڑنے اور درخت

کھودنے میں زمین خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس عمارت کو توڑنے کے بعد اور درخت کاٹنے کے بعد جو قیمت ہو وہ قیمت مشتری کو دیدے اور ان چیزوں کو خود لے لے۔(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۵۲، مسئلہ ۹)

{37} شفیع نے اُس جائداد میں کوئی جدید تعمیر کی اس کے بعد مستحق نے دعویٰ کیا کہ یہ جائداد میری ہے اور وہ جائداد مستحق کو مل گئی تو تعمیر کی وجہ سے شفیع کا جو کچھ نقصان ہوا وہ نہ بائع سے لے سکتا ہے نہ مشتری سے کہ اس نے یہ جائداد جبراً وصول کی ہے انھوں نے اپنے قصد و اختیار سے اسے نہیں دی ہے کہ وہ اس کے نقصان کا ضمان دیں۔(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۴۶، مسئلہ ۲۵)

{38} اگر وہ عمارت خود منہدم ہو گئی کسی نے گرائی نہیں تو ثمن کو اُس زمین اور اس ملبہ پر تقسیم کریں جو حصہ زمین کے مقابل میں پڑے اوس کے عوض میں زمین کو لے لے۔ اور آگ سے وہ مکان جل گیا اور کوئی سامان باقی نہ رہا یا سیلاب ساری عمارت کو بہالے گیا تو پورے ثمن کے عوض میں شفیع اُس زمین کو لے سکتا ہے۔
()ایک شخص نے مکان خریدا اور اُسے خود اسی مشتری نے مُنہدِم کر دیا (گرادیا) یا کسی دوسرے شخص نے مُنہدِم کر دیا تو ثمن کو زمین اور بنی ہوئی عمارت کی قیمت پر تقسیم کریں۔ زمین کے مقابل میں ثمن کا جتنا حصہ آئے وہ دے کر زمین لے لے۔(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۴۳، مسئلہ ۱۲)

{39} زمین خریدی جس میں درخت ہیں اور درختوں میں پھل لگے ہوئے ہیں اور مشتری نے پھل بھی اپنے لیے شرط کر لیے ہیں اور اس میں شفعہ ہوا اگر پھل اب بھی موجود ہیں تو شفیع زمین و درخت اور پھل سب کو لے گا اور اگر پھل ٹوٹ چکے ہیں تو صرف زمین و درخت لے گا اور پھلوں کی قیمت ثمن سے کم کر دی جائے گی۔ اور اگر خریدنے کے بعد پھل آئے اس میں چند صورتیں ہیں ابھی تک درخت بائع ہی کے قبضہ میں تھے کہ پھل آگئے تو شفیع پھلوں کو بھی لے گا اور پھل توڑ لیے ہوں تو ان کی قیمت کی مقدار ثمن سے کم کی جائے گی۔ اور اگر مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد پھل آئے اور پھل موجود ہیں تو شفیع پھلوں کو بھی لے گا اور ثمن میں اضافہ نہیں کیا جائے گا اور اگر مشتری نے توڑ کر بیچ ڈالے یا کھا لیے تو شفیع کو زمین و درخت ملیں گے اور ثمن میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۵۳، مسئلہ ۱۶)

www.farzuloom.net

{40} شفیع کو خیار رویت اور خیار عیب حاصل ہے یعنی اگر اُس نے جائداد مشفوعہ نہیں دیکھی ہے تو دیکھنے کے بعد لینے سے انکار کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر اُس میں کوئی عیب ہے تو عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے کیونکہ شفعہ کے ذریعہ سے جائداد کا ملنا بیع کا حکم رکھتا ہے لہٰذا بیع میں جس طرح یہ دونوں خیار حاصل ہوتے ہیں یہاں بھی ہوں گے اور اگر مشتری نے عیب سے براءت کرلی ہے کہہ دیا ہے کہ اس میں کوئی عیب نکلے تو اس کی ذمہ داری نہیں اس صورت میں بھی عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے۔ مشتری کا براءت قبول کرنا کوئی چیز نہیں۔

(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۴۶، مسئلہ ۲۴)

{41} جائداد فروخت ہوئی اور شفیع نے شفعہ سے انکار کر دیا پھر مشتری نے خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے واپس کر دی یا اس میں عیب نکلا اور حکم قاضی سے واپس ہوئی تو اس واپسی کو بیع قرار دے کر شفیع شفعہ نہیں کر سکتا کہ یہ واپسی فسخ ہے بیع نہیں ہے اور اگر عیب کی صورت میں بغیر حکم قاضی بائع نے خود واپس لے لی تو شفعہ ہو سکتا ہے کہ حق ثالث میں یہ بیع جدید ہے۔ یوہیں اگر بیع کا اقالہ ہوا تو شفعہ ہو سکتا ہے۔

(بہارِ شریعت ح ۱۵، ص ۲۵۶، مسئلہ ۷)

شرکت:

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} شرکت کی دو قسمیں ہیں: (۱) شرکت مِلک (۲) شرکت عقد۔

{2} "**شرکت مِلک**" یہ ہے کہ کچھ لوگ ایک چیز کے اس طرح مالک ہوں کہ انہوں نے مِل جُل کر کوئی (خرید و فروخت یا) عقدِ شرکت (agreement of partrnership) نہ کیا ہو۔

{3} "**شرکت مِلک**" دو قسم ہے کہ (a) شرکت ملک جبری (b) شرکت ملک اختیاری

(a) "**شرکت مِلک جبری**" یہ ہے کہ دو آدمیوں کا مال خود بخود، بغیر کسی ارادہ کے آپس میں اس طرح مل جائے کہ ہر ایک کی چیز دوسرے سے الگ نہ ہو سکے، یا() انہیں بڑی مشکل سے الگ کیا جا سکے مثلاً وراثت (یعنی کسی

کے انتقال کے بعد ملنے والے مال) میں دونوں کو (گندم۔wheat) کی ایک بوری ملی، یا()ایک کے گیہوں، دوسرے کے جَو(barley) سے مل گئے تو اگرچہ یہاں دونوں کو الگ کرنا، ممکن ہے مگر بہت مشکل ہے لہذا یہ "شرکت مِلک جبری" ہے۔

(b)"**شرکت مِلک اختیاری**" یہ کہ دو آدمی مل جُل کر کسی چیز کو لیں، یا() کسی چیز میں شریک(partner)ہو جائیں، جیسے دونوں نے شرکت(partrnership) کے طور پر کسی چیز کو خریدا، یا()ان دونوں کو کسی تیسرے (3^{rd} person) نے ایک ہی چیز تحفے میں دے دی، یا()دونوں کو صدقہ میں ملی اور دونوں نے (ایسا تحفہ یا صدقہ) قبول(accept) کر لیا، یا()دونوں میں سے ایک نے جان بوجھ کر(deliberately)اپنی چیز دوسرے کی چیز میں ملا دی کہ ان وہ چیزیں الگ نہیں ہو سکتی (یا بہت مشکل سے الگ ہو نگی، تو یہ سب "شرکت ملک اختیاری" ہے)۔

{4} "**شرکت عقد**" یہ ہے کہ مِل جُل کر شرکت(partrnership)کا عقد(contract) کیا ہو مثلاً ایک نے کہا: "میں تیرا شریک(partner)ہوں"، دوسرے نے کہا: "مجھے قبول ہے"۔

()"**شرکت عقد**" کی کچھ قسمیں ہیں: (a) شرکت عقد بالمال، (b) شرکت عقد بالعمل، (c) شرکت عقد بالوجوہ۔ (بہار شریعت ح۱۰، ص۴۸۹، مسئلہ ۱ملخصاً)

(a)"**شرکتِ عقد بالمال**" یہ ہے کہ دو شخص مالی عقد(contract of investment) کریں۔
(بہار شریعت ح۱۰، ص۴۸۷، ماخوذاً)

(b)"**شرکتِ عقد بالعمل**" یہ ہے کہ دو کاریگر (چیزیں بنانے والے) لوگوں کے پاس سے کام لائیں اور مل جُل کر وہ کام کریں پھر جو کچھ مزدوری(wage) ملے، آپس میں تقسیم(divide) کر لیں۔ شرکت بالعمل کو، شرکت بالابدان / شرکت تقبل / شرکت صنائع بھی کہتے ہیں۔ (بہار شریعت ح۱۰، ص۵۰۵، مسئلہ ۶۱ملخصاً)

(c)"**شرکتِ عقد بالوجوہ**" میں بغیر مال کے اس طرح شرکت(partrnership)ہوتی ہے کہ ہر شریک (partrner)اپنی وجاہت(good well) کی وجہ سے دوکانداروں سے اُدھار مال لے کر لاتا ہے پھر وہ مل کر

مال بیچتے اور نفع(profit) آپس میں تقسیم کرلیتے ہیں۔(بہار شریعت ح۱۰،ص۵۰۹،مسئلہ۷۷ ملخصاً)

() پھر ان تینوں(شرکت عقد بالمال، شرکت عقد بالعمل، شرکت عقد بالوجوہ) میں سے ہر ایک دو قسمیں ہے:

(الف) شرکت مُفاوضہ۔(ب) شرکت عنان۔

{5} "شرکت مُفاوضہ" یہ ہے کہ دو شخص آپس میں یہ کہیں کہ ہم نے "شرکت مُفاوضہ" کی اور ہمیں اختیار (option) ہے کہ ایک ساتھ خرید و فروخت(buying and selling) کریں یا الگ الگ، نقد(cash) بیچیں، خریدیں یا اُدھار اور ہر ایک اپنی سوچ سے عمل کرے گا اور جو کچھ نفع(profit) نقصان ہو گا اُس میں دونوں برابر کے شریک(partner) ہیں۔

() "شرکتِ مُفاوضہ" میں یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں مال میں، نفع(profit) میں، تصرف(کاروباری کام کرنے اور مال خریدنے بیچنے) میں اور دَین(کاروباری قرض، سب) میں برابر برابر ہوں، لہٰذا نابالغ و بالغ، مسلمان و کافر، عاقل و مجنون اور دو نابالغوں میں میں "شرکت مُفاوضہ" نہیں ہو سکتی۔

(بہار شریعت ح۱۰،ص۴۹۱،مسئلہ ۸،۷،۶ ملخصاً)

{6} "شرکتِ عنان" یہ ہے کہ دو افراد(persons) ہر قسم کی تجارت(trade) میں شرکت (partrnership) کریں مگر ہر ایک دوسرے کا ضامن(guarantor) نہ ہو صرف دونوں شریک آپس میں ایک دوسرے کے وکیل(client worker) ہونگے(یعنی نفع نقصان میں شریک ہونگے مگر پہلے شریک کی خریدی ہوئی چیز کی رقم دینا دوسرے شریک کی ذمہ داری نہیں)، یا() کسی خاص تجارت(مثلاً کپڑے کا کاروبار) میں شامل ہوں(کہ نہ وہ برابری کی بنیاد پر ہو نہ دونوں ایک دوسرے کے ضامن ہوں)() "شرکتِ عنان" میں یہ شرط(precondition) ہے کہ ہر ایک ایسا ہو جو دوسرے کو وکیل بنا سکے(بہار شریعت ح۱۰،ص۴۹۹،۴۹۸،مسئلہ ۳۵ ملخصاً)() "شرکتِ عنان" میں کام اور آمدنی یا نقصان میں برابری کی شرط نہیں ہوتی۔(بہار شریعت ح۱۰،ص۵۰۷،مسئلہ ۶۹ ملخصاً)

{7} یوں **"شرکت عقد"**(مِل جُل کر شرکت کا عقد کرنے) کی کُل(total) چھ(6) قسمیں بنیں:

(2aالف)شرکت عقد بالمال مُفاوضہ(2aب)شرکت عقد بالمال عنان(2bالف)شرکت عقد بالعمل مُفاوضہ(2bب)شرکت عقد بالعمل عنان(2cالف)شرکت عقد بالوجوہ مُفاوضہ(2cب)شرکت عقد بالوجوہ عنان[20]۔

شرکتِ مِلک(بغیر عقد کے کچھ لوگوں کا کسی چیز کا مالک ہونے)کے مسائل:

{8}شرکتِ مِلک میں ہر ایک اپنے حصہ میں تَصرُّف(اپنی مرضی سے کام)کر سکتا ہے اور دوسرے کے حصّے میں غیر کی طرح ہے(یعنی دوسرے شریک(partner)کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا)، لہٰذا(i)اپنا حصّہ بیچ سکتا ہے اور اس میں شریک سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں(مثلاً ایک گھر کے دو(2)پورشن(الگ حصّے)ہیں، ایک پورشن(حصّہ)اس کا ہے تو)اُسے اختیار(option)ہے کہ اپنے شریک(partner)ہی کے ہاتھ میں بیچے، یا کسی تیسرے شخص کو بیچ دے[21]۔(بہار شریعت ح۱۰، ص۴۹۰، مسئلہ۲،مُلخصاً)

---

(20)(2aالف)**"شرکتِ عقد بالمال مُفاوضہ"** وہ عقد ہے کہ جس میں مال اور نفع برابر، برابر ہو۔

(2aب)**"شرکتِ عقد بالمال عنان"** وہ عقد ہے کہ جس میں مال اور نفع برابر، برابر نہ ہو۔

(2bالف)**"شرکتِ عقد بالعمل مُفاوضہ"** یہ ہے کہ کام اور نفع میں شریک برابری کی بنیاد پر ہو۔

(2bب)**"شرکتِ عقد بالعمل عنان"** یہ ہے کہ کام اور نفع میں شریک برابری کی بنیاد پر نہ ہو۔

(2cالف)**"شرکتِ عقد بالوجوہ مُفاوضہ"** یہ ہے کہ وجاہت(goodwill)سے ادھار مال لے کر بیچا جائے لیکن یہ کام برابری کی بنیاد پر ہو۔

(2cب)**"شرکتِ عقد بالوجوہ عنان"** یہ ہے کہ وجاہت(goodwill)سے ادھار مال لے کر بیچا جائے لیکن یہ کام برابری کی بنیاد پر نہ ہو۔

(21)کسی تیسرے کے ہاتھ بیچنے میں، دوسرے شریک(partner)کو "شفعہ" کا حق حاصل ہو گا۔ "شفعہ" کی تفصیل(detail)جاننے کے لیے **Topic number : 156** دیکھیں۔

شرکت ملک جبری(بغیر عقد کے کچھ لوگوں کا کسی چیز کا اپنی مرضی کے بغیر مالک ہونے) کے مسائل:

{9}دو آدمیوں کی چیزیں آپس میں مل گئیں مثلاً دو(2) بوریوں میں غلّہ (آناج۔grain) تھا(ہر ایک کی ایک بوری تھی)۔بوریاں پھٹ گئیں اور غلّہ مل گیا تو اس(مشترکہ غلّے۔combine grain) میں دونوں مالک، شریک(partner) ہوگئے۔()اگر اس میں سے کچھ ضائع(waste) ہوگا تو دونوں کا ضائع ہوگا اور جو باقی ہے اُسے اپنے اپنے حصّے کے مطابق ملے گا، مثلاً ایک کا دس(10) کلو غلّہ تھا اور دوسرے کا بیس(20) کلو غلّہ تھا تو جو کچھ باقی ہے اُس کے تین(3) حصے کریں گے، پہلا شخص ایک حصّہ لے گا اور دوسرا شخص دو حصّے۔

(بہار شریعت ح۱۰، ص۴۹۲، مسئلہ ۴۹، ملخصاً)

شرکت ملک اختیاری(بغیر عقد کے کچھ لوگوں کا کسی چیز کا اپنی مرضی سے مالک ہونے) کے مسائل:

{10}"**شرکت ملک اختیاری**"(مثلاً دو آدمی مِل جُل کر کوئی چیز خریدی تھی، اب اسے بیچنے) میں نفع (profit) کی کمی زیادتی کے ساتھ شراکت(partrnership) ہوسکتی ہے، مثلاً ایک کو ایک تہائی (1/3، 33٪) نفع ملے گا اور دوسرے کو دو تہائیاں(2/3، 66٪) لیکن نقصان جو کچھ ہوگا وہ راس المال (/investmentcapital) کے مطابق ہوگا(مثلاً دونوں نے آدھے آدھے(50٪ +50٪) پیسے لگائے ہیں اور نفع ایک کا ایک تہائی(33٪) اور دوسرے کا دو تہائی(66٪) طے ہوا تو نقصان کا حساب اس طرح نہیں رکھ سکتے، بلکہ اس صورت(case) میں نقصان 50٪ اور 50٪ ہوگا یعنی جتنے پیسے تھے اُتنا ہوگا)، اسکے خلاف(against) شرط کرنا(مثلاً کاروبار میں 50٪ +50٪ پیسے لگانے پر نقصان 33٪ اور 66٪ طے کرنا) باطل ہے۔(بہار شریعت ح۱۰، ص۵۰۹، مسئلہ ۷۸، ملخصاً)

شرکت عقد(مِل جُل کر شرکت کا عقد کرنے) کے مسائل:

{11}"**شرکت عقد**" میں ایجاب(offer) اور قبول(accept) کرنا ضروری ہے، چاہے لفظوں میں ہوں یا قرینہ(صورتِ حال۔condition) سے ایسا سمجھا جاتا ہو مثلاً ایک نے ہزار روپے دیے اور کہا کہ:"تم بھی اتنے پیسے نکالو جو چیز خرید اور بیچ کر نفع(profit) ہوگا، وہ دونوں کا ہوگا"۔ دوسرے نے روپے لے لیے تو

اگرچہ یہاں قبول(accept)کے الفاظ تو نہیں بولے مگر اس صورت(case)میں روپیہ لے لینا بھی قبول کہنے کی طرح ہے۔

{12}"**شرکت عقد**"میں یہ شرط(precondition)ہے کہ جس چیز پر شرکت(partrnership)ہوئی ہو،اُس میں وکالت(attorneyship) بھی ہو سکتی ہو لہٰذا مُباح اشیاء مثلاً گری پڑی گُٹھلیاں، جنگل کی لکڑیاں وغیرہ میں شرکت نہیں ہو سکتی(کیونکہ ایسی چیز جو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے، وہ اُس کا مالک بن جاتا ہے)۔

()اگر دونوں نے جنگل کی لکڑیاں کاٹنے پر اس طرح شرکت کی کہ جتنی لکڑیاں جمع ہونگی، وہ سب دونوں میں برابر، برابر ہونگی تو یہ شرکت صحیح نہیں۔ ہر ایک اُسی(لکڑی)کا مالک ہوگا کہ جو اُس نے کاٹی ہے اور

()یہ بات بھی ضروری ہے کہ ایسی شرط(precondition)نہ ہو کہ جس سے شرکت(partrnership)ہی نہ ہو سکے، مثلاً یہ کہ پہلا شریک یہ شرط رکھے کہ نفع(profit)کے پہلے ہزار(1000)روپے میرے ہیں، تو ایسی شرکت نہیں ہو سکتی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کُل ہزار(1000)روپے ہی نفع(profit)ہو تو اب شرکت کس چیز میں ہوگی؟(بہارِ شریعت ح۱۰، ص۴۹۰، مسئلہ ۴، ۵ مُلخصاً)

شرکت عقد بالمال(مِل جُل کر مال میں شرکت کا عقد کرنے)کے مسائل:

{13}شرکت کا تقاضہ(requirement)یہ ہے کہ جیسے نفع(profit)میں سب شریک(partrner) ہوتے ہیں، اُسی طرح نقصان میں سب لوگ، اپنے مال(investment)کی مقدار(percentage)کے مطابق شریک ہونگے۔(فتاویٰ رضویہ ج۱۷، ص ۳۷۲، مُلخصاً)

شرکت عقد بالعمل(مِل جُل کر کام کرنے میں شرکت کا عقد کرنے)کے مسائل:

{14}اس شرکت(partrnership)میں یہ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی کام کرنے والے ہوں بلکہ دو مختلف(different)کام کرنے والے بھی مِل جُل کر یہ شرکت کر سکتے ہیں، مثلاً ایک درزی ہے دوسرا رنگریز (کپڑا dye کرنے والا)، دونوں کپڑے لاتے ہیں تو درزی سیتا(stich کرتا)ہے اور دوسرا رنگتا (dye کرتا) ہے اور جو اُجرت(wages)ملتی ہے، وہ دونوں میں تقسیم(divide)ہوتی ہے۔

○"**شرکتِ عمل**" میں یہ بھی ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی دوکان میں کام کریں بلکہ دونوں کی الگ الگ دوکانیں ہوں تب بھی یہ شرکت ہوسکتی ہے مگر یہ بات ضروری ہے کہ وہ کام ایسے ہوں کہ اجارہ کرنے کی وجہ سے دونوں کام اُن پر لازم ہو جائیں۔

{15}"**شرکتِ عمل**" میں یہ بھی ضروری نہیں کہ شریک صاحبان(partrners)جوکچھ کمائیں(earn کریں) گے اُس میں برابر کے شریک(partner)ہوں بلکہ کمی،زیادتی کی شرط(precondition) بھی ہوسکتی ہے۔ ○شرکاء(partrners)نے جوکچھ طے کرلیا،اُسی کے مطابق اُجرت(wages) تقسیم ہوگی○اسی طرح کام کرنے میں بھی برابری کی شرط نہیں بلکہ اس طرح طے کرنا بھی جائز ہے کہ ایک زیادہ کام کریگااور دوسرا کم کام کرے گا○یہاں تک کہ یہ طے کرنا بھی جائز ہے کہ کم کام کرنے والے کوزیادہ اآجرت ملے گی۔

{16}ان میں سے کوئی ایک شریک(partrner) بھی کام لے کر آیاتووہ کام دونوں پرلازم ہو جائے گا،لہٰذا جس نے کام دیاہےوہ ہر ایک سے کام کامطالبہ(demand) کرسکتاہے(یعنی کام دینے والاکسی کو بھی کہہ سکتا ہے کہ:"میراکام کرکہ دو")۔دوسراشریک یہ نہیں کہہ سکتاہے کہ:"کام وہ لایاہے اُس سے کہو،میرااس کام سے کوئی تعلق نہیں"○اسی طرح ہر شریک،کام دینے والے سے اُجرت(wages)مانگ سکتاہے۔کام دینے والاکسی بھی شریک کواُجرت دے گاتوبَری ہوجائیگایعنی دوسرااب اُس سے اُجرت نہیں مانگ سکتا۔

{17}دونوں میں سے ایک نے کام کیاہے اور دوسرے نے کچھ نہ کیامثلاً بیمار تھایاسفر میں چلاگیاتھاجس کی وجہ سے کام نہ کرسکایابلاوجہ جان بوجھ کر(deliberately)اُس نے کام نہ کیاتب بھی آمدنی(income)دونوں پر طے شدہ فیصد(decided percentage) پر تقسیم ہوگی۔

شرکت عقدوجوہ(اپنی وجاہت(good well)پرمِل جُل کرشرکت کاعقدکرنے)کے احکام:

{18}اسکی بھی دوقسمیں مفاوضہ وعنان ہیں اور دونوں کی صورتیں بھی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور مطلق شرکت مذکور ہو توعنان ہوگی اور اس میں بھی اگر مفاوضہ ہے تو ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہے اور کفیل بھی اور عنان ہے تو صرف وکیل ہی ہے کفیل نہیں۔

{19} نفع میں یہاں بھی برابری ضرور نہیں اگر شرکت عنان ہے تو نفع میں برابری یا کم وبیش جو چاہیں شرط کر لیں مگر یہ ضرور ہے کہ نفع میں وہی صورت ہو جو خریدی ہوئی چیز میں ملک کی صورت میں ہو مثلاً اگر وہ چیز ایک کی دو تہائی ہو گی اور ایک کی ایک تہائی تو نفع بھی اسی حساب سے ہو گا اور اگر ملک میں کم وبیش ہے مگر نفع میں مساوات یا نفع کم وبیش ہے اور ملک میں برابری تو یہ شرط باطل وناجائز ہے اور نفع اُسی ملک کے حساب سے تقسیم ہو گا۔ (بہار شریعت ح۱۰، ص ۵۰۹، مسئلہ ۷۸،۷۷)

{20} مٹی کسی تیسرے شخص کی ہے اور دو آدمی اِس سے اینٹ بنانے میں شریک ہوئے تو صحیح (مسئلہ / صورت یہی) ہے کہ اِن دونوں نے تیسرے شخص سے مٹی خرید کر اینٹ بنائی ہے پھر اُسکو پکا کر اینٹیں بیچیں گے، مٹی کے مالک کو (مٹی کی) قیمت (amount) دیدیں گے اور جو نفع (profit) ہو گا وہ دونوں کو ملے گا تو یہ صورت بھی **"شرکت وجوہ"** کی ہے۔ (بہار شریعت ح۱۰، ص ۵۱۰، مسئلہ ۲، مُلخصاً)

شرکتِ عقد مُفاوضہ (بالمال / بالعمل / بالوجوہ) کے احکام (کہ جس عقد میں نفع برابر ہو):

{21} دو آدمیوں کے پاس ایک ہی قسم کا مال ہے جس سے وہ شرکت کرنا چاہتے ہیں اور اس کے علاوہ کچھ بھی مال نہیں تو دیگر شرطوں (preconditions) کے ساتھ "شرکت مُفاوضہ" ہو سکتی ہے۔

() اگر (کسی ایک شریک کے پاس بھی) اِس مال کے علاوہ (other) کچھ اور مال بھی ہو تو "شرکتِ مُفاوضہ" نہ ہو گی بلکہ یہ "شرکتِ عنان" ہو گی۔

{22} ہر ایک دوسرے کا وکیل (client worker) اور کفیل (guarantor) ہوتا ہے یعنی () ہر ایک کا مطالبہ (demand) دوسرا وصول کر سکتا ہے (یعنی دونوں نفع، نقصان اور اس کی وصولی میں شریک ہیں) اور () ہر ایک پر جو مطالبہ (demand) ہو گا دوسرا اُسکی طرف سے ضامن (guarantor) ہے (مثلاً دو شریک (partrner) ہیں، اُن میں سے ایک نے کسی تیسرے آدمی (3rd person) کو پیسے دینے ہیں تو اب دوسرا شریک (2nd partrner) بھی اس پیسے دینے کا ذمہ دار (responsible) ہے)۔ (بہار شریعت ح۱۰، ص ۴۹۱، مسئلہ ۷، مُلخصاً)

{23} جن دو افراد (persons) میں **"شرکت مُفاوضہ"** ہے ان میں اگر ایک شخص کوئی چیز خریدے تو دوسرا اُس میں شریک (partner) ہو گا؟ **ہاں!** اپنے گھر والوں کے لیے کھانا، کپڑا خریدا، یا گھر کی ضرورت کی کوئی چیز خریدی، یا کرائے کا گھر رہنے کے لیے لیا، یا ضرورت کے لیے سواری (ride) کا جانور خریدا تو اب ان چیزوں کا اکیلا مالک (alone owner) وہی شریک ہے کہ جس نے ان چیزوں کو خریدا؟ دوسرے شریک کو اس میں سے لینے کا حق (right) نہ ہو گا لیکن؟ ان چیزوں کو بیچنے والا، دوسرے شریک سے بھی رقم مانگ سکتا ہے کیونکہ دوسرا شریک، پہلے شریک کا کفیل (guarantor) ہے۔

{24} ان میں سے ایک کو اگر میراث ملی (یعنی کسی کے انتقال کے بعد ملنے والا مال ملا)، یا تحفہ، یا صدقہ ملا کہ جو صرف ایک ہی شریک کو ملا تو یہ اُسی ایک کا ہو گا، دوسرے کا اس میں کوئی حق (right) نہیں ہو گا (بہار شریعت ح ۱۰، ص ۴۹۴، ۴۹۳، مسئلہ ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۸ مُلخصاً) مثلاً سامان، یا گھر، یا کھیت ملا یا مرنے والا کا دَین (کاروباری قرض) جو حصّے میں آیا تھا، وہ وصول ہوا تو اب بھی "شرکت مُفاوضہ" باقی ہے۔

؟ **ہاں!** اگر وہ ملنے والی چیز ایسی ہے کہ جس میں شرکت (partrnership) ہو سکتی ہے تو "شرکت مُفاوضہ" ختم ہو جائے گی مثلاً مرنے والا کا دَین (کاروباری قرض) جو حصّے میں آیا تھا، وہ وصول ہوا اور اُس میں سونا چاندی کی کوئی چیز ملی تو جب یہ چیز ملے گی، "شرکت مُفاوضہ" ختم ہو کر "شرکتِ عنان" ہو جائیگی۔

(بہار شریعت ح ۱۰، ص ۴۹۶، مسئلہ ۲۴، مُلخصاً)

{25} شرکت مفاوضہ و عنان دونوں نقود (روپیہ اشرفی) میں ہو سکتی ہیں یا ایسے پیسوں میں جن کا چلن ہو (رائج الوقت ہو یعنی جس سے خرید و فروخت ہوتی ہو) اور اگر چاندی سونے غیر مضروب ہوں (سکہ نہ ہوں) مگر ان سے لین دین کا رواج ہو تو اُسمیں بھی شرکت ہو سکتی ہے۔

{26} اگر دونوں کے پاس روپے اشرفی نہ ہوں صرف سامان ہو اور شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان کرنا چاہتے ہوں تو ہر ایک اپنے سامان کے ایک حصہ کو دوسرے کے سامان کے ایک حصہ کے مقابل یا روپے کے بدلے بیچ ڈالے اسکے بعد اِس بیچے ہوئے سامان میں عقد شرکت کر لیں۔ (بہار شریعت، ح ۱۰، مسئلہ ۲۸، ۲۷)

شرکت عقدِ عنان (بالمال / بالعمل / بالوجوہ) کے مسائل (کہ جس عقد میں نفع برابر نہ ہو):

{27} "شرکتِ عنان" مرد و عورت کے درمیان، مسلم و کافر کے درمیان، بالغ اور نابالغ کے درمیان ہو سکتا ہے()ہاں! نابالغ کا عاقل ہونا اور اسکے ولی (یعنی سرپرست مثلاً والد) کی طرف سے (کاروبار کرنے کی) اجازت ہونا ضروری ہے۔

{28} "شرکت عنان" میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسکی مُدّت (duration) طے کر دی جائے مثلاً ایک سال کے لیے ہم دونوں شرکت کرتے ہیں اور () یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں کے مال کم، زیادہ ہوں یعنی برابر نہ ہوں اور نفع (profit) برابر، برابر ہو، یا()مال برابر ہوں اور نفع (profit) کم، زیادہ ہو اور() کُل مال کے ساتھ بھی یہ شرکت ہو سکتی ہے، اسی طرح کچھ مال کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے اور() یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں کے مال دو قسم کے ہوں مثلاً ایک شریک کی طرف سے روپیہ (چاندی کے سکّے۔silver coins) اور دوسرے شریک کی طرف سے اشرفی (سونے کے سکّے۔gold coins) ہوں۔

{29} اگر دونوں نے اس طرح شرکت (partrnership) کی کہ مال دونوں کا ہو گا مگر کام صرف ایک ہی کریگا اور نفع (profit) دونوں لیں گے اور نفع (profit) کی تقسیم مال کے حساب سے ہو گی یا برابر لیں گے یا کام کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو جائز ہے اور () اگر کام نہ کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو شرکت ناجائز۔ اسی طرح () اگر یہ طے کیا کہ کُل (total) نفع (profit) ایک ہی شخص لے گا تو یہ شرکت ہی نہیں ہے اور () اگر کام دونوں کریں گے مگر ایک زیادہ کام کرے گا دوسرا کم کرے گا مگر جو زیادہ کام کرے گا، اس کا نفع (profit) میں حصّہ بھی زیادہ ہو گا، یا برابر ہو گا تو یہ سب بھی جائز ہے۔

{30} اگر دونوں کے مال خریداری کے پہلے ہلاک ہو گئے یا ایک کا مال ہلاک ہوا تو شرکت باطل ہو گئی پھر مال مخلوط (ملا ہوا) تھا تو جو کچھ ہلاک ہوا ہے دونوں کے ذمہ ہے اور مخلوط نہ تھا تو جس کا تھا اُسکے ذمہ اور اگر عقد شرکت کے بعد ایک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی اور دوسرے کا مال ہلاک ہو گیا اور ابھی اِس سے کوئی چیز خریدی نہیں گئی ہے تو شرکت باطل نہیں اور وہ خریدی ہوئی چیز دونوں میں مشترک ہے مشتری اپنے شریک

سے بقدر شرکت اُسکے ثمن سے وصول کر سکتا ہے۔ اور اگر عقد شرکت کے بعد خرید امگر خریدنے سے پہلے شریک کا مال ہلاک ہو چکا ہے تو اسکی دو صورتیں ہیں اگر دونوں نے باہم صراحۃً (صریح طور پر، واضح طور پر) ہر ایک کو وکیل کر دیا ہے یہ کہدیا ہے کہ ہم میں جو کوئی اپنے اس مال شرکت سے جو کچھ خریدیگا وہ مشترک ہو گی تو اس صورت میں وہ چیز مشترک ہو گی کہ اُسکے حصہ کی قدر چیز دیدے اور اِس حصہ کا ثمن لے لے اور اگر صراحۃً وکیل نہیں کیا ہے تو اِس چیز میں دوسرے کی شرکت نہیں کہ مال ہلاک ہونے سے شرکت باطل ہو چکی ہے اور اُسکے ضمن میں جو وکالت تھی وہ بھی باطل ہے اور وکالت کی صراحت نہیں کہ اسکے ذریعہ سے شرکت ہوتی۔ (بہار شریعت ح۱۰، ص۵۰۰، مسئلہ ۴۳)

{31} یہ بات بھی ضروری ہے کہ ایسی شرط (precondition) نہ ہو کہ جس سے شرکت (partrnership) ہی نہ ہو سکے، مثلاً یہ کہ پہلا شریک یہ شرط رکھے کہ نفع (profit) کے پہلے ہزار (1000) روپے میرے ہیں، تو ایسی شرکت نہیں ہو سکتی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کُل ہزار (1000) روپے ہی نفع (profit) ہو تو اب شرکت کس چیز میں ہو گی؟ (بہار شریعت ح۱۰، ص۴۹۰، مسئلہ ۴،۵ ملخصاً)

{32} شریک کو یہ اختیار (option) ہے کہ جس طرح مناسب سمجھے نقد (cash) یا اُدھار خرید و فروخت (buying and selling) کرے () اگر شرکت کا روپیہ نقد موجود نہ ہو تو اُدھار خریدنے کی اجازت نہیں، اس صورت (case) میں جو کچھ خریدے گا، وہ اُس ایک شریک ہی پر ادھار ہو گا () **ہاں** اگر دوسرا شریک بھی اس ادھار خریدنے پر راضی (agree) ہے تو اس میں بھی شرکت (partrnership) ہو جائے گی () یہ بھی اختیار (option) ہے کہ سستا بیچے یا مہنگا۔

شرکت فاسدہ کا بیان:

{33} مباح چیز کے حاصل کرنے کے لیے شرکت (partrnership) کرنا ناجائز ہے () مثلاً جنگل کی لکڑیاں یا گھاس کاٹنے کی شرکت کی کہ جو کچھ کاٹیں گے وہ ہم دونوں میں مشترک ہو گی، یا () جانور کا شکار کرنے، یا () پانی بھرنے میں شرکت کی، یا () جنگل اور پہاڑ کے پھل توڑنے میں شرکت کی تو یہ سب شرکتیں "فاسد" اور ناجائز

ہیں()اِن سب صورتوں میں جو کچھ جس نے حاصل کیا، وہ اُسی کا مالک ہے اور()اگر دونوں نے ایک ساتھ اس طرح حاصل کیں کہ معلوم نہ ہو کہ کس کا حاصل کردہ کتنا ہے(مثلاً دونوں جنگل کے درخت سے مل کر پھل اُتارتے رہے) کہ جو کچھ حاصل کیا وہ ملا دیا اور اب پہچان بھی نہیں ہو رہی تو دونوں برابر کے حصہ دار ہیں چاہے تقسیم(divide) کرلیں یا بیچ کر پیسے برابر، برابر بانٹ لیں۔

{34}اگر "شرکت فاسِدہ" میں دونوں شریکوں(partners) نے مال کی شرکت(partrnership) کی ہے تو ہر ایک کو نفع(profit) اس کے مال کے مطابق ملے گا مگر کام کی کوئی اُجرت نہیں ملے گی، مثلاً دونوں نے ایک ایک ہزار کے ساتھ شرکت کی اور طے ہوا کہ ایک شریک نفع کے پہلے ہزار روپے لے گا تو یہ "شرکتِ فاسدہ" ہوئی لیکن مال برابر ہے، لہٰذا نفع(profit) برابر تقسیم کرلیں، چاہے ایک ہی نے کام کیا اور دوسرے نے کچھ بھی نہ کیا ہو۔

{35}ایک نے دوسرے کو اپنا جانور دیا کہ اس پر تم اپنا سامان لاد کر پھیری کرو(یعنی سامان load کرکے جگہ جگہ لے کر جاکر بیچو، کرو) تو جو نفع(profit) ہو گا اُس کو برابر، برابر تقسیم کرلیں گے۔ یہ بھی "شرکتِ فاسدہ" ہے، نفع(profit) پورا کا پورا مالک کا ہو گا اور جس شخص نے پھیری کی، اُسے "اُجرتِ مثل" ملے گی(یعنی عام طور پر ایسے کام کی جو اجرت ہوتی ہے، وہ ملے گی)()(اگر جانور اس کا نہیں تھا کہ جس کا سامان تھا تو) جس شخص کا جانور تھا، اُسے بھی "اُجرت مثل" ملے گی۔

()اپنا جال دوسرے کو مچھلی پکڑنے کے لیے دیا اور یہ طے کیا کہ جو مچھلی ملے گی اُسے برابر، برابر بانٹ لیں گے تو یہ بھی "شرکتِ فاسدہ" ہے۔ مچھلی اُسی کو ملے گی جس نے پکڑی اور جال والے کو "اُجرتِ مثل" ملے گی۔

شرکت(partrnership) کے مختلف(different) مسائل:

{36}شریک(partner) کو یہ اختیار(option) نہیں کہ دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر اسکی طرف سے زکاۃ ادا(pay) کرے()اگر ایک نے دوسرے سے پوچھے بغیر اس کی زکاۃ دے دی تو تاوان دے گا(یعنی اُتنی ہی رقم دوسرے شریک کو دے گا)۔

{37}دونوں شریکوں(partners)میں کوئی بھی مر جائے،اُسکی موت کا علم دوسرے شریک کو ہو یا نہ ہو بہر حال "شرکت عقد" باطل (ختم) ہو جاتی ہے۔(بہار شریعت ح۱۰،ص۵۱۲،مسئلہ ۱۲،ملخصاً)

{38}دونوں شریکوں(partners)میں کوئی بھی مر جائے،"شرکت مِلک" باطل (ختم) نہیں ہوتی لیکن موت کے بعد،اُس (میّت) کے وارثین (یعنی وہ لوگ جو مرنے والے کے بعد،اُس کے مال کے مالک(owner)بن جاتے ہیں)شریک(partner)بن جائیں گے۔(دین کے مسائل،part 4)

مضاربت(sleeping partnership):

(یہ مواد "دین کے مسائل"،part 04سے لیا گیا ہے،www.farzuloom.net)

{1}"مضاربت"(sleeping partnership)ایک ایساعَقْد(contract)ہے جو فریقین(مثلاً دوافراد(2 persons)کے درمیان طے پاتا ہے۔جس میں ایک طرف سے رقم(amount)اور دوسری طرف سے عمل ہوتا ہے جبکہ نفع(profit)میں دونوں شریک(partner)ہوتے ہیں۔(تبیین الحقائق،ج۵،ص۵۱۴،ماخوذاً)

{2}مُضاربت پر مال دینے والے کو"رَبُّ الْمَال"(investor)،()کام کرنے والے کو"مُضَارِب"،()مالک نے جو دیا اُسے"رَاسُ الْمَال"(capital)کہتے ہیں۔

()اگر تمام نفع(profit)"رَبُّ الْمَال"(مضاربت پر مال دینے والا،investor)ہی کے لیے دینا طے پایا تو اُس کو"اِبضاع"کہتے ہیں اور()اگر تمام نفع(profit)کام کرنے والے کے لیے طے پایا تو"قرض"ہے۔

()"مُضاربت"کی لوگوں کو ضرورت ہے کیونکہ انسان مختلف قسم کے ہیں،کچھ مالدار،کچھ غریب،کچھ مال والے کہ کاروبار کرنا نہیں آتا اور کچھ غریب کہ کام کرنے میں ماہر(expert)ہوتے ہیں۔کاروبار نہ جاننے والے امیر کو کام کرنے والا چاہیے اور کام جاننے والے غریب کو پیسے چاہیے،دین وشریعت نے امیر وغریب دونوں کے فائدے کا راستہ بتایا اور "مضاربت"کی اجازت دی۔

{3}مضاربت(sleeping partnership)کی کچھ شرطیں(preconditions)ہیں:

(۱)"رَاسُ الْمَال"(capital) ثمن (یعنی سونا یا چاندی یا پیسے) ہو() عروض (سامان وغیرہ) سے "مضاربت" (sleeping partnership) صحیح نہیں() اگر پہلے نے کچھ سامان دے کر کہا: "اسے بیچو اور اس سے ملنے والے پیسوں کو لے کر "مضاربت"(sleeping partnership) کر لو" تو دوسرے نے اُس سامان کو پیسوں میں بیچا پھر "مضاربت" کے لیے کاروبار شروع کیا تو یہ "مضاربت" بھی صحیح ہے۔

(۲) رَاسُ الْمَال (capital) معلوم ہو، چاہے اس طرح معلوم کیا گیا ہو کہ اُس کی طرف اشارہ کر دیا۔

(۳) رَاسُ الْمَال (capital) "عین" ہو یعنی مُتَعَیَّن (موجود) ہو، ایسا "دَین" (قرض) نہ ہو جو غیر مُتَعَیَّن (غیر موجود، چاہے) واجب فی الذمہ (کسی کو دینا لازم) ہو۔

() "مضاربت"(sleeping partnership) اگر "دَین" (قرض) کے ساتھ ہوئی یعنی "رَبُّ الْمَال" (مُضاربت پر مال دینے والے، investor) نے "رَاسُ الْمَال" (مالک کی طرف سے دیے جانے والا مال، capital) "دَین" (قرض) کو بنایا اور "مُضَارِب" (کام کرنے والے) سے کہا: تمہارے اوپر جو میرے پیسے (قرض کے) ہیں، اُن سے "مُضاربت" کرو، یہ صحیح نہیں۔ "مُضَارِب" (کام کرنے والے) جو کچھ خریدے گا اُس کا مالک وہ خود ہی ہو گا اور جو قرض اُس پر ہے، وہ باقی رہے گا۔

() اگر کسی تیسرے فرد (3rd person) پر دَین ہو مثلاً "رَبُّ الْمَال" (مُضاربت پر مال دینے والے، investor) نے "مُضَارِب" (مُضاربت میں کام کرنے والے) سے کہہ دیا کہ: "فلاں کی طرف میرا اتنا قرضہ ہے، اُس سے وہ لے کر مُضارَبت شروع کرو تو یہ "مُضاربت"(sleeping partnership) جائز ہے یعنی اس طرح مُضاربت ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۴) رَاسُ الْمَال (capital) مکمل طور پر "مُضارِب" (مُضاربت میں کام کرنے والے) کو دے دیا جائے کہ اُس کا قبضہ ہو جائے (مثلاً اس کے ہاتھ میں آ جائے) اور "رَبُّ الْمَال" (مضاربت پر مال دینے والے، investor) کا بالکل قبضہ نہ رہے۔

www.farzuloom.net

(۵) نفع(profit)دونوں کے درمیان "شائع"(یعنی طے شدہ حصّہ)ہو،مثلاًنصف اور نصف(50٪/ 50٪)، یادو تہائی اور ایک تہائی(66٪/ 33٪)،یا تین چوتھائی اور ایک چوتھائی(75٪/ 25٪)۔
() نفع(profit)میں اِس طرح حصّہ طے نہ کیا جائے کہ جس میں شرکت(partrnership)ہی ختم ہو سکتی ہو،مثلاً یہ کہہ دیا کہ پہلے ہزار روپے کا نفع(profit)میں لوں گا تو ہو سکتا ہے کہ کُل نفع(total profit)ہی ہزار روپے ہو،یا اس سے بھی کم ہو تو نفع میں شرکت کیسے باقی رہے گی؟۔
(٦) ہر ایک کا حصّہ معلوم ہو لہٰذا ایسی بات طے کرنا کہ جس کی وجہ سے نفعے(profit)میں جہالت(معلوم ہونے کی کمی)پیدا ہو "مُضاربت"(sleeping partnership)کو فاسد(یعنی خراب)کر دیتی ہے مثلاً "رَبُّ المَال"(مضاربت پر مال دینے والے،investor)نے "مُضارِب"(مُضاربت میں کام کرنے والے)سے طے کیا کہ تم کو آدھا(50٪)یا تہائی(33٪) نفع(profit)دیا جائے گا یعنی نفعے میں آدھا حصّہ بھی ہو سکتا ہے اور تہائی بھی تو اس طرح طے کرنے سے جہالت باقی(نفع مکمل طور پر طے نہیں ہے)اور "مُضاربت" فاسد ہے۔
()اگر اس طرح طے کیا کہ جس میں جہالت نہ ہو تو مضارَبت(sleeping partnership) صحیح ہے مثلاً یہ کہ نقصان جو کچھ ہو گا وہ مُضارِب(کام کرنے والے)کا ہو گا،یا()دونوں کا برابر ہو گا۔
(٧) مُضارِب(کام کرنے والے)کے لیے نفع(profit)دینا شرط ہو۔ اگر رَاسُ الْمَال(capital)میں سے (مُضارب کو بطورِ اُجرت(wages)کے)کچھ دینا شرط کیا گیا،یا()رَاسُ الْمَال اور نفع(profit)دونوں سے کچھ دینے کا طے ہوا تو مضاربت(sleeping partnership)فاسد ہو جائے گی۔
{4} "مُضاربت" کا حکم یہ ہے کہ جب مُضارِب(کام کرنے والے)کو مال دیا گیا اُس وقت وہ "امین"(امانت لینے والا)ہے اور()جب اُس نے کام شروع کیا اب وہ "وکیل"(client worker)ہے اور()جب کچھ "نفع"(profit)ہوا تو اب "شریک"(حصّہ دار)ہے اور()"رَبُّ الْمَال"(مضاربت پر مال دینے والے، investor)کے حکم کے خلاف(against)کام کیا تو "غاصب"(ایسا کہ جیسے کسی کی چیز چھین کر لے جانے

والا) ہے اور()" مُضارَبت "فاسد ہو گئی تو مُضارِب (کام کرنے والا) اَجیر (ملازم، نوکر) ہے اور اِجارہ (wages) بھی فاسد (اور خراب) ہے۔

{5}(ا)" مُضارَبت " کبھی " مطلق " ہوتی ہے کہ جس میں زمان و مکان (یعنی وقت اور جگہ) اور کس قسم کی تجارت کرنی ہے؟ (کپڑے کی یا پھلوں کی یا کسی اور چیز کی) طے نہیں ہوتا، بس پیسے دے دیے جاتے ہیں۔

(۲) کبھی مضاربت میں طرح طرح کی قیدیں ہوتی ہیں (مثلاً اس بازار میں کرنی ہے، کپڑے کی کرنی ہے، نقد (cash) پر کرنی ہے)۔

()مضارَبت مُطلقہ (ایسی مضاربت جس میں کسی قسم کی قید نہ ہو) میں مُضارِب کو ہر قسم کی تجارت کرنے کا اختیار (option) ہے، چاہے نقد (cash) میں بیچے یا (تاجروں کی عادت کے مطابق) اُدھار میں بیچے()ہر قسم کی چیز خرید سکتا ہے بلکہ خرید و فروخت میں کسی تیسرے کو وکیل (client worker) بھی بنا سکتا ہے()دریا اور خشکی کا سفر بھی کر سکتا ہے()" ابضاع " بھی کر سکتا ہے یعنی دوسرے کو تجارت کے لیے اس شرط (precondition) پر مال دے دے کہ " نفع " میرا ہو گا()اپنی چیز کسی کے پاس " رہن " (mortgage) رکھ سکتا ہے()دوسرے کی چیز اپنے پاس " رہن " لے سکتا ہے()کسی چیز کو کرائے پر دے سکتا ہے اور()کسی چیز کو کرائے پر لے بھی سکتا ہے کیونکہ یہ ساری باتیں تاجر لوگوں کی عادت میں شامل ہیں۔

()" رَبُّ الْمَال " (مضاربت پر مال دینے والے، investor) نے شہر یا وقت یا خاص (مثلاً کپڑے یا پھل یا کسی اور چیز کی) تجارت کا کہہ دیا تو مُضارِب (کام کرنے والے) کو ان باتوں پر عمل کرنا لازم ہے۔

()" رَبُّ الْمَال " نے بے فائدہ قیدیں (پابندیاں) لگائیں مثلاً یہ کہ نقد (cash) نہ بیچنا تو ایسی باتیں مُضارِب (کام کرنے والے) پر لازم نہیں ہیں اور()ایسی قید (پابندی) میں کوئی فائدہ ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہو گا، مثلاً اِس شہر کے فلاں بازار میں تجارت کرنا، فلاں میں نہ کرنا، وغیرہ۔ (بہار شریعت ح۱۴، ص۱۰، مسئلہ ۳۱،۲۸، مُلخصاً)

{6} مُضارِب (کام کرنے والے) نے مال بیچنے کے بعد ثمن (مثلاً پیسوں) کے لیے کوئی وقت طے کر لیا تو ایسا کرنا، جائز ہے۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{7}مضارِب یہ نہیں کر سکتا کہ دوسرے کو بطور مضارَبت یہ مال دیدے یا اِس مال کے ساتھ کسی سے شرکت کرے یا اِس مال کو اپنے مال میں خلط کرے (یعنی ملائے۔) مگر جبکہ رب المال نے اُس کو ان کاموں کی اجازت دیدی ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرو۔ (بہار شریعت ح ۱۴، ص ۷، مسئلہ ۹)

{8}مضارِب نے بلا اجازتِ رب المال دوسرے شخص کو بطور مضاربت مال دیدیا، محض دینے سے مضارِب ضامن نہیں ہوگا جب تک دوسرا شخص کام کرنا شروع نہ کردے اور دوسرے نے کام کرنا شروع کردیا تو مضارِبِ اول ضامن ہوگیا۔

{9}مضارِب اول کو مضاربت کے طور پر مال دینے کی اجازت تھی اور اُس نے دے دیا اور ان دونوں کے مابین یہ طے پایا ہے کہ مضارِب ثانی کو نفع کی تہائی ملے گی اور اس کی تجارت میں نفع بھی ہوا اگر مضارِب اوّل اور مالک کے درمیان نصف نصف نفع کی شرط تھی یا مالک نے یہ کہا تھا کہ خدا جو کچھ نفع دے گا وہ میرے تمھارے درمیان نصف نصف ہے یا اتنا ہی کہا تھا کہ نفع میرے اور تمھارے مابین ہوگا تو نفع میں سے آدھا مالک لے گا اور ایک تہائی مضارِب ثانی لے گا اور چھٹا حصہ مضارِب اوّل کا ہے اور اگر مالک نے یہ کہا تھا کہ خدا تمھیں جو کچھ نفع دے گا یا یہ کہا تھا کہ تمھیں جو کچھ نفع ہو وہ میرے اور تمھارے مابین نصف نصف یا اسی قسم کے دیگر الفاظ، اِس صورت میں ایک تہائی مضارِب ثانی کی اور بقیہ میں مالک اور مضارِب اول دونوں برابر کے شریک یعنی ہر ایک کو ایک ایک تہائی ملے گی، یوہیں اگر مضارِب ثانی کے لیے تہائی سے زیادہ یا کم کی شرط تھی تو جو اس کے لیے ٹھہرا تھا یہ لے لے اور باقی ان دونوں میں نصف نصف تقسیم ہو، یوہیں اگر مالک نے کہہ دیا تھا کہ جو کچھ تمھیں نفع ہو وہ ہم دونوں کے مابین نصف نصف اور اس نے دوسرے کو نصف نفع پر دے دیا تو جو کچھ نفع ہوگا مضارِب ثانی اس میں سے نصف لے لے گا اور مابقی (جو باقی ہے) ان دونوں کے مابین نصف نصف اور اگر مالک نے کہا تھا کہ خدا اس میں جو نفع دے گا یا خدا کا جو کچھ فضل ہوگا وہ دونوں کے مابین نصف نصف اور مضارب اوّل نے دوسرے کو نصف نفع پر دے دیا تو جو کچھ نفع ہوگا اُس میں سے آدھا مضارِب ثانی لے گا اور آدھا مالک لے گا

اور مضارِب اوّل کے لیے کچھ نہیں بچا اور اگر اس صورت میں مضارِب اوّل نے دوسرے سے دو تہائی نفع کے لیے کہہ دیا تھا تو آدھا نفع مالک لے گا اور دو تہائی مضارِب ثانی کی ہوگی یعنی جو کچھ نفع ہوا ہے اُس کا چھٹا حصہ مضارِب اوّل دوسرے کو اپنے گھر سے دے گا تا کہ دو تہائیاں پوری ہوں۔

(بہار شریعت ح۱۴،ص۱۵،۱۴،۱۳،مسئلہ ۳۸،۴۴)

{10}مال مضارَبت سے جو لونڈی، غلام خریدے گا اس کا نکاح نہیں کر سکتا ہے کہ یہ بات تجار کی عادت سے نہیں۔ ایسے غلام کو نہیں خرید سکتا جو خریدنے سے رب المال کی جانب سے آزاد ہو جائے مثلاً رب المال کا ذی رحم محرم (یعنی نسب کی رو سے ان میں باہم وہ رشتہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ حرمت نکاح کا موجب ہوتا ہے) ہے کہ اگر اُس کی مِلک میں آجائے گا آزاد ہو جائے گا یا رب المال نے کسی غلام کی نسبت کہا ہے کہ اگر میں اس کا مالک ہو جاؤں تو آزاد ہے کہ ان سب کی خریداری مقصد تجارت کے خلاف ہے اگر خریدے گا تو مضارِب ان کا مالک ہوگا اور اُس کو اپنے پاس سے ثمن دینا ہوگا راس المال سے ثمن نہیں دے سکتا۔

وکالت(attorneyship):

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1}"وکالت"(attorneyship)وہاں ہوتی (یعنی "وکیل"(client worker) اُس کام میں بنایا جاتا) ہے کہ جو کام "مُؤَکِّل"(client) خود کر سکتا ہو اور () اگر کسی خاص وجہ سے "مُؤَکّل" کو وہ کام فی الوقت کرنا منع ہو (جیسے حج یا عمرے پر جانے والے "احرام" کی نیّت کرتے ہیں (اور اس میں دو سفید چادریں بھی پہنتے ہیں) تو ان پر کچھ کام کرنا منع ہو جاتے ہیں، مثلاً شکار کرنا) لیکن اصل میں وہ کام جائز ہو اس کام کا "وکیل" (client worker) بنانا درست ہے، مثلاً احرام والے کا کسی دوسرے (کہ جو احرام میں نہ ہو) کو شکار کرنے کا "وکیل" بنانا۔

{2}"وکیل"(client worker) نے بھنگ (cannabis) پی لی کہ عقل میں فتور (خرابی / فرق) پیدا ہو گیا

تووہ"وکیل"نہ رہایعنی اس حالت میں جو کام کرے گا،وہ"مُؤَکِّل"(client)پرلازم نہ ہونگے۔

{3}مباح چیز کے حاصل کرنے کے لیے وکیل(client worker)بنانا،جائز نہیں ہے()مثلاً جنگل کی لکڑیاں یا گھاس کاٹنے،یا()جانور کا شکار کرنے،یا()دریا،یا کوئیں سے پانی بھرنے،یا()کان(جس زمین یا پہاڑ میں قدرتی طور پر سونا موجود ہو۔gold mine)سے جواہر(موتی۔pearl)نکالنے پر وکالت(attorneyship)نہیں ہو سکتی۔جو شخص ان جگہوں سے جو چیز لے گا،وہی اُس کا مالک(owner)ہو گا،"مُؤَکِّل"(client)کا اُس چیز پر کوئی حق(right)نہ ہو گا۔

{4}"وکالت"(وکیل بنانے۔attorneyship)کے لیے ضروری نہیں کہ"وکیل"(client worker)، "وکالت"(attorneyship)کو قبول(accept)بھی کرے یعنی اگر"وکیل"(client worker)نے یہ نہیں کہا کہ:"میں نے قبول(accept)کیا"لیکن جس کام کو کرنے کا بولا گیا تھا،وہ کام کر دیا تو"مُؤَکِّل" (وکیل بنانے والے،client)پر وہ کام لازم ہو جائے گا(مثلاً"مُؤَکِّل"(client)نے"وکیل"(client worker)کو کہا کہ:میرے لیے کپڑا خرید کر لاؤ تو"وکیل"نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن کپڑا خرید کر لے آیا تو اب یہ کپڑا"مُؤَکِّل"ہی کا ہے)۔

()ہاں!اگر وکیل نے انکار(denial)کر دیا تو وکالت(attorneyship)نہیں ہوئی،مثلاً"مُؤَکِّل" (client)نے کہا تھا کہ میری یہ چیز بیچ دو تو"وکیل"(client worker)نے منع کر دیا تھا کہ میں یہ کام نہیں کرونگا مگر پھر بھی اُس نے وہ چیز خرید لی تو اب یہ خریداری مُؤَکِّل(client)پر لازم نہ ہوئی کیونکہ یہ شخص "وکیل"(client worker)بنا ہی نہیں تھا بلکہ اب یہ"فضولی"(یعنی بغیر اجازت کسی دوسرے کی طرف سے کوئی کام(مثلاً خریداری)کرنے والا)ہے(اور اس طرح کے کام کا"شرعی حکم"یہ ہے کہ جس شخص کی طرف سے بغیر اجازت کے کام کیا گیا ہو،جب تک وہ اُس کام کو نافذ(ok)نہ کرے،وہ کام پورا نہیں ہوتا مثلاً اُس کی

www.farzuloom.net

اجازت کے بغیر خریداری ہوئی، تو اگر اُس نے نافذ(ok) کی تو وہ چیز اُس کی ہوگی ورنہ وہ چیز خریدنے والے ہی کی ہوگی)۔

{5}"وکیل"(client worker) کو کام کرنے پر مجبور(force) نہیں کیا جاسکتا۔

()اگر "وکیل" اس لیے بنایا کہ یہ چیز فلاں کو دے دے تو اب وکیل کو دینا لازم ہے، مثلاً کسی سے کہا کہ: "یہ کپڑا فلاں شخص کو دے دینا" اُس نے منظور(ok) کر لیا اور "مُؤَکِّل "(client) چلا گیا تو "وکیل" پر لازم ہے کہ وہ چیز تیسرے آدمی(3^{rd} person) کو دے دے۔

{6}"وکیل"(client worker) کو یہ اختیار(option) نہیں کہ جس کام کے لیے وکیل بنایا گیا ہے، اُسی کام کے لیے کسی اور کو "وکیل" بنادے()**ہاں!** اگر "مُؤَکِّل "(client) نے اُس کو یہ اختیار(option) دیا ہو کہ خود کر دے، یا دوسرے سے کرادے تو وکیل بنا سکتا ہے، یا() وکیل کے وکیل نے وہ کام کر لیا اور "مُؤَکِّل " (client) نے اُسے جائز(ok) کر دیا تو اب یہ کام درست ہو گیا، یا()"مُؤَکِّل " نے "وکیل" سے کہہ دیا تھا کہ جو کچھ تم کرو، مجھے منظور(میری طرف سے ok) ہے تو وکیل نے دوسرا وکیل بنالیا، یہ بھی درست ہے۔

{7} وکالت(attorneyship) میں تھوڑی سی جہالت(یعنی کام مکمل طور پر معلوم نہ ہونے، تھوڑا بہت غیر واضح ہونے) سے حرج نہیں مثلاً کہہ دیا کہ مَلمَل کا تھان(ایک قسم کے باریک سوتی(cotton کے) کپڑے کا تھان) خرید لو(تو یہ وکالت صحیح ہے)۔

{8}(ایسی شرط(precondition) کہ جو وکالت(attorneyship) کے تقاضے(requirement) کے خلاف(against) ہو یعنی)"شرطِ فاسد" سے وکالت(attorneyship) فاسد(خراب) نہیں ہوتی(یعنی اُس شرط پر عمل نہیں ہوگا اور "وکالت" صحیح ہو جائے گی)۔

{9}"وکیل"(client worker) کا عاقل(سمجھ دار) ہونا شرط ہے یعنی پاگل، یا() اتنا چھوٹا بچہ جو سمجھ نہ رکھتا ہو کو "وکیل" نہیں بنا سکتے() بالغ(grownup) ہونا اس کے لیے شرط نہیں یعنی نابالغ سمجھ دار(sensible)

بچّے کو بھی وکیل بناسکتے ہیں۔(دین کے مسائل،part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

()بلوغ اور حریت (آزادی یعنی غلام نہ ہونا) اس کے لیے شرط نہیں یعنی نابالغ سمجھ وال کو اور غلام مجور (ایسا غلام جسے آقا نے تجارت کرنے سے روک دیا ہو) کو بھی وکیل بناسکتے ہیں۔(بہار شریعت،ح۱۲،ص۹۷۶،مسئلہ ۹)

{10} حقوق دو قسم ہیں حقوق العبد، حقوق اللہ۔

حقوق اللہ دو قسم ہیں۔ اُس میں دعویٰ شرط ہے یا نہیں۔ جن حقوق اللہ میں دعویٰ شرط ہے جیسے حد قذف، حد سرقہ ان کے اثبات کے لیے توکیل صحیح ہے۔ موکل موجود ہو یا غائب وکیل اس کا ثبوت پیش کرسکتا ہے اور ان کا استیفا یعنی قذف میں درّے لگانا یا چوری میں ہاتھ کاٹنا اس کے لیے موکل کی موجودگی ضروری ہے۔ اور جن حقوق اللہ میں دعوٰے شرط نہیں جیسے حد زنا، حد شرب خمر (شراب پینے کی سزا) ان کے اثبات یا استیفا کسی میں توکیل جائز نہیں۔

حقوق العباد بھی دو قسم ہیں شبہہ سے ساقط ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر ساقط ہو جائیں جیسے قصاص اسکے اثبات کی توکیل صحیح ہے اور استیفا کی توکیل یعنی قصاص جاری کرنے کا وکیل بنانا یہ اگر موکل یعنی ولی کی موجودگی میں ہو تو درست ہے ورنہ نہیں۔ اور حقوق العبد جو شبہہ سے ساقط نہیں ہوتے ان سب میں وکیل بالخصومۃ (مقدمے کا وکیل) بنانا درست ہے وہ حق از قبیل دَین ہو (یعنی قرض کی قسم سے ہو) یا عین (یعنی کوئی مخصوص چیز)۔ تعزیر کے اثبات اور استیفا دونوں کے لیے وکیل بنانا جائز ہے موکل موجود ہو یا غائب۔

(بہار شریعت،ح۱۲،ص۹۷۷،مسئلہ ۱۳)

{11} عقد دو قسم کے ہیں بعض وہ ہیں جن کی اضافت (نسبت یعنی منسوب کرنا) "مُوَکِّل" (وکیل بنانے والا) کی طرف کرنا ضروری نہیں خود اپنی طرف بھی اضافت کرے جب بھی موکل ہی کے لیے ہو جیسے بیع اجارہ اور بعض وہ ہیں جن کی اضافت موکل کی طرف کرنا ضروری ہے اگر اپنی طرف اضافت کر دے تو موکل کے لیے نہ ہو بلکہ وکیل ہی کے لیے ہو جیسے نکاح کہ اس میں موکل کا نام لینا ضروری ہے اگر یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ سے

نکاح کیاتو اسی کا نکاح ہو گا موکل کا نہیں ہو گا۔ قسم اوّل کے حقوق کا تعلق خود وکیل سے ہو گا موکل سے نہیں ہو گا مثلاً بائع کا وکیل ہے تو تسلیم مبیع (یعنی فروخت شدہ چیز خریدار کو دینا) اور قبض ثمن (یعنی خریدار سے چیز کی مقرر کردہ قیمت لینا) وکیل کریگا اور مشتری کا وکیل ہے تو ثمن دینا اور مبیع لینا اسی کا کام ہے مبیع میں استحقاق ہوا (جو چیز بیچی گئی ہے اس میں کسی کا حق ثابت ہوا) تو مشتری وکیل سے ثمن واپس لے گا وہ بائع سے لے گا اور مشتری کے وکیل نے خریدا ہے تو یہ وکیل ہی بائع سے ثمن واپس لے گا یہ کام موکل یعنی مشتری کا نہیں اور مبیع میں عیب ظاہر ہوا تو اس میں جو کچھ کرنا پڑے خصومت وغیرہ (مقدمہ وغیرہ) وہ سب وکیل ہی کا کام ہے۔

()عقد کی اضافت اگر وکیل نے موکل کی طرف کر دی مثلاً یہ کہا کہ یہ چیز تم سے فلاں شخص نے خریدی اس صورت میں عقد کے حقوق موکل سے متعلق ہوں گے۔ (بہار شریعت، ح۱۲، ص۹۷۸، مسئلہ ۱۹،۱۸)

{12} جس عقد کی موکل کی طرف اضافت ضروری ہے جیسے نکاح، خلع، دم عمد (جان بوجھ کر کسی کو قتل کرنا) سے صلح، انکار کے بعد صلح، مال کے بدلے میں آزاد کرنا، کتابت، ہبہ، تصدق (صدقہ کرنا)، عاریت، امانت رکھنا، رہن (کسی کے پاس اپنی کوئی چیز گروی رکھنا)، قرض دینا، شرکت، مضاربت کہ اگر ان کو موکل کی طرف نسبت نہ کرے تو موکل کے لیے نہیں ہوں گے ان میں عقد کے حقوق کا تعلق موکل سے ہو گا وکیل سے نہیں ہو گا۔ وکیل ان عقود میں (ان معاملات میں) سفیر محض ہوتا ہے قاصد کی طرح کہ پیغام پہنچا دیا اور کسی بات سے کچھ تعلق نہیں لہٰذا نکاح میں شوہر کے وکیل سے مہر کا مطالبہ نہیں ہو سکتا عورت کے وکیل سے تسلیم زوجہ کا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ (بہار شریعت، ح۱۲، ص۹۷۹، مسئلہ ۲۲)

{13} وکیل سے چیز خریدی ہے موکل ثمن کا مطالبہ کرتا ہے مشتری انکار کر سکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میں نے تم سے نہیں خریدی جس سے خریدی اُس کو دام دوں گا مگر مشتری نے موکل کو دے دیا تو دینا صحیح ہے اگرچہ وکیل نے منع کر دیا ہو کہہ دیا ہو کہ مجھی کو دینا موکل کو نہ دینا۔ وکیل کے سامنے موکل کو دے یا اُس کی غیبت (عدم موجودگی) میں ثمن ادا ہو جائے گا وکیل دوبارہ مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (بہار شریعت، ح۱۲، ص۹۷۹، مسئلہ ۲۳)

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{14}جب خریدنے کا وکیل(client worker)کیا جائے تو ضروری ہے کہ اُس چیز کی جنس اور صفت(قسم (type)اور خوبی)یا،()جنس و" ثمن"(قسم اور پیسے)بتادے تا کہ جہالت(معلومات کی کمی)نہ رہے۔

()اگر ایسا لفظ بولا جس کے نیچے کئی جنسیں شامل(یعنی اُس لفظ میں بہت سی چیزیں آجاتی)ہیں مثلاً کہہ دیا چوپایہ (چار ٹانگوں والا کوئی جانور)خریدلاؤ یہ،اس کام کا وکیل بنانا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں مختلف جانور مثلاً گائے، بکرا وغیرہ(سب)آتے ہیں۔

{15}مُؤَکِّل(وکیل بنانے والے،client)نے یہ کہا کہ جو چیز مناسب سمجھو میرے لیے خرید لو یہ خریداری (buying)کی وکالت(attorneyship)عام ہے یعنی وکیل جو کچھ بھی خریدے گا،مُؤَکِّل(وکیل بنانے والا))انکار(denial)نہیں کر سکتا۔

()اگر یہ کہا کہ:"میرے لیے جو کپڑا چاہو خرید لو"،یہ کپڑا خریدنے کی عام وکالت(attorneyship)ہے۔

()اگر کسی خاص(specific)چیز کی خریداری کے لیے وکیل(client worker)کیا،مثلاً کہا:"یہ گائے خرید لو"،یا()"یہ بکری خرید لو"،یا()"یہ گھوڑا خرید لو"۔اس صورت(case)میں جو چیز کہی ہے،وہی خریدنی ہوگی، اُس کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں خرید سکتا۔

()نہ تو یہ کہا:"جو چاہو خریدو" اور نہ یہ کہا:"یہی چیز خریدو" بالکل ان دونوں کے بیچ کی بات کی،مثلاً یہ کہا کہ: "میرے لیے ایک گائے خرید لو" تو اس کا حکم یہ ہے کہ تھوڑی سی جہالت(معلومات کی کمی/بات واضح ہونے میں تھوڑی کمی)ہو تو وکالت(attorneyship)درست(یعنی صحیح)ہے اور()اگر جہالت(معلومات کی کمی) بہت زیادہ ہو تو(ایسے کام کے لیے)وکیل نہیں بنا سکتے۔

{16}وکیل(client worker)کو یہ جائز نہیں کہ اُس چیز کو خود خرید لے جسے بیچنے کے لیے،اسے وکیل بنایا ہے یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ خود ہی بیچے اور خود ہی خریدے۔

{17}وکیل(client worker)کم یا زیادہ جتنی قیمت(price)پر چاہے خرید و فروخت(buying and selling)کر سکتا ہے مگر اس کی دو(2)شرطیں (preconditions)ہیں:(۱) مُؤَکِّل(وکیل بنانے

والے،client)نے قیمت نہ بتائی ہو اور(۲) تہمت نہ لگے(یعنی یہ نہ کہا جائے اس نے پیسوں میں دھوکا کیا ہے یعنیcheatingکی ہے)۔

{18}"وکیل"(client worker)نے کوئی چیز خریدی اور اُس میں "عیب" ظاہر ہوا(یعنی اُس میں کوئی خامی /ٹوٹ پھوٹ نظر آئی)توجب تک وہ چیز"وکیل"(client worker)کے پاس ہو اُس کے واپس کرنے کی ذمہ داری"وکیل"کی ہے()اگر"وکیل"مر گیا تو اُس چیز کو واپس کرنا،"وصی"(یعنی مرنے سے پہلے باپ نے جس شخص کو کہا تھا کہ میرے بعد میرے بچّے کے سب معمولات/کام تم دیکھنا)یا"وارث"(یعنی وہ لوگ کہ جو مرنے والے کے بعد،اُس کے مال کے مالک(owner)بن جاتے ہیں)کا کام ہے()اگر"وکیل"کے انتقال کے بعد"وصی"یا"وارث" نہ ہوں تو اب"مُؤَکِّل"(client)یہ کام کرے گا۔

{19}جسے کوئی چیز بیچنے کا وکیل بنایا،اُس نے وہ چیز بیچی پھر خریدار(buyer)نے اُس چیز میں کوئی"عیب" دیکھا(مثلاًوہ چیز ٹوٹی ہوئی تھی)۔اس کی دو(2)صورتیں ہیں:

()اگر خریدار نے پیسے وکیل(client worker)کو دے دیے تھے تو"وکیل"سے واپس لے،چاہے"وکیل" نے آگے"مُؤَکِّل"(client)کو دے دیے ہوں۔

()اگر"مُؤَکِّل"(client)کو دیے تھے تو"مُؤَکِّل"ہی سے واپس لے لے۔

{20}وکیل(client worker)نے چیز خریدلی مگر ابھی مُؤَکِّل نے اُس کے پیسے نہیں دیے تھے،اور وکیل نے"مَبِیْع"کو روک لیا تھا مگر"مَبِیْع"(خریدی گئی چیز)ہلاک(waste)ہوگئی تو یہ نقصان وکیل ہی کا ہوا۔

()ہاں!اگر وکیل نے روکی نہ تھی مگر اُسی کے پاس تھی(مثلاًدونوں کی ملاقات نہیں ہوئی تھی)اور وہ چیز ہلاک (waste)ہوگئی تو یہ نقصان مُؤَکِّل(وکیل بنانے والے)کا ہوا،اب مُؤَکِّل اپنے وکیل کو اُس چیز کی رقم (amount)دے گا۔

{21}(ا)ایک شخص نے دو(2)آدمیوں کو"وکیل"(client worker)بنایا تو ان دو(2)میں سے کوئی ایک

اکیلے(alone)،وہ کام نہیں کر سکتا۔اگر کسی ایک نے وہ کام کیا تو"مُؤَکِّل"(client) پر وہ چیز لازم نہیں ہو گی(مثلاً دو(2)آدمیوں کو مل کر خریداری کا کہا اور صرف ایک نے کر دی تو اب یہ چیز لینا"مُؤَکِّل"پر لازم نہیں)۔

(۲)اُن دو"وکیلوں"میں سے ایک پاگل ہو گیا،یا()مر گیا تب بھی دوسرا(secound)اکیلے اُس کام کو نہیں کر سکتا۔

نوٹ: یہ حکم اُس صورت(case)میں ہے کہ جب اُس کام میں دونوں کی رائے اور مشورے کی ضرورت ہو، مثلاً"مُؤَکِّل"کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے اور اُس کی رقم بھی بتادی ہو۔اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں کو ایک ساتھ"وکیل"(client worker)بنایا ہو یعنی یہ کہا کہ:"میں نے دونوں کو وکیل بنایا"،یا"زید اور عمرو کو وکیل کیا"()اگر دونوں کو ایک ساتھ"وکیل"نہ بنایا بلکہ آگے پیچھے وکیل بنایا ہو تو ہر ایک دوسرے کے مشورے کے بغیر وہ کام کر سکتا ہے۔

{22}(۱)دو(2)آدمیوں کو"وکیل"(client worker)بنایا کہ وہ اس مرد کا نکاح،کسی عورت سے کر دیں، یا()عورت نے دو(2)آدمیوں کو"وکیل"(client worker)بنایا کہ وہ کسی مرد سے اس کا نکاح کر دیں تو اب کوئی ایک شخص نکاح نہیں کرواسکتا چاہے"مُؤَکِّل"(وکیل بنانے والے،client)نے"مہر"بھی بتادیا ہو ("مہر"کا مطلب وہ رقم یا مال کہ جو"نکاح"کی وجہ سے مرد پر لازم ہوتا ہے)[22]۔

(۲)"خلع"(یعنی عورت کا مال یا پیسے دے کر،شوہر سے"طلاق"لینے)[23]کے لیے دو آدمیوں کو"وکیل"(client worker)بنایا تو ان میں سے ایک شخص،(اکیلے)"خلع"نہیں کرواسکتا،چاہے عورت نے یہ بھی بتادیا ہو کہ اس چیز یا اتنے پیسوں کے بدلے(exchange)میں"خلع"کروادیں۔

---

(22) **"مہر"** کی تفصیل(detail)کے لیے **Topic number : 175** دیکھیں۔

(23) **"خلع"** کی تفصیل(detail)کے لیے **Topic number : 184** دیکھیں۔

www.farzuloom.net

{23}"امانت"یا"عاریت"یعنی عارضی استعمال(temporary use)میں لی ہوئی چیز یا"غصب"کی ہوئی (مثلاً چھینی ہوئی)چیز کو واپس لینے کے لیے دو آدمیوں کو"وکیل"(client worker)کیا تو وہ چیز ایک شخص واپس نہیں لے سکتا،جب تک اس کا ساتھی بھی ساتھ نہ ہو()اگر ایک نے وہ چیز واپس لی اور ضائع(waste) ہو گئی تو اُسے پوری چیز کا"تاوان"دینا ہو گا(یعنی ویسی ہی چیز دینی ہو گی جبکہ بازار میں ملتی ہو یا اس کی اصل قیمت(actual price)دینی ہو گی)۔

{24}"مُؤَکِّل"(client)کی اجازت کے بغیر،"وکیل"(client worker)کسی تیسرے شخص کو(وہی کام کرنے کے لیے)اپنا"وکیل"نہیں بنا سکتا،مثلاً(پہلے شخص)زید("مُؤَکِّل")نے(دوسرے شخص)عمرو ("وکیل")کو ایک چیز خریدنے کا کہا تو عمرو("وکیل")نے(تیسرے شخص)بکر سے کہہ دیا کہ تُم خرید کر لا دو(یعنی"وکیل"نے"مُؤَکِّل"کی اجازت کے بغیر،کسی تیسرے کو اپنا"وکیل"بنا لیا تو)یہ نہیں ہو سکتا۔ عمرو(تیسرا شخص)جو چیز بھی خریدے گا،وہ(چیز)لینا،زید(یعنی"مُؤَکِّل")پر لازم نہیں ہے۔

{25}(۱)"مُؤَکِّل"(client)نے"وکیل"(client worker)کو اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ خود (دیا ہوا کام)کر لے یا دوسرے سے کروا لے تو اب"وکیل"(client worker)اسی کام کو کرنے کے لیے کسی تیسرے(3rd person)کو اپنا"وکیل"بنا سکتا ہے۔

(۲)اگر"مُؤَکِّل"(client)نے"وکیل"کو مکمل اجازت دے دی،مثلاً کہہ دیا ہے کہ تم اپنی رائے(اپنے ذہن)سے کام کر و تو اس صورت(case)میں بھی"وکیل"کسی تیسرے کو اپنا"وکیل"بنا سکتا ہے۔

(بہار شریعت ح ۱۲،ص۹۹۸،مسئلہ ۷۷،۷۶،مُلخصاً)

{26}وکالت(attorneyship)عقد(contract)لازم نہیں یعنی مُؤَکِّل(وکیل بنانے والے،client اور وکیل،ہر ایک بغیر دوسرے کی موجودگی کے معزول("وکالت ختم")کر سکتے ہیں(یعنی"وکیل"خود ہی اس ذمہ داری کو ختم کر دے یا"مُؤَکِّل"(client)،"وکیل"(client worker)کی ذمہ داری کو ختم کر

دے)()"مُؤَکِّل"نے"وکیل"کی ذمہ داری ختم کردی توجب تک"وکیل"کو خبر (اطلاع)نہ ہوگی،وہ معزول نہیں یعنی اس وقت تک جوکام وکالت(attorneyship)کے کرے گا،وہ صحیح ہونگے۔"مُؤَکِّل"(client)یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے تم کوپہلے ہی معزول کر دیا تھا(یعنی یہ کہنادرست نہیں کہ میں نے تمہاری "وکالت"ختم کر دی تھی لہذا یہ جو تم نے کام کیاہے،یہ صحیح نہیں)۔(دین کے مسائل،part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا،بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{27}دونوں میں سے کوئی مر گیا یا اُس کو جنون مطبق ہو گیا وکالت باطل ہو گئی جنون مطبق یہ ہے کہ مسلسل ایک ماہ تک رہے۔یوہیں مرتد ہو کر دارالحرب کو چلے جانے سے بھی وکالت باطل ہو جاتی ہے جبکہ قاضی نے اُس کے دارالحرب چلے جانے کا اعلان کر دیا ہو پھر اگر مجنون ٹھیک ہو جائے یا مرتد مسلمان ہو کر دارالحرب سے واپس آجائے تو وکالت واپس نہیں ہو گی۔(بہار شریعت ح۱۲،ص۱۰۱۲،مسئلہ ۱۲)

{28}موکل (وکیل کرنے والا) مکاتب تھا وہ بدل کتابت سے عاجز ہو گیا یا موکل غلام ماذون تھا اس کے مولیٰ نے مجور کر دیا یعنی اس کے تصرفات روک دیے ان دونوں صورتوں میں بھی ان کا وکیل معزول ہو جاتا ہے اور یہ بھی عزل حکمی ہے علم کی شرط نہیں مگر یہ اُسی وکیل کی معزولی ہے جو خصومت (مقدمہ) یا عقود کا وکیل ہو اور اگر وہ اس لیے وکیل تھا کہ دَین ادا کرے یا دَین وصول کرے یا ودیعت پر قبضہ کرے وہ معزول نہیں ہو گا۔
(بہار شریعت ح۱۲،ص۱۰۱۳،مسئلہ ۱۶)

{29}جس کام کے لیے وکیل کیا تھا موکل نے اُسے خود ہی کر ڈالا وکیل معزول ہو گیا کہ اب وہ کام کرنا ہی نہیں ہے۔اس سے مراد وہ تصرف ہے کہ موکل کے ساتھ وکیل تصرف نہ کر سکتا ہو مثلاً غلام کو آزاد کرنے یا مکاتب کرنے کا وکیل تھا مولیٰ (آقا،مالک) نے خود ہی آزاد کر دیا یا مکاتب کر دیا یا کسی عورت سے نکاح کا وکیل کیا تھا اُس نے خود ہی نکاح کر لیا یا کسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا تھا اُس نے خود خرید لی یا زوجہ کو طلاق دینے کا وکیل کیا تھا موکل نے خود ہی تین طلاقیں دے دیں یا ایک ہی طلاق دی اور عدت پوری ہو گئی یا خلع کا وکیل تھا اُس نے خود خلع کر لیا اور اگر وکیل بھی تصرف کر سکتا ہے عاجز نہیں ہے تو وکالت باطل نہیں ہو گی مثلاً طلاق کا وکیل تھا

موکل نے ابھی ایک ہی طلاق دی ہے اور عدت باقی ہے وکیل بھی طلاق دے سکتا ہے یا طلاق کا وکیل تھا شوہر نے خلع کیا اندرون عدت (عدت کے دوران) وکیل طلاق دے سکتا ہے۔ بیع کا وکیل تھا اور موکل نے خود بیع کر دی مگر وہ چیز موکل پر واپس ہوئی اُس طریقہ پر جو فسخ ہے تو وکیل اپنی وکالت پر باقی ہے اُس چیز کو بیع کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اگر ایسے طور پر چیز واپس ہوئی جو فسخ نہیں ہے تو وکیل کو اختیار نہ رہا۔

(بہار شریعت ح ۱۲، ص ۱۰۱۳، مسئلہ ۱۷)

{30} وکیل کم یا زیادہ جتنی قیمت پر چاہے خرید و فروخت کر سکتا ہے جب کہ تہمت کی جگہ نہ ہو اور موکل نے دام بتائے نہ ہوں (قیمت نہ بتائی ہو) مگر بیع صرف (سونا، چاندی کی تجارت) میں غبن فاحش کے ساتھ بیع کرنا درست نہیں اور وکیل یہ بھی کر سکتا ہے کہ چیز کو غیر نقود کے بدلے میں بیع کرے۔

(بہار شریعت ح ۱۲، ص ۹۹۱، مسئلہ ۴۴)

{31} **غبن فاحش:** سخت قسم کی خیانت، مراد ایسی قیمت سے خرید و فروخت کرنا جو قیمت لگانے والوں کے اندازہ سے باہر ہو مثلاً کوئی چیز دس روپے میں خریدی لیکن اس کی قیمت چھ، سات روپے لگائی جاتی ہے، کوئی شخص اس کی قیمت دس روپے نہیں لگاتا تو یہ غبن فاحش ہے۔ (ماخوذ من الدر المختار و رد المحتار، ج ۷، ص ۳۷۶)

غبن یسیر: ایسی قیمت سے خرید و فروخت کرنا جو قیمت لگانے والوں کے اندازہ سے باہر نہ ہو مثلاً کوئی چیز دس روپے میں خریدی، کوئی شخص اس کی قیمت آٹھ بتاتا ہے کوئی نو تو کوئی دس تو یہ غبن یسیر ہے۔ (ماخوذ من الدر المختار و رد المحتار، ج ۷، ص ۳۷۶) (بہار شریعت، ح ۷، ص ۴۲)

{32} **مال متقوم:** وہ مال جو جمع کیا جا سکتا ہو اور شرعاً اس سے نفع اٹھانا مباح ہو۔ (رد المحتار، ج ۷، ص ۸)

(بہار شریعت، ح ۷، ص ۳۸)

{33} ایک شخص نے اپنی کوئی چیز بیع کرنے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا وکیل نے چیز بیچ ڈالی اور موکل کے لیے ثمن کا خود ہی ضامن بنا، یہ کفالت صحیح نہیں کہ ثمن پر قبضہ کرنا خود اسی کا کام ہے لہٰذا اپنے لیے کفالت ہو گئی۔ (بہار شریعت ح ۱۲، ص ۸۵۲، مسئلہ ۵۲)

{34} چیز بیچنے کے لیے وکیل کیا وکیل نے اُس میں سے آدھی بیچ دی اور چیز ایسی ہے جس میں تقسیم نہ ہو سکے

جیسے لونڈی، غلام، گائے، بکری کہ ان میں تقسیم نہیں ہوسکتی اگر موکل کے دعویٰ کرنے سے پہلے وکیل نے دوسر انصف بھی بیچ دیاجب تو جائز ہے ورنہ نہیں اور اگر چیز ایسی ہے جس کے حصہ کرنے میں نقصان نہ ہو جیسے جَو، گیہوں (گندم) تو نصف کی بیع صحیح ہے چاہے باقی کو بیع کرے یانہ کرے اور اگر خریدنے کاوکیل ہے اور آدھی چیز خریدی توجب تک باقی کو خریدنہ لے موکل پر نافذ نہ ہوگی اُس چیز کے حصے ہوسکتے ہوں یانہ ہوسکیں دونوں کا ایک حکم ہے۔ (بہار شریعت ح۱۲، ص۹۹۳، مسئلہ ۵۷)

{35} جس شخص کو خصومت یعنی مقدمہ میں پیروی کرنے کے لیے وکیل کیاہے وہ قبضہ کا اختیار نہیں رکھتایعنی اس کے موافق فیصلہ ہوااور چیز دلادی گئی تواُس پر قبضہ کرنااس وکیل کاکام نہیں۔یوہیں تقاضا کرنے کا (یعنی قرضہ وصول کرنے کا) جس کو وکیل کیاہے وہ بھی قبضہ نہیں کر سکتا۔ (درمختار) مگر جہاں عرف اس قسم کا ہو کہ جو تقاضے کو جاتاہے وہی دَین وصول بھی کرتاہے جیسا کہ ہندوستان کا عموماًیہی عرف ہے کہ تجار کے یہاں سے جو تقاضے کو بھیجے جاتے ہیں وہی بقایا وصول کر کے لاتے بھی ہیں یہ نہیں ہے کہ تقاضا ایک کاکام ہو اور وصول کرنا دوسرے کالہٰذا یہاں کے عرف کالحاظ کرتے ہوئے تقاضا کرنے والا قبضہ کا اختیار رکھتاہے۔

(بہار شریعت ح۱۲، ص۱۰۰۱، مسئلہ ۱)

{36} وکیل بالخصومۃ (مقدمہ کی پیروی کاوکیل) کو اختیار ہے کہ خصم (مدمقابل) کے حق سے انکار کردے یا اُس کے حق کا اقرار کرلے مگر قاضی کے پاس اقرار کرسکتاہے۔ (بہار شریعت ح۱۲، ص۱۰۰۶، مسئلہ ۲۴)

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیاہے، www.farzuloom.net)

{37} خرید وفروخت کاوکیل اُن لوگوں کے ساتھ عقد (یعنی سودا) نہیں کرسکتا جن کے حق (favor) میں اس (وکیل) کی اپنی گواہی (testimony) مانی نہیں جاتی (جیسے: اپنے باپ، دادا، بیٹا، پوتا، بیوی یامیاں، بہار شریعت ح۱۰، ص۴۹۴) چاہے واجبی قیمت (market rate) کے ساتھ سوداکیاہو۔

() ہاں! اگر مُؤَکِّل (وکیل بنانے والے) نے اس کی اجازت دے دی ہو یعنی کہہ دیاہو کہ جس کے ساتھ تم چاہو سوداکرلو توان لوگوں سے واجبی قیمت (market rate) پر سوداکرسکتاہے۔

()اگر مُؤَکِّل (client) نے عام اجازت نہیں دی تھی (کہ جس سے چاہو سودا کر لو) مگر واجبی قیمت (market rate) سے زیادہ پر ان لوگوں کے ہاتھ چیز بیچ دی تو اب جائز ہے۔

()مُؤَکِّل نے صاف لفظوں میں ان لوگوں سے تجارت کی اجازت دے دی ہو تب بھی اپنی ذات (یعنی خود اپنے لیے) یا (اپنے) نابالغ لڑکے سے خرید و فروخت (buying and selling) کرنا جائز نہیں ہے۔

{38} ایک شخص سے کہا کہ: "دو ہزار روپے کا پانچ کلو گوشت لے آؤ"۔ وہ شخص (کہ جسے "وکیل" بنایا تھا) دو ہزار روپے کا دس کلو گوشت لے آیا اور گوشت بھی ایسا تھا کہ جو بازار میں دو ہزار روپے کا پانچ کلو ملتا ہے پھر بھی "مُؤَکِّل" (client) کے لیے صرف ایک ہزار روپے کا پانچ کلو گوشت لینا ضروری ہے اور باقی گوشت وکیل (client worker) کا ہے (اس کے پیسے بھی "وکیل" ہی دے گا)۔

{39} چیز خریدنے کے "وکیل" کو "مُؤَکِّل" (client) نے پیسے دے دیے تھے اور "وکیل" نے وہ چیز خریدلی مگر چیز بیچنے والے کو پیسے نہیں دیے۔ اب وہ چیز "مُؤَکِّل" (client) کو دے دی پھر "وکیل" نے "مُؤَکِّل" کے دیے ہوئے پیسے خود خرچ کر ڈالے، بعد میں اپنی طرف سے پیسے "بائع" (چیز بیچنے والے) کو دے دیے تب بھی یہ خریداری (buying)، "مُؤَکِّل" (client) ہی کی طرف سے ہوئی یعنی یہ چیز "مُؤَکِّل" ہی کی ہوگی۔

{40} غیر مُتَعَیَّن چیز (مثلاً کہا کہ کوئی سا ایک بکرا) خریدنے کے لیے "وکیل" بنایا تو جو کچھ خریدے گا وہ اُس "وکیل" ہی کا ہوگا مگر دو (2) صورتوں میں (وہ چیز) مُؤَکِّل (وکیل بنانے والے، client) کے لیے ہوگی:

(a) "وکیل" نے خریدتے وقت "مُؤَکِّل" (client) کی طرف سے خریدنے کی نیّت کی ہو۔

(b) دوسری صورت یہ ہے کہ "مُؤَکِّل" کے مال سے خریدی مثلاً خریدتے وقت کہا کہ: یہ چیز فلاں کے پیسوں سے خریدتا ہوں۔ (دین کے مسائل، part 4)

کفالت(guaranty):

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} شریعت میں "کفالت" کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اپنے اوپر آنے والے مطالبے(demand۔ مثلاً قرض) کو دوسرے کے ساتھ ملادے یعنی مطالبہ(demand) ایک شخص پر تھا تو دوسرے نے بھی وہ مطالبہ(demand) اپنے اوپر بھی لے لیا() چاہے وہ مطالبہ نفس(یعنی کسی شخص کو لے کر آنے) کا ہو، یا ()دَین(قرض) کی واپسی کا مطالبہ ہو، یا() عین(مُتَعَیَّن چیز جیسے یہ مکان، یا یہ سامان) دینے کا مطالبہ ہو۔

()مثلاً ایک شخص پر قرض ہے تو دوسرا شخص اس قرض کے مطالبے کو اس طرح اپنی ذمہ داری بنالے کہ قرض دینے والا جس طرح، پہلے شخص(کہ جسے قرض دیا گیا ہے) سے واپسی کا مطالبہ(demand) کر سکتا ہے، اسی طرح دوسرے شخص("کفالت" کرنے والے) سے بھی مطالبہ(demand) کر سکتا ہے۔

{2} جس کا مطالبہ(demand) ہے(مثلاً قرض دینے والا) اس کو "طالب" اور "مَکْفُوْل لَہٗ" کہتے ہیں اور جس پر مطالبہ(demand) ہے(مثلاً قرض لینے والا) وہ "اَصِیْل اور" مَکْفُوْل عَنْہُ" ہے اور جس نے ذمہ داری(responsibility) لی ہے(مثلاً قرض واپس کروانے کی) وہ "کَفِیْل" (guarantor) ہے اور جس چیز کی "کفالت"(guarentee) کی(مثلاً قرض کی تو) وہ "مَکْفُوْل بِہٖ" ہے۔

{3} "کفالت"(guarentee) کا "رکن"(یعنی ایسی لازم چیزیں کہ جن کے بغیر "کفالت" ہوتی ہی نہیں)، "ایجاب"(offer) اور "قبول"(accept) کرنا ہے یعنی ایک شخص "کفالت" کے الفاظ کہہ کر "ایجاب"(offer) کرے گا اور دوسرا "قبول"(accept) کرے گا۔

{4} کفالت(guarentee) کے الفاظ "مخصوص"(specific) ہیں یعنی کفالت ایسے الفاظ سے ہوتی ہے جن سے کفیل(guarantor) کا ذمہ دار(responsible) ہونا سمجھا جائے مثلاً کہا کہ: "میں کفالت کرتا ہوں"، یا() کہا کہ: "میں ضمانت(guarentee) دیتا ہوں"، یا() کہا کہ: "یہ مجھ پر ہے"، یا() کہا کہ: "میری طرف ہے"، یا() کہا کہ: "میں ذمہ دار ہوں"، یا() کہا کہ: "اسے میں تمہارے پاس لاؤں گا"۔

{5} "تمہارا جو کچھ فلاں پر ہے میں دوں گا" یہ کہنا کفالت (guarentee) نہیں ہے بلکہ یہ تو وعدہ ہے ()اگر یہ کہا: "تمہارا جو قرض فلاں شخص پر ہے، وہ میں دوں گا"، یا "میں ادا (pay) کروں گا" تب بھی یہ کفالت نہیں، جب تک یہ نہ کہے کہ: "میں ضامن (guarantor) ہوں"، یا "وہ (قرض) مجھ پر ہے"۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{6} کفالت بالنفس میں یہ کہنا ہو گا کہ اُس کے نفس کا ضامن ہوں یا ایسے عضو کو ذکر کرے جو کل کی تعبیر ہوتا ہے۔ مثلاً گردن، جزو شائع نصف وربع کی طرف اضافت کرنے سے بھی کفالت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کہا اُس کی شناخت میرے ذمہ ہے تو کفالت نہ ہوئی۔ (بہار شریعت ح ۱۲، ص ۸۴۱، مسئلہ ۱۴)

{7} کفیل نے وقت معین (مقرر) کر دیا ہے کہ میں فلاں وقت اس کو حاضر لاؤں گا اور طالب نے طلب کیا تو اُس وقتِ معین پر حاضر لانا ضرور ہے اگر حاضر لایا فبہا (تو صحیح) ورنہ خود اس کفیل کو حبس (قید، گرفتار) کر دیا جائے گا۔ یہ اُس صورت میں ہے جب حاضر کرنے میں اس نے خود کوتاہی کی ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی جانب سے کوتاہی نہیں ہے تو ابتداءً حبس نہ کیا جائے بلکہ اس کو اتنا موقع دیا جائے کہ کوشش کر کے لائے۔

(بہار شریعت ح ۱۲، ص ۸۴۲، مسئلہ ۱۹)

{8} کفالت بالنفس (جان کی کفالت یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کا ضامن بنا تھا) کی تھی اور وہ شخص غائب ہو گیا کہیں چلا گیا تو کفیل کو اتنے دنوں کی مہلت دی جائے گی کہ وہاں جا کر لائے اور مدت پوری ہونے پر بھی نہ لایا تو قاضی کفیل کو حبس کریگا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں گیا تو کفیل کو چھوڑ دیا جائے گا۔ جب کہ طالب بھی اس بات کو مانتا ہو کہ وہ لاپتا ہے اور اگر طالب گواہوں سے ثابت کر دے کہ وہ فلاں جگہ ہے تو کفیل مجبور کیا جائے گا کہ وہاں سے جا کر لائے۔ (بہار شریعت ح ۱۲، ص ۸۴۳، مسئلہ ۲۰)

{9} کفالت میں شرط کر دی ہے کہ مجلسِ قاضی میں حاضر کریگا اب دوسری جگہ مدعی کے پاس حاضر لانا کافی نہیں۔ ہاں امیر شہر کے پاس حاضر کر دیا یا امیر کے پاس حاضر کرنے کی شرط تھی اور قاضی کے پاس لایا یا دوسرے قاضی کے پاس لایا، یہ کافی ہے۔ (بہار شریعت ح ۱۲، ص ۸۴۴، مسئلہ ۲۴)

{10} کفالت بالنفس میں اگر مکفول بہ (جس کی کفالت کی ہے) مر گیا کفالت باطل ہوگئی۔ یوہیں اگر کفیل مر گیا جب بھی کفالت باطل ہوگئی اُس کے ورثہ سے مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ طالب کے مرنے سے کفالت باطل نہیں ہوتی اس کے ورثہ یا وصی کفیل سے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ کفیل نے مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا جائے) کو مدعی (دعویٰ کرنے والا) کے پاس حاضر کر دیا تو کفالت سے بری ہو گیا مگر شرط یہ ہے کہ ایسی جگہ حاضر لایا ہو جہاں مدعی کو مقدمہ پیش کرنے کا موقع ہو یعنی جہاں حاکم رہتا ہو یعنی اُسی شہر میں حاضر لانا ہو گا دوسرے شہر یا جنگل یا گاؤں میں اُس کے پاس حاضر لانا کافی نہیں۔ کفیل کے بری ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ضمانت حاضر کرنے میں اس نے خود کوتاہی کی ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی جانب سے کوتاہی نہیں ہے تو ابتداءً حبس نہ کیا جائے بلکہ اس کو اتنا موقع دیا جائے کہ کوشش کر کے لائے۔ (بہار شریعت ح ۱۲، ص ۸۴۲، مسئلہ ۱۹)

{11} حدود و قصاص کی کفالت نہیں ہو سکتی۔ جس پر حد واجب ہو اُسکے نفس کی کفالت ہو سکتی ہے۔ جبکہ اُس حد میں بندوں کا حق ہو۔ (بہار شریعت ح ۱۲، ص ۸۴۰، مسئلہ ۱۰)

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{12} مالِ مجہول (یعنی جو معلوم نہ ہو کہ کتنا ہے؟) کی کفالت کرنا (مثلاً کہنا کہ: "اس شخص کی طرف آپ کا جتنا مال ہے، میں اُس کی "ضمانت" (guarentee) دیتا ہوں) بھی صحیح ہے۔

{13} "کفالت" کا حکم یہ ہے کہ جس چیز کی کفالت کی گئی (یعنی جس چیز کی ضمانت (guarentee) لی ہے)، اُس کا مطالبہ (demand)، "کفیل" (ذمہ داری (responsibility) لینے والے) پر لازم ہو گیا یعنی طالب (مُطالبہ کرنے والا، مثلاً قرض دینے والا) جب چاہے "کفیل" سے مطالبہ (demand) کر سکتا ہے، اب "کفیل" اسے منع نہیں کر سکتا۔

() "کفالت" کے بعد ایسا نہیں ہوتا کہ "طالب" (مُطالبہ کرنے والا، مثلاً قرض دینے والا)، "کفیل" سے اُس وقت مطالبہ (demand) کر سکتا ہے کہ جب "اَصِیل" (مثلاً قرض لینے والے) سے مطالبہ (demand) نہ کر سکے بلکہ "اَصِیل" (جس پر مطالبہ (demand) ہے) سے رابطہ ہونے کے باوجود "کفیل" سے مطالبہ

(demand)کرسکتاہے()اسی طرح "کفیل" سے مطالبے کے بعد بھی "اَصِیل" سے مطالبہ (demand) کرسکتاہے()اگر "طالب" نے "اَصِیل" سے اپنا حق (مثلاً قرضہ) لے لیاتو "کفالت" ختم اور "کفیل" (guarantor)بری(آزاد)ہوگیا کہ اب اس سے مطالبہ (demand) نہیں ہوسکتا۔

() "کفیل" (guarantor)جب تک "طالب" (مثلاً قرض دینے والے) کو(قرض)ادا(pay)نہ کردے "مَکْفُوْل عَنْہُ" ("اَصِیْل"/جس پر مطالبہ (demand)ہے مثلاً قرض لینے والا) سے دَین (قرض) کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

{14}"کفیل"کی "کفالت" ختم کرنے کے لیے کوئی شرط(precondition)لگائی تو اس کی دو(2)صورتیں ہیں:(ا)اگر وہ شرط ایسی ہے جس میں "طالب" (مُطالبہ کرنے والے / قرض دینے والے) کا فائدہ ہے، مثلاً "طالب" نے "کفیل" (guarantor) سے کہا کہ: اگر تم (قرض میں سے) اتنے پیسے دے دو تو تمہاری "کفالت" (guarentee)پوری جائے گی تو ایسی شرط(precondition)لگانا، صحیح ہے(۲)اگر وہ شرط ایسی نہیں ہے کہ جس میں "طالب" کا فائدہ ہو، مثلاً جب کل کا دن آئے گا تمہاری "کفالت" پوری جائے گی تو ایسی شرط لگانا باطل (بے کار) ہے، "کفیل" کی "کفالت" اب بھی ختم نہیں ہوگی۔

()ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ: "فلاں (تیسرا) شخص اگر تمہاری کوئی چیز غصب کر (مثلاً چھین) لے گا تو وہ مجھ پر ہے" یہ کہنے والا شخص، "کفیل" بن گیا۔

()کسی شخص نے کہا کہ: "جو کچھ تمہارا فلاں پر ہے میں اُس کا ضامن (guarantor) ہوں"۔ یہ کفالت صحیح ہے (کہنے والا "کفیل" بن گیا)۔

{15}مال کی "کفالت" کی دو(2)صورتیں ہیں:

(ا)ایک یہ کہ "کفیل" (guarantor)مال دے گا۔

(۲)دوسرا یہ کہ وہ مال لے کر دے گا یعنی "کفیل" خود مال نہیں دے گا بلکہ "قرض لینے والے" سے قرض واپس لے کر، "قرض دینے والے" کو دے گا۔ اصل میں یہ مال کی ضمانت (guarentee) نہیں ہے بلکہ یہ صورت (case) تقاضا (مطالبہ۔demand) کرنے کی ذمہ داری (responsibility) لینا ہے، مثلاً ایک

شخص نے دوسرے سے پیسے لیے تو تیسرے آدمی نے قرض دینے والے سے کہا کہ:"میں ضامن (guarantor)ہوتا ہوں کہ اُس(قرض لینے والے)سے پیسے لے کر تمہیں دوں گا"۔

{16}مال کی "کفالت" "مَکْفُوْل عَنْہُ" کے کہنے سے ہوئی یا نہیں؟اس کی بھی دو(2)صورتیں ہیں:

(۱)اگر "مَکْفُوْل عَنْہُ"(اَصِیْل / جس پر مطالبہ(demand)ہے مثلاً قرض لینے والے)کے کہنے سے "کفالت"ہوئی تو"کفیل"جو کچھ دَین(قرض)ادا(pay)کرے گا،وہ "مَکْفُوْل عَنْہُ"سے لے گا۔

(۲)اگر "مَکْفُوْل عَنْہُ"کے کہے بغیر،کسی نے خود"کفالت"کی تو یہ(تیسرا) شخص احسان کرتے ہوئے،اپنی طرف سے خود"ضامن"(guarantor)بنا ہے،قرض میں سے جو کچھ بھی ادا(pay)کرے گا،"مَکْفُوْل عَنْہُ"سے نہیں لے سکتا۔

{17}"مَکْفُوْل بِہٖ"(کہ جس چیز کی"کفالت"(guarentee)کی ہو جیسے قرض،وہ)"مقدورُالتَّسلیم"ہو یعنی جس چیز کی کفالت کی اُس کے ادا(پورا)کرنے پر قادر(طاقت رکھتا)ہو۔"حدود"اور"قِصاص"(شرعی سزاؤں)میں کفالت نہیں ہو سکتی۔

{18}"بیع"(تجارت / سودے)میں "ثمن"(جس چیز سے خریداری کی ہو)کی "کفالت"کرنا، صحیح ہے(یعنی تیسرا شخص خریدار کے پیسوں کا"کفیل"بن سکتا ہے)جبکہ وہ"بیع صحیح"ہو("بیع فاسد"(24) نہ ہو)۔

{19}"مَبِیْع"(یعنی خریدی ہوئی چیز)کی "کفالت"(guarentee) صحیح نہیں یعنی ایک شخص نے کوئی چیز خریدی تو"کفیل"(guarantor)نے خریدار(buyer)سے کہا کہ:"یہ چیز اگر ہلاک(برباد / ختم)ہوگئی تب بھی میرے اوپر ہے(یعنی میں دونگا)،یہ"کفالت" صحیح نہیں کہ "مَبِیْع"(sold item)ہلاک ہونے کی صورت(case)میں بیع(تجارت)ہی فسخ(یعنی ختم)ہوگئی،تو اب بائع(بیچنے والے)سے کسی چیز کا مطالبہ (demand)ہی نہ رہا پھر"کفالت"کس چیز کی ہوگی؟(دین کے مسائل،part 4)

---

(24) **"بیع فاسد"** کی تفصیل(detail)کے لیے **Topic number : 155** دیکھیں۔

www.farzuloom.net

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{20} ایک شخص نے بار برداری کے لیے جانور کرایہ پر لیا یا خدمت کے لیے غلام کو اجارہ پر لیا (یعنی نوکر رکھا) اگر وہ جانور اور غلام معین ہیں یعنی اس جانور پر میرا سامان لادا جائے یا یہ غلام میری خدمت کریگا اس کی کفالت صحیح نہیں کہ کفیل اس کی تسلیم سے عاجز ہے (سپرد کرنے سے عاجز ہے) اور غیر معین ہوں تو کفالت صحیح ہے۔

(بہار شریعت ح ۱۲، ص ۸۵۰، مسئلہ ۴۷)

{21} مریض نے اپنے ورثہ سے کہا فلاں شخص کا میرے ذمہ یہ مطالبہ ہے تم ضامن ہو جاؤ۔ ورثہ نے کفالت کر لی یہ کفالت درست ہے۔ اگرچہ مکفول لہ نے قبول نہ کیا ہو بلکہ وہاں موجود بھی نہ ہو۔ مریض کے مرنے کے بعد ورثہ سے مطالبہ ہو گا مگر میّت نے ترکہ نہ چھوڑا ہو تو ورثہ ادا کرنے پر مجبور نہیں کیے جاسکتے۔

{22} مریض نے کسی اجنبی شخص کو اپنا ضامن بنایا وہ ضامن ہو گیا اگرچہ مکفول لہ موجود نہیں ہے کہ اس کفالت کو قبول کرے یہ کفالت بھی درست ہے لہٰذا اس اجنبی نے دَین ادا کر دیا تو اُس کے ترکہ سے وصول کر سکتا ہے۔

{23} مریض نے ورثہ سے ضمانت کو نہیں کہا بلکہ خود ورثہ ہی نے مریض سے کہا کہ لوگوں کے جو کچھ دیون (دین کی جمع قرضے) تمھارے ذمہ ہیں ہم ضامن ہیں اور قرض خواہ وہاں موجود نہیں ہیں کہ قبول کرتے یہ کفالت صحیح نہیں۔ اور اُس کے مرنے کے بعد ورثہ نے کفالت کی تو صحیح ہے۔

(بہار شریعت ح ۱۲، ص ۸۳۷، مسئلہ ۶، ۵، ۴)

{24} دو شخصوں پر دَین ہے مثلاً دونوں نے کوئی چیز سو روپے میں خریدی تھی اور ان میں ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے اُس کے کہنے سے کفالت کی یہ کفالت صحیح ہے اور اس صورت میں چونکہ ہر ایک نصف دَین میں اصیل (یعنی نصف دَین خود اِسی پر ہو) ہے اور نصف میں کفیل (ضامن) ہے لہٰذا جو کچھ ادا کریگا جب تک نصف سے زیادہ نہ ہو وہ اصالۃً (یعنی اپنی طرف سے ادائیگی) قرار پائے گا یعنی وہ روپیہ ادا کیا جو اس پر اصالۃً تھا شریک

سے وصول نہیں کر سکتا اور جب نصف سے زیادہ ادا کیا تو جو کچھ زیادہ دیا ہے کفالت میں شمار ہو گا شریک سے وصول کر سکتا ہے۔(بہار شریعت ح۱۲،ص ۸۷۲،مسئلہ ۱۳۴)

{25}بدل کتابت کی کفالت نہیں ہو سکتی کہ یہ دَین صحیح نہیں۔(بہار شریعت ح۱۲،ص۸۴۰،مسئلہ ۹)

حوالہ:

(یہ مواد "دین کے مسائل"،part 04 سے لیا گیا ہے،www.farzuloom.net)

{1}"حوالہ "یہ ہے کہ جس شخص پر دَین (یعنی قرض) ہو، وہ اسے ادا (pay) کرنے کی ذمہ داری (responsibility) کسی دوسرے کو دے دے() "مَدیُون "(جسے قرض دیا گیا، اُس) کو "مُحِیل "کہتے ہیں،() "دائِن "(قرض دینے والے) کو "مُحتَال "، "مُحتَال لَہ "، "مُحال "، "مُحال لَہ "یا "حویل "کہتے ہیں۔ () جس پر "حوالہ "کیا گیا اُس کو "مُحتَال عَلَیْہ "اور "مُحال علیہ "کہتے ہیں اور () مال کو "مُحال بہ "کہتے ہیں۔

{2}حوالہ جائز ہے، اس کی بہت سی صورتیں ہیں اور اس کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔

() کبھی ایسا ہوتا ہے کہ "مَدیُون "(جسے قرض دیا گیا ہو)، دَین (یعنی قرض) ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور دائِن (قرض دینے والا) مطالبہ (demand) کر رہا ہوتا ہے، اس صورت میں کسی تیسرے (3^{rd} person) پر "حوالہ "کر دیا جاتا ہے () کبھی اطمینان (satisfaction) کے لیے "حوالہ "کیا جاتا ہے۔

() حدیثِ پاک میں ہے: مالدار کا دَین (قرض) ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور جب مالدار پر "حوالہ "کر دیا جائے تو دائِن (قرض دینے والا) قبول (accept) کر لے۔(صحیح البخاری، کتاب الحوالات، الحدیث:۲۲۸۸،ج۲،ص۷۲)

{3}حوالہ کے رکن "ایجاب "(offer) اور "قبول "(accept) ہیں۔ مثلاً "مَدیُون "(جسے قرض دیا گیا) نے کہا: میرے اوپر جو قرض فلاں شخص کا ہے، میں نے اُس کا "حوالہ "کیا۔ "مُحتَال "(قرض دینے والا) اور "مُحتَال عَلَیْہ "(جس پر حوالہ کیا گیا) نے کہا: "ہم نے قبول (accept) کیا" تو "حوالہ "ہو گیا۔

{4} جب "حوالہ" صحیح ہو گیا، تو "مُحِیل" (قرض لینے والا) "قرض" سے بَری (فارغ) ہو گیا، یعنی اب دائن (قرض دینے والے) کو یہ حق (right) نہ رہا کہ وہ قرض لینے والے سے قرض کی واپسی کا مطالبہ (demand) کر سکے۔

ہاں! اگر دَین (قرض) ہلاک ہونے کی صورت پیدا ہو گئی تو مُحتَال (قرض دینے والے)، مُحِیل (قرض لینے والا) سے مطالبہ کریگا اور اس سے قرض واپس لے گا۔ دَین ہلاک ہونے کی دو (2) صورتیں ہیں:

(۱) مُحتَال عَلَیْه (جس پر حوالہ کیا گیا، اُس) نے "حوالے" ہی سے انکار (denial) کر دیا اور گواہ (witness) نہ "مُحِیل" (قرض لینے والا) کے پاس ہیں نہ "مُحتَال" (قرض دینے والے) کے پاس پھر "مُحتَال عَلَیْه" (جس پر حوالہ کیا گیا) سے قسم کھانے کا کہا تو اُس نے قسم کھالی کہ: میں نے "حوالہ" قبول (accept) نہیں کیا تھا (تو اب قرض دینے والا، قرض لینے والے سے قرض واپس لے گا)۔

(۲) مُحتَال عَلَیْه (جس پر حوالہ کیا گیا) مُفْلسی (فقیری) کی حالت میں مر گیا نہ اُس کے پاس سامان تھا اور نہ کسی اور پر اُس (مرنے والے) کا قرض تھا کہ جس سے مطالبہ (demand) کیا جا سکے (اور وہ رقم لے کر "حوالہ" پورا کیا جا سکے) نہ اُس نے کوئی "کفیل" (guarantor) بنایا تھا کہ جس سے رقم لی جا سکے (لہذا اب قرض دینے والا، قرض لینے والے قرض واپس لے گا)۔

{5} "مُحتَال عَلَیْه" (جس پر حوالہ کیا گیا) نے (قرض دینے کے بعد) "مُحِیل" (قرض لینے والے) سے کہا کہ میں نے تمہارے حکم سے تمہارا قرض ادا (pay) کیا تھا لہٰذا اب تم مجھے اتنی ہی رقم دے دو۔ "مُحِیل" (قرض لینے والا) نے جواب میں یہ کہا کہ: میں نے تم پر حوالہ اس لیے کیا تھا کہ میرا جو قرض تم پر تھا، وہ "حوالہ" ہو کر ختم ہو جائے۔ اس صورت (case) میں "مُحتَال عَلَیْه" (جس نے "حوالے" کی رقم دی) کی بات مانی جائے گی کیوں کہ "مُحِیل" (قرض لینے والا) نے "حوالے" کا اقرار کر لیا ہے (یعنی یہ بات مان لی ہے

www.farzuloom.net

کہ سامنے والے نے میرا قرض ادا کر دیا ہے)اور "حوالے" میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ "حوالے" کی رقم دینے والے پر، قرض لینے والا کا پہلے سے قرض ہو۔

{6}"مُحِیْل "(قرض لینے والے)نے "مُحْتَال "(یعنی قرض دینے والے)سے یہ کہا کہ میں نے تمہارا فلاں پر "حوالہ "اس لیے کیا تھا کہ اُس چیز(یا اُس رقم)پر میرے لیے قبضہ کرو(یعنی میرے یہ پیسے یا میرا سامان اُس سے لے لو، جیسا کہ کاروبار میں اس طرح ہوتا رہتا ہے)تو یہ "حوالہ "اصل میں وکالت(attorneyship) ہے۔

()اس صورت(case)میں اگر "مُحْتَال "(قرض دینے والے اور "حوالے "کی رقم لینے والے)نے یہ کہا ہے کہ:یہ "حوالہ "اس لیے کیا گیا تھا کہ تم پر جو میرا قرض ہے، اُس کے پیسے مجھے مل جائیں۔ یہاں "مُحِیْل " (قرض لینے والے اور "حوالہ "کروانے والے)کی بات مانی جائے گی۔(دین کے مسائل،part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{7}ہمارے علمائے کرام نے سفتجہ (سفاتج)یعنی ہنڈوی کو ناجائز رکھا کہ ہر مقرض اس قرض دینے سے سقوط خطر طریق کا استفادہ کرتا ہے اور وہ فضل خالی عن العوض ہے کہ بربنائے قرض اس نے حاصل کیا و کل قرض جر منفعۃ فھو ربا(جو قرض نفع مند ہو وہ ربا ہے۔ت)بظاہر منی آرڈر و ہنڈوی دونوں دوسری جگہ روپیہ بھیجنے کے طریق ہیں جس کے باعث نظر دھوکا کھاتی ہے دونوں کا حال ایک ہے حالانکہ اگر ذرا تامل کو کام میں لائے تو آفتاب روشن کی طرح متجلی ہو کہ ان میں باہم زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہنڈوی محض قرض ہے اور اس میں قرض دینا خاص مرسل کی غرض اور اس کے ذریعہ سے اسے سقوط خطر کی منفعت حاصل، تو قرض جر منفعۃ فھو ربا بلا شبہ صادق، ہنڈوی کرنے والوں کی کوٹھیاں داد وستد ہی کے لئے موضوع ہیں، نہ اجیر بننے کے لئے مرسل اگر مال قرض نہ دیتا امانت رہتا اور بحال ہلاک تاوان نہ پاتا فلہذا قرض دیتا ہے اور اس سے یہ نفع حاصل کرتا ہے، علماء نے سفتجہ کی تفسیر ہی یہی فرمائی۔(فتاوی رضویہ ج۱۹، ص ۵۷۵)

....

صلح:

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net مگر اس پر کام باقی ہے)

{1} نزاع (اختلاف، جھگڑا) دور کرنے کے لیے جو عقد (contract) کیا جائے اُس کو صلح کہتے ہیں۔ وہ حق جو جھگڑے کا سبب ہو، اُسے "مصالح عنہ"، جس پر صلح ہوئی اُس کو "بدلِ صلح" یا "مصالح علیہ" کہتے ہیں۔

{2} صلح میں ایجاب (offer) ضروری ہے اور مُتَعَیَّن (طے۔fixed) چیز میں قبول (accept) بھی ضروری ہے اور غیر مُتَعَیَّن (طے۔fixed) میں قبول (accept) ضروری نہیں۔ مثلاً مدعی نے مُتَعَیَّن (طے۔fixed) چیز کا دعویٰ کیا مدعی علیہ نے کہا اتنے روپے پر اس معاملہ میں مجھ سے صلح کرلو مدعی نے کہا میں نے کی جب تک مدعیٰ علیہ قبول (accept) نہ کرے صلح نہیں ہوگی۔ اور اگر روپے اشرفی کا دعویٰ ہے اور صلح کسی دوسری جِنس پر ہوئی تو اس میں بھی قبول (accept) ضرور ہے کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع میں قبول (accept) ضروری ہے اور اُسی جِنس پر ہوئی مثلاً سو روپے کا دعویٰ تھا پچاس پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اگرچہ مدعیٰ علیہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے قبول (accept) کیا یعنی پہلے مدعیٰ علیہ نے صلح کو خود کہا کہ اتنے میں صلح کرلو اس کے بعد مدعی نے کہا کہ میں نے کی صلح ہوگئی اگرچہ مدعیٰ علیہ نے قبول (accept) نہ کیا ہو کہ یہ اسقاط ہے یعنی اپنے حق (right) کو چھوڑ دینا۔

نوٹ: "صلح" اگر رضا (یعنی خوشی) سے ہے تو عِندَ اللہ (یعنی اللہ کریم کی بارگاہ میں) بھی یہ "صلح" صحیح ہوگئی۔ اگر سامنے والے سے دَب کر (اُس کے رُعب یا ڈر کی وجہ سے) "صلح" ہوئی تو اب دنیاوی حکم میں یہ صحیح ہے مگر آخرت (یعنی اللہ کریم کی بارگاہ) میں اس کا مُطالبہ ہوگا (یعنی پوچھا جائے گا)۔ (فتاوی رضویہ ج۱۹، ص۱۲۸، مُلخصاً)

{3} صلح کا حکم یہ ہے کہ مدعیٰ علیہ دعویٰ سے بری ہو جائے گا اور مصالح علیہ مدعی کی مِلک ہو جائے گا چاہے مدعی علیہ حق مدعی سے منکر ہو یا اِقراری ہو اور مصالح عنہ مِلکِ مدعیٰ علیہ ہو جائے گا اگر مدعی علیہ اقراری تھا بشر طیکہ

وہ قابلِ تملیک بھی ہو یعنی مال ہو اور اگر وہ قابلِ مِلک ہی نہ ہو مثلاً قصاص یا مدعٰی علیہ اس امر سے انکاری تھا کہ یہ حقِ مدعی ہے تو ان دونوں صورتوں میں مدعٰی علیہ کے حق میں فقط دعوے سے براءت ہو گی۔

{4} صلح کے لیے شرائط حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) عاقل ہونا۔ بالغ اور آزاد ہونا شرط نہیں لہٰذا نابالغ کی صلح بھی جائز ہے جب کہ اُس کی صلح میں کھلا ہوا ضرر (نقصان) نہ ہو۔ غلام ماذون اور مکاتب کی صلح بھی جائز ہے جب کہ اس میں نفع (profit) ہو۔ نشہ والے کی صلح بھی جائز ہے۔

(۲) مصالح علیہ کے قبضہ کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا معلوم ہونا مثلاً اتنے روپے پر صلح ہوئی یا مدعٰی علیہ فلاں چیز مدعی کو دیدے گا اور اگر اُس کے قبضہ کی ضرورت نہ ہو تو معلوم ہونا شرط نہیں مثلاً ایک شخص نے دوسرے کے مکان میں ایک حق (right) کا دعوٰی کیا تھا کہ میرا اس میں کچھ حصہ ہے دوسرے نے اُس کی زمین کے متعلق دعوٰی کیا کہ میرا اس میں کچھ حق (right) ہے اور صلح یوں ہوئی کہ دونوں اپنے اپنے دعوے سے دست بردار ہو جائیں۔

(۳) مصالح عنہ کا عوض لینا جائز ہو یعنی مصالح عنہ مصالح کا حق (right) ہو اپنے محل میں ثابت ہو عام ازیں کہ مصالح عنہ مال ہو یا غیر مال مثلاً قصاص و تعزیر جب کہ تعزیر حق العبد (بندے کا حق) کی وجہ سے ہو اور اگر حقُ اللہ کی وجہ سے ہو تو اس کا عوض لینا جائز نہیں مثلاً کسی اجنبیہ (غیر محرم عورت) کا بوسہ لیا اور کچھ دے کر صلح کر لی یہ جائز نہیں۔ اور اگر مصالح عنہ کے عوض میں کچھ لینا جائز نہ ہو تو صلح جائز نہیں مثلاً حق شُفعہ کے بدلے میں "شَفیع" (شُفعہ کا اختیار (option) رکھنے والا) کا کچھ لے کر صلح کر لینا یا کسی نے زنا کی تہمت لگائی تھی اور کچھ مال لے کر صلح ہو گئی یا زانی اور چور یا شراب خوار کو پکڑا تھا اُس نے کہا مجھے حاکم کے پاس پیش نہ کرو اور کچھ لے کر چھوڑ دیا یہ ناجائز ہے۔ کفالت بِالنفس (جس شخص پر مطالبہ (demand) ہو اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری (responsibility) لے لینا) میں مکفول عنہ نے کفیل (ضامن، ذمہ دار) (guarantor) سے مال لے کر صلح کر لی۔ یہ صُلحیں تو ناجائز ہی ہیں اس صلح سے شُفعہ بھی باطل ہو جائے گا اور کفالت (guarentee) بھی جاتی

رہی اسی طرح حد قذف بھی اگر قاضی کے یہاں پیش کرنے سے پہلے صلح ہوگئی۔حد زنا اور حد شرب خمر میں بھی صلح اگرچہ ناجائز ہے مگر صلح کی وجہ سے حد باطل نہیں ہوتی۔چور نے مکان سے مال نکال لیا اس نے پکڑا چور نے کسی اپنے مال کے عوض میں مصالحت کی یہ صلح ناجائز ہے مال دینا چور پر واجب نہیں اور چوری کا مال چور نے واپس دیدیا ہے تو مقدمہ بھی نہیں چل سکتا اور اگر چور کو قاضی کے پاس پیش کرنے کے بعد مصالحت کی اور اُسے معاف کر دیا تو معافی صحیح نہیں اور اگر اُس کو مال ہبہ کر دیا تو حد سرقہ یعنی ہاتھ کاٹنا اب نہیں ہو سکتا۔گواہ سے مصالحت کرلی کہ گواہی(testimony)نہ دے یہ صلح باطل ہے۔

(۴)نابالغ کی طرف سے کسی نے صلح کی تو اس صلح میں نابالغ کا کھلا ہوا نقصان نہ ہو مثلاً نابالغ پر دعویٰ تھا اُس کے باپ نے صلح کی اگر مدعی کے پاس گواہ تھے اور اوتنے ہی پر مصالحت ہوئی جتنا حق(right)تھا یا کچھ زیادہ پر تو صلح جائز ہے اور غبن فاحش پر صلح ہوئی یا مدعی کے پاس گواہ نہ تھے تو صلح ناجائز ہے اور اگر باپ نے اپنا مال دے کر صلح کی ہے تو بہر حال جائز ہے کہ اس میں نابالغ کا کچھ نقصان نہیں۔

(۵)نابالغ کی طرف سے صلح کرنے والا وہ شخص ہو جو اُس کے مال میں تصرُّف کر سکتا ہو(عمل دخل،یعنی اخراجات(expenses)وغیرہ میں استعمال کر سکتا ہو)مثلاً باپ دادا وصی۔

(۶)بدل صلح مال متقوم ہو اگر مسلمان نے شراب کے بدلے میں صلح کی یہ صلح صحیح نہیں۔(دین کے مسائل،part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا،بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{5} صلح کی تین صورتیں ہیں کبھی یوں ہوتی ہے کہ مدعیٰ علیہ حق مدعی کا مقر ہوتا ہے اور کبھی یوں کہ منکر تھا اور کبھی یوں کہ اُس نے سکوت کیا تھا اقرار انکار کچھ نہیں کیا تھا۔پہلی قسم یعنی اقرار کے بعد صلح،اس کی چند صورتیں ہیں اگر مال کا دعویٰ تھا اور مال پر صلح ہوئی تو یہ صلح بیع کے حکم میں ہے۔اس صلح پر بیع کے تمام احکام جاری ہوں گے مثلاً مکان وغیرہ جائداد غیر منقولہ پر صلح ہوئی یعنی مدعیٰ علیہ نے یہ چیزیں دے دیں تو اس میں شفیع کو شفعہ کرنے کا حق حاصل ہوگا اور اگر بدل صلح میں کوئی عیب ہو تو واپس کرنے کا حق ہے خیار رویت بھی ہے خیار شرط بھی ہو سکتا ہے اور مصالح علیہ یعنی بدل صلح مجہول ہے تو صلح فاسد ہے مصالح عنہ کا مجہول ہونا صلح کو

فاسد نہیں کرتا کیونکہ اُس کو ساقط کرتا ہے اُسکی جہالت سبب نزاع نہیں ہوسکتی بدل صلح کی تسلیم پر قدرت بھی شرط ہے۔ مصالح عنہ یعنی جس کا دعویٰ تھا اگر اُس میں کسی نے اپنا حق ثابت کر دیا تو مدعی کو بدل صلح اُس کے عوض میں پھیرنا ہوگا (واپس کرنا ہوگا) کل کا استحقاق ہوا کل پھیرنا ہوگا اور بعض کا ہوا بعض پھیرنا ہوگا اور بدل صلح میں استحقاق ہوجائے تو اُس کے مقابل میں مدعی مصالح عنہ سے لے گا یعنی کل میں استحقاق ہوا تو کل لے گا اور بعض میں ہوا تو بعض یعنی بقدر حصہ۔ (بہار شریعت ح ۱۳، ص ۱۱۳۵، مسئلہ ۳)

{6} انکار و سکوت کے بعد جو صلح ہوتی ہے وہ مدعی کے حق میں معاوضہ ہے یعنی جس چیز کا دعویٰ تھا اُس کا عوض پالیا اور مدعیٰ علیہ کے حق میں یہ بدل صلح یمین اور قسم کا فدیہ ہے یعنی اس کے ذمہ جو یمین تھی اُس کے فدیہ میں یہ مال دے دیا اور قطع نزاع ہے یعنی جھگڑے اور مقدمہ بازی کی مصیبتوں میں کون پڑے یہ مال دے کر جھگڑا کاٹنا ہے لہٰذا ان دونوں صورتوں میں اگر مکان کا دعویٰ تھا اور مدعی علیہ منکر یا ساکت تھا اور کوئی چیز دے کر مصالحت کی اس مدعیٰ علیہ پر شفعہ نہیں ہوسکتا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں نہیں ہے بلکہ مدعیٰ علیہ کا خیال تو یہ ہے کہ یہ میرا ہی مکان تھا میں نے اس کو صلح کے ذریعہ سے اپنے پاس سے جانے نہ دیا اور مدعی کی خصومت (مقدمہ) کو مال کے ذریعہ سے دفع کر دیا پھر اس نے جب مکان خریدا نہیں ہے تو شفعہ کیسا اور مدعی کا یہ خیال کہ مکان میرا تھا مال لے کر دے دیا اس خیال کی پابندی مدعی علیہ کے ذمہ نہیں ہے تاکہ شفعہ کیا جاسکے۔
(بہار شریعت ح ۱۳، ص ۱۱۳۶، مسئلہ ۹)

{7} مکان پر صلح ہوئی یعنی مدعی نے کسی چیز کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ نے انکار یا سکوت کے بعد اپنا مکان دے کر پیچھا چھوڑایا اُس سے صلح کر لی اس مکان پر شفعہ ہوسکتا ہے کیونکہ اس صورت میں مکان مدعی کو ملتا ہے اور اس کا گمان یہ ہے کہ میں اس کو اپنے حق کے عوض میں لیتا ہوں لہٰذا اس کے لحاظ سے یہ صلح بیع کے معنی میں ہے تو اس پر شفعہ بھی ہوگا۔ (بہار شریعت، ح ۱۳، ص ۱۱۳۷، مسئلہ ۱۰)

() اگر مکان کا دعویٰ تھا اور مدعی علیہ منکر یا ساکت تھا اور کوئی چیز دے کر مصالحت کی اس مدعیٰ علیہ پر شفعہ نہیں ہوسکتا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں نہیں ہے بلکہ مدعیٰ علیہ کا خیال تو یہ ہے کہ یہ میرا ہی مکان تھا میں نے اس

کو صلح کے ذریعہ سے اپنے پاس سے جانے نہ دیا اور مدعی کی خصومت (مقدمہ) کو مال کے ذریعہ سے دفع کر دیا پھر اس نے جب مکان خرید انہیں ہے تو شفعہ کیسا اور مدعی کا یہ خیال کہ مکان میرا تھا مال لے کر دے دیا اس خیال کی پابندی مدعی علیہ کے ذمہ نہیں ہے تا کہ شفعہ کیا جا سکے۔ (بہار شریعت، ح ۱۳، ص ۱۱۳۷، مسئلہ ۹)

{8} جنایت عمد جس میں قصاص واجب ہوتا ہے خواہ وہ قتل ہو یا اس سے کم مثلاً قطعِ عضو (کوئی عضو کاٹنا) اس میں اگر دِیَّت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اور جنایتِ خطا میں دیت سے زیادہ پر صلح ناجائز ہے کہ اس میں شرع کی طرف سے دیت مقرر ہے اُس پر زیادتی نہیں ہو سکتی ہاں دیت میں جو چیزیں مقرر ہیں اون کے علاوہ دوسری جنس پر صلح ہو اور یہ چیز قیمت میں زیادہ ہو تو یہ صلح جائز ہے۔ (بہار شریعت، ح ۱۳، ص ۱۱۴۱، مسئلہ ۲۷)

{9} حد زنا اور حد شرب خمر میں بھی صلح اگر چہ ناجائز ہے مگر صلح کی وجہ سے حد باطل نہیں ہوتی۔
(بہار شریعت، ح ۱۳، ص ۱۱۳۴)

{10} مرد نے ایک عورت پر جو شوہر والی نہیں ہے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے مال دے کر صلح کی، یہ صلح خلع کے حکم میں ہے مگر مرد نے اگر جھوٹا دعویٰ کیا تھا تو اس مال کو لینا حلال نہیں اور عورت کو اُسی وقت دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یعنی اُس پر عدّت نہیں ہے کیونکہ دخول پایا نہیں گیا اور اگر عورت نے مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے مال دے کر صلح کی یہ صلح ناجائز ہے کیونکہ اس صلح کو کسی عقد کے تحت میں داخل نہیں کر سکتے۔
(بہار شریعت، ح ۱۳، ص ۱۱۴۰، مسئلہ ۲۱)

{11} ایک مجہول الحال شخص (ایسا شخص جس کے آزاد یا غلام ہونے کا لوگوں کو علم نہ ہو) پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اُس نے مال دے کر مصالحت کی یہ صلح جائز ہے اور اس کو مال کے عوض میں عتق (آزاد کرنا) قرار دیں گے۔ پھر اگر اقرار کے بعد صلح ہوئی تو مدعی کو وَلا ملے گا ورنہ نہیں ہاں اگر بیّنہ سے (گواہوں سے) اُس کا غلام ہونا ثابت کر دے تو اگر چہ مدعیٰ علیہ منکر ہے مدعی کو وَلا ملے گا بیّنہ سے ثابت کرنے کی وجہ سے وہ غلام نہیں بنایا جا سکتا یہی حکم سب جگہ ہے یعنی صلح کے بعد اگر مدعی گواہوں سے اپنا حق ثابت کرے اور یہ چاہے کہ میں اُس چیز کو لے لوں یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ چیز اگر اُس کی ہے تو معاوضہ اُس چیز کا لے چکا پھر مطالبہ کے کیا معنٰی۔

(بہارِ شریعت، ح۱۳، ص۱۱۴۰، مسئلہ ۲۱)

{12} مدعیٰ علیہ پر جو دَین (قرض) ہے یا اُس نے کوئی چیز غصب کی ہے اگر صلح اُسی جنس کی چیز پر ہوئی تو بعض حق کو لے لینا اور باقی کو چھوڑ دینا ہے اس کو معاوضہ قرار دینا درست نہیں ورنہ سود ہو جائے گا۔

()ہزار روپے حال یعنی غیر میعادی تھے سو روپے پر جو فوراً لیے جائیں گے صلح ہوئی یہ درست ہے اگرچہ مجلس صلح میں اون پر قبضہ نہ کیا ہو()ہزار روپے کھوٹے تھے پانسو کھرے پر صلح ہوئی یہ صلح بھی ناجائز ہے۔

()قاعدہ ئی کلیہ یہ ہے کہ دائن کی طرف اگر احسان ہو تو اسقاط ہے اور صلح جائز ہے جیسے: ہزار روپے کھرے تھے اور سو روپے کھوٹے پر صلح ہوئی۔(بہارِ شریعت، ح۱۳، ص۱۱۴۴، مسئلہ ۱، بالتغیر، ماخوذاً)

{13} ایک شخص پر ہزار روپے باقی ہیں اور یوں صلح ہوئی کہ مہینے کے اندر دو گے تو سو روپے اور ایک ماہ کے اندر نہ دیے تو دو سو روپے دینے ہوں گے یہ صلح صحیح نہیں۔(بہارِ شریعت، ح۱۳، ص۱۱۴۵، مسئلہ ۵)

{14} مدعیٰ علیہ نے کسی کو صلح کے لیے وکیل کیا اُس وکیل نے صلح کی اگر دعویٰ دَین کا تھا اور دَین کے بعض حصہ پر صلح ہوئی یا خونِ عمد کا دعویٰ تھا اور صلح ہوئی اس صورت میں یہ وکیل سفیر محض ہے مدعی اس سے بدل صلح کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ وہ بدلِ صلح موکل پر لازم ہے اُسی سے مطالبہ ہو گا ہاں اگر وکیل نے بدلِ صلح کی ضمانت کر لی ہے تو وکیل سے اس ضمانت کی وجہ سے مطالبہ ہو گا۔ یو ہیں مال کا دعویٰ تھا اور مال پر صلح ہوئی اور مدعیٰ علیہ اقراری تھا تو وکیل سے مطالبہ ہو گا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع کا وکیل سفیر محض نہیں ہوتا بلکہ حقوق اُسی کی طرف عائد ہوتے ہیں اور اگر مدعیٰ علیہ منکر ہو تو وکیل سے مطلقاً مطالبہ نہیں مال پر صلح ہو یا کسی اور چیز پر۔(بہارِ شریعت، ح۱۳، ص۱۱۴۱، مسئلہ ۲۸)

{15} مدعیٰ علیہ نے اس سے صلح کے لیے نہیں کہا اس نے خود صلح کر لی یعنی فضولی ہو کر اگر مال کا ضامن ہو گیا ہے یا صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کی یا کہہ دیا اس چیز پر یا کہا اتنے پر مثلاً ہزار روپے پر صلح کرتا ہوں اور دے دیے تو صلح جائز ہے اور یہ فضولی ان صورتوں میں مُتبرِّع (احسان کرنے وال) ہے مدعیٰ علیہ سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر اسکے حکم سے مصالحت کرتا تو واپس لیتا اور اگر فضولی نے کہہ دیا کہ اتنے پر صلح کرتا ہوں

اور دیا نہیں تو یہ صلح اجازت مدعیٰ علیہ پر موقوف ہے وہ جائز کر دے گا جائز ہو جائے گی اور مال لازم آجائے گا ورنہ جائز نہیں ہو گی۔ فضولی نے خلع کیا اُس میں بھی یہی پانچ صورتیں ہیں اور یہی احکام۔

(بہار شریعت، ح ۱۳، ص ۱۱۴۲، مسئلہ ۲۹)

{16} دو شخصوں نے ایک مکان کا دعویٰ کیا کہ یہ ہم کو اپنے باپ سے ترکہ میں ملا ہے ان میں سے ایک نے مدعیٰ علیہ سے اپنے حصہ کے مقابل میں سو روپے پر صلح کر لی دوسرا ان سو میں سے کچھ نہیں لے سکتا اور مکان میں سے بھی کچھ نہیں لے سکتا جب تک گواہوں سے ثابت نہ کر دے اور اگر ایک نے پورے مکان کے مقابل میں سو روپے پر صلح کی ہے اور اپنے بھائی کے تسلیم کر لینے کا ضامن ہو گیا ہے اگر اس کے بھائی نے تسلیم کر لی صلح جائز ہے اور سو میں سے پچاس لے لے گا اور اس نے انکار کر دیا تو اسکے حق میں صلح ناجائز ہے اسکا دعوی بدستور باقی ہے اور جس نے صلح کی ہے وہ سو میں پچاس مدعیٰ علیہ کو واپس کر دے۔

(بہار شریعت، ح ۱۳، ص ۱۱۷۰، مسئلہ ۸)

{17} دو شخصوں نے بطور شرکت عقد سلم کیا ہے ان میں سے ایک نے اپنے حصہ میں مسلم الیہ (بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں) سے صلح کر لی کہ راس المال (بیع سلم میں ثمن کو رأس المال کہتے ہیں) جو دیا گیا ہے اُس میں سے جو میرا حصہ ہے اُس پر صلح کرتا ہوں یہ صلح دوسرے شریک کی اجازت پر موقوف ہے اُس نے جائز کر دی جائز ہو گئی جو مال مل چکا ہے یعنی حصہ مصالح (وہ حصہ جس میں صلح ہو چکی ہے) وہ دونوں میں منقسم ہو جائے گا اور جو سَلم باقی ہے وہ دونوں میں مشترک ہے یعنی جو کچھ مسلم فیہ باقی ہے مثلاً وہ غلہ جو نصف سَلم کا باقی ہے یہ دونوں میں مشترک ہے اور اگر اس کے شریک نے رد کر دیا تو صلح باطل ہو جائے گی ہاں اگر ان دونوں میں رکت مفاوضہ ہو تو یہ صلح مطلقاً جائز ہے۔ (بہار شریعت، ح ۱۳، ص ۱۱۴۹، مسئلہ ۲۱)

{18} ترکہ عقار یعنی جائداد غیر منقولہ ہے یا عرض ہے یعنی نقود (درہم، دینار، روپے وغیرہ) کے علاوہ دوسری چیزیں اور جس وارث کو نکالا اُس کو کچھ مال دیدیا اگرچہ جتنا دیا ہے وہ اُس کے حصہ کی قیمت سے کم یا زیادہ ہے یا ترکہ سونا ہے اور اُس کو چاندی دی یا ترکہ چاندی ہے اُس کو سونا دیا یا ترکہ میں دونوں چیزیں ہیں اور اُس کو بھی

دونوں چیزیں دیں یہ سب صورتیں جائز ہیں اور اس کو مبادلہ پر محمول کیا جائے گا اور جنس کو غیر جنس سے بدلنا قرار دیا جائے گا۔ اُس کو جو کچھ دیا ہے وہ اُس کے حق سے کم ہے یا زیادہ دونوں صورتیں جائز ہیں مگر جو صورت بیع صرف کی ہے اوس میں تقابضِ بدلین ضروری ہے مثلاً چاندی ترکہ ہے اور اُس کو سونا دیا یا بالعکس یا ترکہ میں دونوں ہیں اور اُس کو دونوں دیں یا ایک دیا کہ یہ سب صورتیں بیع صَرف کی ہیں قبضہ اس میں شرط ہے۔

{19}ترکہ میں سونا چاندی دونوں ہیں اور نکل جانے والے کو صرف ان میں سے ایک چیز دی یا ترکہ میں سونا چاندی اور دیگر اشیا ہیں اور اُس کو صرف سونا یا صرف چاندی دی اس کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ اس جنس میں جتنا اس کا حصہ ہے اس سے وہ زائد ہو جو دی گئی ہے مثلاً فرض کرو کہ ترکہ میں روپے اشرفی اور ہر قسم کے سامان ہیں اور اس کا حصہ سو روپیہ ہے اور کچھ اشرفیاں بھی اس کے حصہ کی ہیں اور کچھ دوسری چیزیں بھی اگر اس کو صرف روپے دیے اور وہ سو ہی ہوں یا کم یہ ناجائز ہے کہ باقی ترکہ کا اس کو کچھ معاوضہ نہیں دیا گیا اور اگر ایک سو پانچ روپے مثلاً دے دیے یہ صورت جائز ہو گئی کیونکہ سو روپے تو روپے میں کا حصہ ہے اور باقی پانچ روپے اشرفیوں اور دوسری چیزوں کا بدلہ ہے یہ بھی ضروری ہے کہ سونا چاندی کی قسم سے جو چیزیں ہوں وہ سب بوقت تخارج حاضر ہوں اور اُس کو یہ بھی معلوم ہو کہ میرا حصہ اتنا ہے۔ (بہار شریعت، ح۱۳، ص۱۱۵۰، مسئلہ ۲،۱)

{20}میّت پر کچھ دَین ہے مگر اتنا نہیں کہ پورے ترکہ کو مستغرق ہو تو جب تک دَین ادا نہ کر لیا جائے تقسیمِ ترکہ و مصالحت کو موقوف رکھنا چاہیے کیونکہ ادائے دَین میراث پر مقدم ہے پھر بھی اگر ادا کرنے سے پہلے تقسیم و مصالحت کر لیں اور دَین ادا کرنے کے لیے کچھ ترکہ جدا کر دیں تو یہ تقسیم و مصالحت صحیح ہے مگر فرض کرو کہ وہ مال جو دَین ادا کرنے کے لیے رکھا تھا اگر ضائع ہو جائے گا تو تقسیم توڑ دی جائے گی اور ورثہ سے ترکہ واپس لے کر دَین ادا کیا جائے گا۔ (بہار شریعت، ح۱۳، ص۱۱۵۲، مسئلہ ۷)

تحفہ دینا:

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 03 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} "ہبہ **(یعنی تحفہ)**" یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے آدمی کو کسی چیز کا اس طرح مالک (owner) بنادے کہ دوسرے شخص سے (اس چیز کے بدلے (exchange) میں) کچھ مال (wealth) یاسامان لینے کا طے (fixed) نہ کیا ہو۔ تحفہ دینے والے کو "**واہب (gift-giver)**" کہتے ہیں، جس کو تحفہ دیا گیا اُسے "**موہوب لہ (gift-taker)**" اور "**ہبہ** (gift)" اُس چیز کو بھی کہتے ہیں کہ جو تحفے میں دی گئی۔

{2} "ہبہ **(یعنی تحفہ)**" دینے میں، تحفہ دینے والے کے لیے کبھی دنیا اور (شریعت کے اصولوں کے مطابق اچھی نیّت سے دینے میں) آخرت کا فائدہ ہے۔ دنیا میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جسے تحفہ دیا جائے تو وہ بھی اسے تحفہ دے دیتا ہے، محبّت کرنے لگتا ہے، اچھے انداز سے اُسے یاد کرتا (**یادرہے!** تحفہ اسی نیّت (intention) سے دیا کہ دنیا کے یہ فائدے ملیں گے تو ثواب نہیں ملے گا بلکہ ریا کی صورت پائی گئی تو گناہ بھی ہوگا)۔ آخرت کے فائدوں میں ثواب کے ساتھ ساتھ، دین کے حکموں پر عمل کرنے میں مدد ملتی ہے، جیسا کہ امام ابو منصور ماتریدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مسلمان پر اپنی اولاد کو جُود واحسان (یعنی سخاوت (generosity) اور بھلائی (goodness)) کی تعلیم دینا اُسی طرح واجب ہے جس طرح توحید (یعنی اللہ کریم کو ایک ماننے) اور ایمان کی تعلیم دینا واجب ہے کیونکہ جود (generosity) اور احسان (favour) سے دُنیا کی محبت دور ہوتی ہے اور دُنیا کی محبت ہی ہر گناہ کی جڑ (root) ہے() تحفہ قبول (accept) کرنا سنّت ہے اور تحفہ دینے سے آپس میں محبت زیادہ ہوتی ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الھبۃ، ج۸، ص۵۶۸)

{3} "ہبہ **(یعنی تحفہ)**" صحیح ہونے کی چند شرطیں (preconditions) ہیں:

(۱) "**واہب یعنی تحفہ دینے والے (gift-giver)**" کا عاقل (یعنی پاگل وغیرہ نہ) ہونا **(۲)** بالغ (wise, grownup) ہونا کہ نابالغ کا تحفہ دینا صحیح نہیں **(۳)** مالک (owner) ہونا (یعنی جس چیز کا ابھی مالک نہیں (کہ وہ چیز بعد میں اس کے پاس آئے گی، اُسے ابھی تحفے میں نہیں دے سکتا) **(۴)** جو چیز تحفے میں دی جائے وہ موجود بھی ہو اور **(۵)** قبضے (possession) میں بھی ہو **(۶)** مشاع (یعنی وہ چیز جو ایک سے زیادہ لوگوں میں مشترک

www.farzuloom.net

(common))نہ ہو(۷)مُتَمَیِّز(یعنی الگ اور نمایاں)ہو(۸)(کسی اور کے کام میں)مشغول(یعنی استعمال میں)نہ ہو۔

{4}"ہبہ(یعنی تحفہ)" کے ارکان:(۱،۲)ایجاب وقبول ہیں(یعنی ایک شخص دوسرے کو تحفے میں دے اور دوسرا آدمی اِس بات پر راضی(agree)ہو جائے)() **"ہبہ(یعنی تحفے)"** کا حکم یہ ہے کہ تحفے میں دینے سے وہ چیز **"موہوب لہ(یعنی جس کو تحفہ دیا گیا(gift-taker)،اُس)"** کی مِلک ہو جاتی ہے()ایسا نہیں ہے کہ جسے تحفے میں دیا گیا،وہ کہے کہ:"میں تین دن سوچوں گا پھر بتاؤں گا کہ میں نے اس چیز کو تحفے میں لے لیا!"()جسے تحفے میں دیا گیا،اُس نے تحفہ دینے والے کے الگ ہونے سے پہلے،اگر ہبہ کو صحیح(ok)کر دیا تو وہ چیز اُس کی ہو گئی ورنہ یہ تحفہ دینے والے ہی کی چیز ہے()جس نے تحفہ دینے کا ارادہ(intention)کیا،اُس نے چیز دے دی اور کہہ دیا کہ میں تین دن تک سوچ کر بتاؤں گا کہ:میں تمھیں یہ چیز دوں گا بھی یا نہیں،تو اب وہ تحفہ ہو گیا یعنی جسے تحفے میں دیا،اب وہ اُس تحفے کا مالک ہو گیا کیونکہ تحفہ ایک ایسا عقد(contract)ہے کہ جس میں اس طرح کی شرطیں(preconditions)نہیں رکھی جاسکتیں۔

{5}"ہبہ(یعنی تحفہ)" کے بہت سے الفاظ ہیں:()میں نے تجھے ہبہ کیا()یہ چیز تمھیں کھانے کو دی()یہ چیز میں نے فلاں کے لیے یا تیرے لیے کر دی()میں نے یہ چیز تیرے نام کر دی()میں نے اس چیز کا تجھے مالک کر دیا() زندگی بھر کے لیے یہ چیز دیدی()(میں نے تجھے)اس گھوڑے پر سوار کر دیا()یہ کپڑا پہننے کو دیا()میرا یہ مکان تمھارے لیے عمر بھر رہنے کو ہے()یہ درخت میں نے اپنے بیٹے کے نام لگایا ہے()اگر قرینہ ہو(یعنی ایسی بات کہ جس سے تحفہ دینے کا پتا چل جائے)تو وہ بھی ہبہ(یعنی تحفہ دینا)ہے ورنہ وہ تحفہ نہیں ہے کیونکہ کسی چیز کا مالک (owner)بنانا کاروبار وغیرہ میں بھی ہوتا ہے۔

{6}"ہبہ(یعنی تحفے)" کا اصول(principle)یہ ہے کہ اگر **لفظ** ایسا بولا جس سے مالک(owner)بنانا سمجھا جاتا ہو تو ہبہ(یعنی تحفہ)ہے اور()اگر **لفظ** ایسا بولا جس سے کسی چیز سے صرف فائدہ اُٹھانا سمجھا جاتا ہے تو

”**عاریت**(ادھار)“ ہے اور()اگر **لفظ** ایسا بولا کہ جس سے دونوں باتیں ہو سکتی ہیں تو نیّت(intention) دیکھی جائے گی۔(دین کے مسائل،part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{7} ہبہ تمام ہونے کے لیے قبضہ کی بھی ضرورت ہے بغیر اس کے ہبہ تمام نہیں ہوتا پھر اگر اُسی مجلس میں قبضہ کرے تو واہب کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں اور مجلس بدل جانے کے بعد قبضہ کرنا چاہتا ہے تو اجازت درکار ہے ہاں اگر جس مجلس میں ہبہ کیا ہے اُس نے کہہ دیا ہے کہ تم قبضہ کر لو تو اب اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلی اجازت کافی ہے۔(بہار شریعت، ح۱۴، ص ۷۱، مسئلہ ۱۱)

{8} جو مشاع غیر قابلِ قسمت (نا قابلِ تقسیم) ہے اُس کا ہبہ صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اُس کی مقدار معلوم ہو یعنی اس چیز میں اس کا حصہ اتنا ہے جس کو ہبہ کرتا ہے اگر معلوم نہ ہو تو ہبہ صحیح نہیں مثلاً غلام دو شخصوں میں مشترک ہے اس کو معلوم نہیں کہ میرا حصہ کتنا ہے اور ہبہ کر دیا۔ ایک روپیہ دو شخصوں کو ہبہ کیا یہ صحیح ہے کیونکہ نصف نصف دونوں کا حصہ ہوا اور یہ معلوم ہے اور اگر واہب کے پاس دو روپے ہیں اُس نے یہ کہا کہ ان میں سے میں نے ایک روپیہ ہبہ کیا اور اُسے جدا نہ کیا یہ ہبہ صحیح نہیں ہوا۔

(بہار شریعت، ح۱۴، ص ۷۴، مسئلہ ۲۳)

{9} وہ چیز جو موجود نہیں، وہ تحفے میں نہیں دی جا سکتی، مثلاً کہا ان گیہوں (یعنی گندم۔wheat) کا آٹا تحفے میں دیا یا اس دودھ کا گھی تحفے میں دیا، تو یہ چیز اُس کی نہیں ہوئی کہ جسے تحفے میں دینے کا کہا گیا۔ اس کے بعد واقعی (really) گندم کا آٹا بنا لیا یا دودھ سے (ملائی پھر) گھی بنایا تو اب بھی وہ شخص ان چیزوں کا مالک (owner) نہیں ہو گا جس کے لیے یہ کہا گیا تھا کہ یہ چیزیں آپ کو تحفے میں دیں۔ **ہاں!** جب یہ چیزیں بن گئیں تو اب ان چیزوں کو نئے سرے سے (یعنی اب) تحفے میں دے سکتا ہے۔(دین کے مسائل،part 4)

{10} جو شخص نابالغ کا ولی (مثلاً باپ) ہے، یہ جب کبھی نابالغ کو ہبہ کر دے تو محض عقد کرنے سے یعنی فقط ایجاب سے ہبہ تمام ہو جائے گا بشرطیکہ شے موہوب واہب یا اُس کے مودَع کے قبضہ میں ہو۔ معلوم ہوا کہ

باپ کے ہبہ کا جو حکم ہے باپ نہ ہونے کی صورت میں چچا یا بھائی وغیر ہما کا بھی وہی حکم ہے بشرطیکہ نابالغ ان کی عیال میں ہے۔(بہار شریعت،ح۱۴،ص۷۷،مسئلہ ۳۲،بالتغیر)

{11} نابالغ کو کسی اجنبی نے کوئی چیز ہبہ کی یہ اُس وقت تمام ہو گا کہ ولی اُس پر قبضہ کر لے اس مقام پر ولی سے مراد یہ چار شخص ہیں (1) باپ پھر (2) اُس کا وصی پھر (3) دادا پھر (4) اُس کا وصی، اس صورت میں یہ ضرورت نہیں کہ نابالغ ولی کی پرورش میں ہو ان چار کی موجودگی میں کوئی شخص اُس پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ ()ان چاروں میں سے کوئی نہ ہو تو چچا وغیرہ جس کی عیال میں نابالغ ہو وہ قبضہ کرے، ماں یا اجنبی کی پرورش میں ہو تو یہ قبضہ کریں گے۔(بہار شریعت،ح۱۴،ص۷۸،مسئلہ ۳۷،۳۸)

{12} نابالغ اگر سمجھ وال ہو مال لینا جانتا ہو تو وہ خود بھی موہوب (ہبہ کی ہوئی چیز) پر قبضہ کر سکتا ہے اگر چہ اُس کا باپ موجود ہو اور جس طرح یہ نابالغ قبضہ کر سکتا ہے ہبہ کو رد بھی کر سکتا ہے یعنی چھوٹے بچے کو کسی نے کوئی چیز دی تو وہ لے بھی سکتا ہے اور انکار بھی کر سکتا ہے۔(بہار شریعت،ح۱۴،ص۷۸،مسئلہ ۳۹)

{13} دو شخصوں نے ایک شخص کو مکان جو قابلِ قسمت (تقسیم کے قابل) ہے ہبہ کر دیا اور قبضہ دیدیا ہبہ صحیح ہے کہ یہاں شیوع نہیں ہے اور اگر ایک نے دو شخصوں کو ہبہ کیا اور یہ دونوں بالغ ہیں یا ایک بالغ ہے دوسرا نابالغ اور یہ نابالغ اُسی بالغ کی پرورش میں ہے اور فقیر بھی نہیں ہیں اور مکان قابلِ تقسیم ہے تو ہبہ صحیح نہیں کہ مشاع کا ہبہ ہے۔(بہار شریعت،ح۱۴،ص۷۱،مسئلہ ۱۱)

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 03 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{14} کسی کو چیز دے کر واپس لینا بہت بُری بات ہے (بعض صورتوں (cases) میں چیز واپس لے لے تو تحفہ واپس ہو جائے گا یعنی تحفہ دینے والا دوبارہ (again) اس چیز کا مالک ہو جائے گا مگر واپسی کی ہر صورت میں گناہگار ہو گا (فتاوی رضویہ ج۱۹،ص۱۹۹،ماخوذاً)) لہٰذا مسلمان کو اس سے بچنا ہی چاہیے مگر شرعی اور دینی مسئلہ یہی ہے کہ "**ہبہ (یعنی تحفہ)**" واپس لینے کی صورتیں (cases) بنتی ہیں، تحفہ دے کر واپس لینے کو "**رُجوع**" کہتے ہیں ()"**رُجوع**" کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ "**رُجوع**" کے الفاظ بولے جائیں مثلاً (میں نے) رجوع کیا، واپس

لیا، ہبہ کو توڑ دیا، باطل کر دیا (وغیرہ)۔

{15} سات (7) صورتیں (cases) ایسی ہیں کہ اُن میں **"ہبہ"** واپس نہیں لیا جاسکتا: **(۱)** زیادت متصلہ (یعنی ایسا اضافہ جو اُس تحفے ہی میں کر دیا جائے اور ختم نہ کیا جاسکے) **(۲)** موت یعنی (تحفہ دینے والے یا تحفہ لینے والے) دونوں میں سے کسی کا انتقال کر جانا **(۳)** تحفے کے بدلے کوئی چیز لے لینا **(۴)** تحفے کا تحفہ لینے والے کی ملک (property) سے نکل جائے **(۵)** زوجیت (یعنی تحفہ میاں یا بیوی کو دیا ہو) **(۶)** قرابت (یعنی کچھ قریبی رشتہ داری) **(۷)** ہلاک (یعنی تحفہ ضائع (waste) یا استعمال ہو جائے)۔

نوٹ: اوپر بتائی ہوئی سات (7) صورتیں (cases) میں اگر تحفہ لینے والے اور تحفہ دینے والے دونوں تحفے کی واپسی پر راضی (agree) ہو جائیں تو تحفہ واپس لیا جاسکتا ہے۔

{16} **قرابت رشتہ** کہ جنہیں دیا ہوا تحفہ واپس نہیں لے سکتے، اُن سے مراد **ذی رحم مَحرم** ہیں ((ذی رحم یعنی وہ لوگ جن کا رشتہ والدین کے ذریعے ہو (تفسیر نعیمی، ج۱، ص۷۴۴، ملخصًا)) اور **محرم** یعنی ایسے قریبی رشتے دار کہ اگر ان میں سے کسی کو بھی مرد اور دوسرے کو عورت فرض کیا جائے تو نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو (ہاتھوں ہاتھ پھوپھی سے صلح کرلی، ص۱۷)) مثلاً () باپ، دادا، ماں، دادی، پڑدادا (great grandfather)، پڑدادی (great grandmother) یعنی آدمی اپنے اوپر کے جن رشتہ داروں کی اولاد ہو () اسی طرح نیچے کے جو رشتہ دار، اس کی اولاد سے ہوں مثلاً بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ (grandson)، نواسی (granddaughter) وغیرہ، مزید () والد کی اولاد (بھائی، بہن) اور دادا کی اولاد (چچا، پھوپھی) بھی **ذی رحم محرم** ہیں۔

{17} ایک نے تحفہ دے دیا، دوسرے نے لے لیا پھر دونوں میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اب تحفہ واپس نہیں ہو سکتا کیونکہ تحفہ لینے والے کا انتقال ہوا تو اب وہ وارثوں (مخصوص قریبی رشتہ داروں۔ specific close relatives) کا مال (wealth) ہے اور () اگر تحفہ دینے والے کا انتقال ہوا تو اس کے وارثوں کا اس چیز سے کوئی تعلق (relationship) ہی نہیں۔

{18} جسے تحفہ ملا، اُس نے تحفہ دینے والے کو کچھ دیا اور یہ معلوم ہو کہ تحفے کے بدلے میں دیا (مثلاً تحفہ لینے والے نے، تحفہ دینے والے کو اپنی طرف سے کوئی اور تحفہ دیا اور کہا کہ: آپ نے تحفہ دیا تھا، یہ میری طرف سے بھی لے لیں) تو اب پہلا تحفہ دینے والا، اپنا تحفہ واپس نہیں لے سکتا۔ **ہاں!** اگر تحفے کے فوراً بعد تحفہ (gift) دیا مگر لفظوں میں اس طرح کی کوئی بات نہ کہی کہ: اپنے تحفے کے بدلے میں یہ تحفہ لے لیں تو اب پہلا تحفہ دینے والا، اپنا تحفہ واپس لے سکتا۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{19} اجنبی شخص نے موہوب لہ کی طرف سے بطور تبرع واحسان واہب کو عوض دیا یہ بھی صحیح ہے اگر واہب نے قبول کر لیا رجوع ممتنع ہو گیا اجنبی کا عوض دینا موہوب لہ کے حکم سے ہو یا بغیر حکم دونوں کا ایک حکم ہے۔
(بہار شریعت، ح۱۴، ص۹۰، مسئلہ ۳۲)

{20} عوض دینے کے بعد ہبہ میں کسی نے اپنا حق ثابت کیا اور نصف موہوب کو لے لیا تو موہوب لہ واہب سے نصف عوض واپس لے سکتا ہے اور اگر اس کا عکس ہو یعنی نصف عوض میں مستحق نے حق ثابت کر کے لے لیا تو واہب کو یہ حق نہیں کہ نصف ہبہ کو واپس لے لے ہاں اگر اس مابقی کو یعنی جو کچھ عوض اس کے پاس رہ گیا ہے اس کو واپس کر کے ہبہ کا کل یا جز لینا چاہتا ہے تو لے سکتا ہے۔ (بہار شریعت، ح۱۴، ص۹۱، مسئلہ ۳۶)

{21} ہبہ میں رجوع کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ دونوں (یعنی واہب اور موہوب لہ) کی رضامندی سے چیز واپس ہو یا حاکم نے واپسی کا حکم دیدیا ہو۔ (بہار شریعت، ح۱۴، ص۹۵، مسئلہ ۵۱)

{22} جو چیز ہبہ کی تھی وہ ہلاک ہو گئی اُس کے بعد مستحق (حق دار) نے دعویٰ کیا کہ چیز میری تھی اور موہوب لہ سے اُس کا تاوان وصول کر لیا موہوب لہ واہب سے اُس تاوان میں سے کچھ وصول نہیں کر سکتا۔
(بہار شریعت، ح۱۴، ص۹۷، مسئلہ ۵۷)

{23} ہبہ بشرط العوض کہ میں یہ چیز تم کو ہبہ کرتا ہوں اس شرط پر کہ فلاں چیز تم مجھ کو دو یہ ابتدا کے لحاظ سے ہبہ ہے لہٰذا دونوں عوض پر قبضہ ضروری ہے اگر دونوں نے یا ایک نے قبضہ نہیں کیا تو ہر ایک رجوع کر سکتا ہے

مگر انتہا کے لحاظ سے یہ بیع ہے لہٰذا اس میں بیع کے احکام بھی ثابت ہونگے کہ اگر اس میں عیب ہے تو واپس کر سکتا ہے خیار رویت بھی حاصل ہو گا اس میں شفعہ بھی جاری ہو گا۔(بہار شریعت،ح۱۴،ص۹۷،مسئلہ ۵۹ مُلتقطاً)

{24} عمریٰ جائز ہے۔ عمریٰ کے معنی یہ ہیں کہ مثلاً مکان عمر بھر کے لیے کسی کو دیدیا کہ جب وہ مر جائے تو واپس لے لے گا یہ واپسی کی شرط باطل ہے اب وہ مکان اُسی کا ہو گیا جس کو دیا جب تک وہ زندہ ہے اُس کا ہے اور مر جائے گا تو اُسی کے ورثہ لیں گے جس کو دیا گیا ہے نہ دینے والا لے سکتا ہے نہ اس کے ورثہ۔ رقبیٰ جائز نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی کو اس شرط پر دیا کہ اگر میں تجھ سے پہلے مر گیا تو مکان تیرا ہے مرنے کے بعد مالک کے ورثہ کا ہو گا، جس کو دیا ہے اُس کا نہیں ہو گا۔(بہار شریعت،ح۱۴،ص۹۹،مسئلہ ۴)

{25} کنیز کو ہبہ کیا اور اوس کے حمل کا استثنا کیا یا یہ شرط کی کہ تم اسے واپس کر دینا یا آزاد کر دینا یا مدبر کر دینا یا ام ولد بنانا یا مکان ہبہ کیا اور یہ شرط کی کہ اس میں سے کچھ جزو معین مثلاً یہ کمرہ یا غیر معین مثلاً اس کی تہائی چوتھائی واپس کر دینا یا ہبہ میں یہ شرط کی کہ اس کے عوض میں کوئی شے (غیر معین) مجھے دینا ان سب صورتوں میں ہبہ صحیح ہے اور استثنا یا شرط باطل۔(بہار شریعت،ح۱۴،ص۹۸،مسئلہ ۱)

{26} صدقہ بے قبضہ تمام نہیں ہوتا۔(فتاوی رضویہ،ج۱۲،ص۱۰۹)

{27} دس روپے دو فقیروں پر تصدق کیے یا ہبہ کیے یہ جائز ہے یعنی صدقہ میں شیوع مانِع صحت نہیں (صحیح ہونے میں رکاوٹ نہیں) کہ صدقہ میں اللہ (عزوجل) کی رضا مقصود ہے وہ ایک ہے فقیر کا ایک ہونا یا متعدد ہونا اس کا لحاظ نہیں اور فقیر کو صدقہ کرنا یا ہبہ کرنا دونوں کا ایک مطلب ہے یعنی بہر صورت صدقہ ہے اور دو شخص غنی ہیں اُن کو دس روپے ہبہ کیے یا صدقہ کیے یہ دونوں ناجائز کہ یہاں دونوں لفظوں سے ہبہ ہی مراد ہے اور ہبہ میں شیوع مانع ہے (یعنی اشتراک ہبہ کے صحیح ہونے میں رکاوٹ ہے) کیونکہ یہاں اغنیا کی رضامندی مقصود ہے اور وہ متعدد ہیں اور صحیح نہ ہونے کا اِس مقام پر مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں مالک نہیں ہوں گے اگر دونوں کو تقسیم کر کے قبضہ دیدیا دونوں مالک ہو جائیں گے۔(بہار شریعت،ح۱۴،ص۸۲،مسئلہ ۵۳)

{28} صدقہ دیکر واپس لینا جائز نہیں ہے۔(بہار شریعت،ح۱۴،ص۸۴،مسئلہ ۵)

{29}کسی شخص نے یہ کہا کہ میرا مال صدقہ ہے یا جو کچھ میری مِلک میں ہے صدقہ ہے تو جو اموال از قبیل زکاۃ ہیں یعنی سونا، چاندی، سائمہ، اموال تجارت یہ سب مساکین پر تصدق کرے (یعنی صدقہ کردے)۔ اور اگر اُس کے پاس اموال زکاۃ کے سوا کوئی دوسرا مال ہی نہ ہو تو اس میں سے بقدر قوت روک لے (یعنی اتنی مقدار جو اس کی گزر بسر کے لیے کافی ہو) باقی صدقہ کردے پھر جب کچھ مال ہاتھ میں آجائے تو جتنا روک لیا تھا اوتنا صدقہ کردے۔ (بہار شریعت، ح۱۲، ص۹۲۵، مسئلہ ۲۷)

{}**وقف:**

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، www.farzuloom.net سے لیا گیا ہے، مگر اس پر کام باقی ہے)

{1}وقف کے یہ معنی ہیں کہ کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی ملک کر دینا اسطرح کہ اُسکا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔

{2}وقف کو نہ باطل کر سکتا ہے نہ اس میں میراث جاری ہوگی نہ اسکی بیع ہو سکتی ہے نہ ہبہ ہو سکتا ہے۔

{3}وقف میں اگر نیت اچھی ہو اور وہ وقف کنندہ (وقف کرنے وال) اہل نیت یعنی مسلمان ہو تو مستحق ثواب ہے۔

{4}وقف کا حکم یہ ہے کہ شے موقوف (وقف کی گئی چیز) واقف کی ملک سے خارج ہو جاتی ہے مگر موقوف علیہ (یعنی جس پر وقف کیا ہے اُسکی) مِلک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی مِلک قرار پاتی ہے۔

{5}وقف کے لیے مخصوص الفاظ ہیں جن سے وقف صحیح ہوتا ہے مثلاً میری یہ جائداد صدقہ موقوفہ (وقف شدہ صدقہ) ہے کہ ہمیشہ مساکین پر اس کی آمدنی صرف ہوتی رہے یا اللہ تعالیٰ کے لیے میں نے اسے وقف کیا۔ مسجد یا مدرسہ یا فلاں نیک کام پر میں نے وقف کیا یا فقراء پر وقف کیا۔ اس چیز کو میں نے اللہ (عزوجل) کی راہ کے لیے کر دیا۔

{6}وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک ہے نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے نہ اسکو بیع

کر سکتا ہے (بیچ سکتا ہے) نہ عاریت دے سکتا ہے نہ اسکو رہن رکھ سکتا ہے۔

{7} صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں سُوال ہوا: مسجِدوں، مدرَسوں، کی تعمیر واخراجات کے لئے یا کسی اور مذہبی ودینی ضَرورت کے لئے جو چندے وُصول ہوتے ہیں یہ محض صَدَقہ ہیں یا وقف بھی کہے جاسکتے ہیں؟ الجواب: عُموماً یہ چندے صَدَقہ نافِلہ ہوتے ہیں ان کو وَقف نہیں کہا جاسکتا کہ وَقف کے لئے یہ ضَرور ہے کہ اصل حَبس (محفوظ) کر کے اس کے مَنافِع کام میں صَرف کئے جائیں۔ جس کے لئے وَقف ہو، نہ یہ کہ خود اصل ہی کو خرچ کر دیا جائے۔ یہ چندے جس خاص غَرَض کے لئے کئے گئے ہیں اس کے غیر میں صَرف نہیں کئے جاسکتے۔ اگر وہ غرض پوری ہوچکی ہو تو جس نے دیئے ہیں اس کو واپَس کئے جائیں۔ یا اس کی اجازت سے دوسرے کام میں خرچ کریں۔ بِغیر اجازت خرچ کرنا ناجائز ہے۔ (فتاوٰی امجدیہ ج3 ص38) چندہ دینے والے لوگوں کی ملکیت ہی رہتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج۱۶ ص۴۶۱)

{8} چندے کے احکام مُتَوَلّی اور غیر مُتَوَلّی کے لئے الگ الگ ہیں۔ اگر مسجِد یا مدرَسہ موجود ہیں اور ان کا کوئی مُتَوَلّی بھی ہے تو ان کی مزید تعمیر کے لئے یا ان کے مَصارِف (اخراجات) کے لئے جو چندہ مُتَوَلّی (یا اس کے نائب، deputy) کے پاس جمع ہوتا ہے یہ مسجِد یا مدرَسے کے لئے ہِبَہ ہوتا ہے اور مُتَوَلّی، مسجِد یا مدرَسہ کی طرف سے وَکیل بِالقَبض ہوتا ہے لٰہذا چندے کے مُتَوَلّی کے قبضے میں آتے ہی ہِبَہ تام (یعنی ہِبہ مکمَّل) ہو جاتا ہے اور چندہ مسجِد یا مدرَسے کی مِلک میں آجاتا ہے اور مالک کی مِلک سے نکل جاتا ہے۔ اگر مُتَوَلّی اس چندے کو اپنے ذاتی کام میں خرچ کریگا تو گناہ گار ہو گا کہ اس نے مالِ وقف کو اپنے ذاتی کام میں خرچ کیا اور اس پر لازم آئے گا کہ جتنا روپیہ اس نے اپنے ذاتی کام میں خرچ کیا ہے اُتنا اپنے پلّے سے اُسی کام میں لگادے جس کام کے لئے چندہ لیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ توبہ بھی کرے۔ (چندے کے بارے میں سوال جواب ص۲۹)

{9} اگر چندہ لینے والا غیر مُتَوَلّی ہے یا جس چیز کے لئے چندہ لیا گیا ہے اس کا کوئی مُتَوَلّی نہیں یا ابھی مسجِد یا مدرَسہ وغیرہ بنانے کی ترکیب ہے اور اس کے لئے چند افراد چندہ جمع کر رہے ہیں، تو ایسی صورت میں چُونکہ کوئی مُتَوَلّی نہیں لٰہذا جب تک چندہ اس کام میں صَرف نہیں ہو جاتا جس کے لئے لیا گیا ہے تو اُس وقت تک چندہ چندہ

www.farzuloom.net

دِہَندہ (یعنی چندہ دینے والے) کی مِلک پر باقی رہے گا لہٰذا ان چندہ وُصول کرنے والوں میں سے کسی نے بھی چندے کو اپنے ذاتی کام میں خرچ کر دیا تو وہ گناہ گار ہو گا اور اب اس پر واجِب ہے کہ جتنی رقم اِس نے اپنے ذاتی کام میں خَرچ کی ہے اُتنی ہی رقم چندہ دِہَندہ (یعنی جس نے چندہ دیا تھا اُس) کو واپس کرے کہ چندہ ابھی چندہ دِہَندہ (یعنی چندہ دینے والے) کی مِلک میں باقی تھا اور اگر اِس نے بِلا اجازتِ چندہ دِہَندہ (دِ۔ہَن۔دَہ) اپنی طرف سے اس کام میں رقم خرچ کر دی جس کام کے لئے چندہ لیا جا رہا تھا تو بھی بَری نہ ہو گا۔ کیوں کہ اِس نے حقیقت میں جو چندے کی رقم لی تھی وہ تو اپنے کسی کام میں خرچ کر کے ہلاک کر چکا تھا۔ اب جو رقم پلّے سے دے رہا ہے وہ چندہ دینے والے کو دینی ہے یا پھر اس سے نئی اجازت لینی ضَروری ہے۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت اور فتاوی رضویہ سے لیا گیا ہے)

{10} فتاوٰی عالمگیری جد۳ص۷ ۱۳ میں ہے:: سب علماء کا اتفاق ہے کہ اگر مسجد بنائی اس شرط پر کہ مجھے اختیار رہے تو مسجد صحیح ہو گئی اور وہ شرط جو لگائی باطل و بے اثر ہے، ایسا ہی مختار الفتاوٰی میں ہے۔ وقف خصاف میں ہے جب اپنی زمین کو مسجد کیا اور مسجد تعمیر کی اور لوگوں کو گواہ کر لیا کہ اس کا باطل کرنا اور بیچنا مجھے جائز ہو گا تو یہ شرط باطل ہے اور وہ مسجد ہو جائیگی اسی طرح اگر مسجد کسی محلہ والوں کے لئے بنائی اور کہا کہ میں نے خاص اس محلہ والوں کے لئے اسے مسجد کیا تو یہ شرط بھی باطل ہے اور وہ عام مسجد ہو جائیگی ہر شخص کو اس میں نماز کا اختیار ہو گا اگر چہ وہ غیر محلہ کا ہو۔ ذخیرہ میں یونہی ہے۔

(فتاوٰی ہندیۃ کتاب الوقف الباب الحادی عشر فی المسجد نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۵۸۔۴۵۷)

{11} جب وہ زمین مسلمانوں کو نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے لئے دی گئی اور مسلمانوں نے اس پر بطور ملک قبضہ کر کے اسے قبرستان کر دیا اور مردہ دفن ہوا وہ زمین ہمیشہ ہمیشہ قبرستان مسلمین کے لئے وقف ہو گی۔

(فتاوٰی رضویہ ج۱۶، ص ۵۳۵)

{12} اگر اس نے زبان سے کہہ دیا تھا کہ میں نے اس کو اللہ کے لئے وقف کر دیا تو وقف ہو گئی اب اس سے رجوع نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وقت وقف شرط استبدال کر لی ہو یعنی مجھے اختیار ہے کہ جب چاہوں اس زمین کے

بدلے اور زمین وقف کر دوں تو البتہ اس حالت میں تبدیل کا اختیار ہے، اگر زبان سے بھی نہیں کہا تھا صرف دل سے نیت کی تھی تو وہ زمین وقف نہ ہوئی، گر واقعی اس سے بہتر اور زیادہ منافع کی زمین وقف کرنا چاہتا ہے تو اس پر کچھ الزام نہیں۔(فتاوی رضویہ ج۱۶،ص۵۴۷)

{13}مشاع اُس چیز کو کہتے ہیں جسکے ایک جزو غیر متعین کا یہ مالک ہو یعنی دوسرا شخص بھی اس میں شریک ہو یعنی دونوں حصوں میں امتیاز نہ ہو۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ ایک قابل قسمت (تقسیم ہونے کے قابل) جو تقسیم ہونے کے بعد قابل انتفاع (نفع اٹھانے کے قابل) باقی رہے جیسے زمین، مکان۔ دوسری غیر قابل قسمت کہ تقسیم کے بعد اس قابل نہ رہے جیسے حمام، چکی، چھوٹی سی کوٹھری کہ تقسیم کر دینے سے ہر ایک کا حصہ بیکار سا ہو جاتا ہے۔ مشاع غیر قابل قسمت کا وقف بالاتفاق جائز ہے اور قابل قسمت ہو اور تقسیم سے پہلے وقف کرے تو صحیح یہ ہے کہ اسکا وقف جائز ہے اور متاخرین نے اِسی قول کو اختیار کیا۔(بہار شریعت،ح۱۰،ص۵۳۸،مسئلہ ۶۲)

{14}وقف بالآخر ایسی جہت کے لیے ہو جس میں انقطاع (اختتام) نہ ہو مثلاً کسی نے اپنی جائداد اپنی اولاد پر وقف کی اور یہ ذکر کر دیا کہ جب میری اولاد کا سلسلہ نہ رہے تو مساکین پر یا نیک کاموں میں صرف کی جائے تو وقف صحیح ہے کہ اب منقطع (ختم) ہونے کی کوئی صورت نہ رہی۔(بہار شریعت،ح۱۰،ص۵۳۲،شرط۱۱)

{15}جائداد غیر منقولہ (وہ جائداد جو دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو) جیسے زمین، مکان، دوکان ان کا وقف صحیح ہے اور جو چیزیں منقول ہوں (ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہوں) مگر غیر منقول کے تابع ہوں اُن کا وقف غیر منقول کا تابع ہو کر صحیح ہے، مثلاً کھیت کو وقف کیا تو ہل بیل اور کھیتی کے جملہ آلات اور کھیتی کے غلام یہ سب کچھ تبعاً (ضمناً) وقف ہو سکتے ہیں یا باغ وقف کیا تو باغ کے جملہ سامان بیل اور چرسا (چمڑے کا بڑا ڈول) وغیرہ کو تبعاً وقف کر سکتا ہے۔(بہار شریعت،ح۱۰،ص۵۳۴)

{16}زمین مشترک میں اس نے اپنا حصہ وقف کر دیا تو اسکا بٹوارہ (تقسیم) شریک سے خود یہ واقف کرائے گا اور واقف کا انتقال ہو گیا ہو تو متولی کا کام ہے۔(بہار شریعت،ح۱۰،ص۵۳۹،مسئلہ ۶۳)

{17}وقف کی آمدنی کا سب میں بڑا مصرف (خرچ کرنے کا مقام، جس میں خرچ کیا جائے) یہ ہے کہ وہ وقف کی عمارت پر صرف کی جائے اسکے لیے یہ بھی ضرور نہیں کہ واقف نے اس پر صرف کرنیکی شرط کی ہو یعنی شرائط وقف میں اسکو نہ بھی ذکر کیا ہو جب بھی صرف کریں گے کہ اسکی مرمت نہ کی تو وقف ہی جاتا رہے گا عمارت پر صرف کرنے سے یہ مراد ہے کہ اُسکو خراب نہ ہونے دیں اُس میں اضافہ کرنا عمارت میں داخل نہیں۔(بہار شریعت،ح۱۰،ص۵۴۰،مسئلہ ۱)

{18}اپنی اولاد کے رہنے کے لیے مکان وقف کیا تو جو اس میں رہے گا وہی مرمت بھی کرائے گا اگر مرمت کی ضرورت ہے وہ مرمت نہیں کراتا یا اُسکے پاس کچھ ہے ہی نہیں جس سے مرمت کرائے تو متولی یا حاکم اِس مکان کو کرایہ پر دے دیگا۔ اور کرایہ سے اسکی مرمت کرائے گا اور مرمت کے بعد اسکو واپس دے دیگا اور خود یہ شخص کرایہ پر نہیں دے سکتا اور اُسکو مرمت کرانے پر مجبور نہیں کرسکتے۔(بہار شریعت،ح۱۰،ص۵۴۲،مسئلہ ۹)

{19}واقف نے اپنے لیے شرط کی کہ اسکی آمدنی میں خود بھی کھاؤں گا اور دوست احباب مہمانوں کو بھی کھلاؤں گا اِس سے جو بچے فقرا کے لیے ہے اور اِسی طرح اپنی اولاد کے لیے نسلاً بعد نسل یہی شرط لگائی تو وقف و شرط دونوں جائز۔(بہار شریعت،ح۱۰،ص۵۷۰،مسئلہ ۵)

{20}مسجد ہونے کے لیے یہ ضرور ہے کہ بنانے والا کوئی ایسا فعل کرے یا ایسی بات کہے جس سے مسجد ہونا ثابت ہو تا ہو محض مسجد کی سی عمارت بنادینا مسجد ہونے کے لیے کافی نہیں۔

()مسجد بنائی اور جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دیدی مسجد ہوگئی اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص ہوں مگر یہ جماعت علی الاعلان یعنی اذان واقامت کے ساتھ ہو۔ اور اگر تنہا ایک شخص نے اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھی اس طرح نماز پڑھنا جماعت کے قائم مقام ہے اور مسجد ہو جائے گی۔ اور اگر خود اِس بانی نے تنہا اس طرح نماز پڑھی تو یہ مسجدیت (مسجد ہونے) کے لیے کافی نہیں کہ مسجدیت کے لیے نماز کی شرط اِس لیے ہے تاکہ عامہ مسلمین کا قبضہ ہو جائے اور اس کا قبضہ تو پہلے ہی سے ہے، عامہ مسلمین کے قائم مقام یہ خود نہیں ہو سکتا۔ (بہار شریعت،ح۱۰،ص۵۵۷،مسئلہ ۱،۲)

www.farzuloom.net

غصب:

(یہ مواد "دین کے مسائل" ،part 03 سے لیا گیا ہے،www.farzuloom.net)

{1} کسی کے مال "مُتَقَوَّم" (وہ مال جسے جمع کیا جاسکے اور شرعاً اُس سے فائدہ اُٹھایا جاسکے (بہارِ شریعت ح۷، ص۳۸، ملخصاً)) "مُحْتَرَم" (یعنی حَربِی کافر کا مال نہ ہو (بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۰۹، ملخصاً)) "مَنقُوْل" (یعنی جس مال کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاسکے (بہارِ شریعت ح۱۵، ص۲۰۹، ملخصاً)) پر ناجائز قبضہ کرنا "غصب" ہے جبکہ یہ قبضہ چھپ کر نہ ہو۔ اس ناجائز قبضہ کرنے والے کو "غاصب (غصب کرنے والا)" اور مالک کو "مغصوب منہ (یعنی جس کی چیز غصب ہوئی)" اور چیز کو "مغصوب (غصب کی ہوئی)" کہتے ہیں۔

{2} "غصب"، "غیر مَنقُوْل" (یعنی جیسے زمین، پلاٹ وغیرہ) میں بھی ناجائز ہے۔ فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جو شخص ظلماً بالشت بھر (یعنی ہاتھ کی کھلی ہوئی اُنگلیوں جتنی) زمین لے لے، اللہ کریم اس پر یہ بات لازم کرے گا کہ اسے سات زمینوں کی تہ (bottom of the earth) تک کھودے پھر قیامت کے دن تک اس کا طوق (یعنی ہار) پہنائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ (judgment) کر دیا جائے (مسند احمد، 6/180، حدیث:17582)۔ حضرت علامہ احمد بن محمد قُسْطَلَانِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک قول ہے (یعنی کچھ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں) کہ اُس شخص کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا تو غصب کی ہوئی زمین اُس کی گردن میں ہار (necklace) کی طرح ہو جائے گی۔ (ارشاد الساری، 5/513، تحت الحدیث:2452) مکان یا زمین، اگرچہ اس میں امام اعظم کے نزدیک غصب نہیں ہوتا مگر عرف میں اسکو بھی غصب کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، ح۱۳، ص۱۰۷۷، مسئلہ ۱۳)

{3} بعض ایسی صورتیں (cases) بھی ہیں کہ وہ "غصب" نہیں ہیں مگر ان میں بھی "غصب" کا حکم لگتا ہے جیسے ضمان (یعنی چیز ضائع (waste) یا خراب ہونے پر اُس کی رقم (amount) وغیرہ دینے) کا حکم دیا جاتا ہے اس وجہ سے ان کو بھی "غصب" کہہ دیتے ہیں، مثلاً () "مُودَع (یعنی جس کی حفاظت میں چیز دی گئی)" نے "وَدِیعَت (مثلاً امانت)" کو ہلاک (waste) کر دیا تو تاوان (یعنی اُس چیز کی رقم وغیرہ دینا) لازم ہے () پڑا

مال(**"لقطہ"**)اٹھایااوراس پر گواہ(witness)نہیں بنایا()کسی اور کی زمین میں کنواں(well)کھودااوراس میں کسی کی چیز گر کر ہلاک ہوگئی، اس کے علاوہ(other)()بہت سی ایسی صورتیں(cases)ہیں جن میں تاوان(یعنی رقم وغیرہ دینے)کا حکم ہے، یہ سب صورتیں(cases)**"غصب"**نہیں ہیں مگر ان سب صورتوں میں تعدّی کی وجہ سے(یعنی اپنی طرف سے جان بوجھ کر(deliberately)کوئی ایسا کام کیا جس سے اُس چیز میں نقصان ہو گیا تو)ضمان(یعنی رقم وغیرہ دینا)لازم آتا ہے۔

{4}چیزیں دو طرح کی ہوتی ہیں(1)مثلی اور(2)قیمی۔(۱)**مثلی:**وہ چیزیں کہ جس کی مثل(ملتا، جُلتا)بازار(market)سے مل سکے اور ان کی قیمت(price)میں فرق(difference)نہ ہو اور اگر فرق ہو تو معمولی سا فرق ہو۔ جیسے گندم(wheat)کے لیے گندم یا چینی کے لیے چینی، ایک مثلی چیز ہے کہ مارکیٹ سے اس طرح کی چیز مل جاتی ہے، اسی طرح انڈے(eggs)بھی مثلی ہیں چاہے انڈوں کے سائز(size)میں فرق ہو لیکن یہ فرق زیادہ نہیں ہوتا اور اس فرق کی وجہ سے قیمت میں بھی فرق نہیں آتا۔(۲)**قیمی:**وہ چیز جن کی مثل(یعنی اُسی طرح کی اور اُسی قیمت کی چیز)بازار(market)میں نہ ہو، یا اُس طرح کی چیز تو ہو مگر قیمتوں میں بہت فرق ہو، جیسے: بکری قیمی ہے کیونکہ مارکیٹ سے بہت سی بکریاں مل سکتی ہیں لیکن ان میں بہت فرق ہوتا ہے مثلاً رنگ، قد(height)، خوبصورتی، وزن(weight)، عمر وغیرہ لھذا ان کی قیمتوں(prices)میں بھی بہت فرق ہوتا ہے، اسی طرح زمین اور گھر بھی قیمی ہیں کہ ان میں بھی بہت فرق پائے جاتے ہیں اور قیمتوں میں بھی بہت فرق ہوتا ہے۔(مثلی اور قیمی اشیاء کی پہچان اور شرعی احکام، ص۱۹، مُلخصاً)

()**"مغصوب(غصب کی ہوئی چیز)"**ہلاک(expire)ہوگئی تو اس کی دو(2)صورتیں ہیں:(۱)اگر وہ چیز**"قیمی"**ہے تو قیمت تاوان(یعنی اس چیز کی رقم مالک کو)دے۔(۲)اگر وہ چیز**"مثلی"**ہے تو اس کی مثل(چیز)تاوان میں(واپس)دے()**"مثلی"**کی طرح چیز اس وقت بازار میں نہیں مل رہی(چاہے گھروں میں ہو)تو اس صورت(case)میں بھی قیمت تاوان میں(یعنی اس چیز کی رقم مالک کو)دے سکتا ہے۔

{5}کسی چیز میں نقصان کی چار(۴)صورتیں ہیں:

(۱)پہلی صورت: چیز کے دام(price)کا کم ہو جانا، تو اگر **"مغصوب(یعنی غصب کی ہوئی)"** چیز واپس کر دی تو اب (قیمت کی کمی کا)ضمان(یعنی کمی کی رقم دینا)واجب نہیں۔ جیسے رمضان سے پہلے کسی دکاندار کا سوٹ لے کر بھاگا پھر عید کے بعد واپس کیا اور اُس سوٹ کی قیمت کم ہو گئی(مثلاً رمضان شریف میں ہزار(1,000)روپے تھی اور اب سات سو(700)روپے ہو گئی)تب بھی کپڑا دے دینا کافی(enough)ہے، قیمت میں جو کمی ہوئی(مثلاً تین سو روپے)وہ رقم(amount)مزید(more)نہیں دینی ہو گی۔ **ہاں!** واپس کرنے والے پر لازم ہے کہ اپنے گناہ سے توبہ کرے اور اُس دکاندار سے مُعافی مانگے۔

(۲)دوسری صورت: اس کے اجزا(parts)کا کم ہو جانا مثلاً گائے کی آنکھ پھوٹ جانا(damage of the eye)، تو ضمان(یعنی کمی کی رقم دینا)واجب ہے۔

(۳)تیسری صورت: پسندیدہ وصف(یعنی خوبی۔ quality)کا ختم ہو جانا مثلاً سونے چاندی کے زیور(ornament)تھے ٹوٹ کر سونا چاندی رہ گئے، تو اگر **"مغصوب(یعنی غصب کی ہوئی)"** چیز باقی نہ رہی تو ضمان(یعنی اُس چیز کی قیمت)واجب ہے()اور اگر وہ چیز باقی ہے تو اب وہ بقیہ چیز ضمان(یعنی قیمت کی کمی کے مطابق رقم)کے ساتھ نہیں لے سکتا یا تو صرف وہ بقیہ چیز لے گا یا اُس کی مثل(یعنی اُسی طرح کی چیز)لے گا۔ مثلاً گیہوں(wheat)غصب کیے تھے وہ خراب ہو گئے یا چاندی کا برتن یا زیور غصب کیے تھے اور ٹوٹ گئے تو اب مالک کو اختیار(authority)ہے کہ وہی خراب(گیہوں یا ٹوٹے ہوئے برتن)لے لے یا اس کا مثل(مثلاً اتنے ہی دوسرے گیہوں یا ویسے ہی سونے چاندی کے برتن)لے لے یہ **نہیں ہو سکتا کہ** وہ چیز(مثلاً خراب گیہوں یا ٹوٹے ہوئے برتن) بھی لے لے اور جتنا نقصان ہوا، اُس کے پیسے بھی لے لے۔

(۴)چوتھی صورت: جس خوبی(quality)کی وجہ سے، کسی چیز کو پسند کیا جاتا ہے، وہ بات ختم ہو گئی مثلاً شکاری کُتّا تھا، وہ **"غاصب(یعنی غصب کرنے والے)"** کے پاس جا کر شکار کرنا بھول گیا۔ تو اگر معمولی نقصان ہے تو نقصان کا ضمان(یعنی جو کمی آئی ہے، اُس کی رقم)لے سکتا ہے اور()زیادہ نقصان ہے تو مالک کو اختیار(authority) ہے کہ(۱)وہ چیز لے لے اور جو کچھ نقصان ہوا ہے وہ بھی لے لے، اور یہ بھی اختیار(authority)ہے

کہ (۲) چیز ہی کو نہ لے بلکہ اس کی پوری قیمت (price) لے لے۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{6} غاصب یہ کہتا ہے کہ شے مغصوب ہلاک ہو گئی تو اسے حاکم قید کرے جب اتنا زمانہ گزر جائے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اگر اس کے پاس چیز ہوتی تو ضرور ظاہر کر دیتا قید خانہ میں پڑا نہ رہتا تو اب اس کے متعلق تاوان کا حکم ہو گا خواہ مثل تاوان دلائی جائے یا قیمت۔ (بہار شریعت، ج۱۵، ص ۲۱۳، مسئلہ ۲۱)

{7} غصب غیر منقولہ اشیاء میں متحقق نہیں ہوتا۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص ۱۱۷)

{8} کسی کی جائداد غیر منقولہ (وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو) چھین لی (یہ حقیقۃً غصب نہیں ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا) اگر یہ چیز موجود ہے تو مالک کو دلادی جائے گی اور اگر ہلاک ہو گئی مثلاً مکان تھا گر گیا اور ہلاک ہونا آفت سماویہ (قدرتی آفت) سے ہو مثلاً زمین دریا برد ہو گئی، مکان بارش کی کثرت یا زلزلہ یا آندھی سے گر گیا تو ضمان واجب نہیں اور اگر ہلاک ہونا کسی کے فعل سے ہو تو اس پر ضمان واجب ہے۔ غاصب نے ہلاک کیا ہو تو غاصب تاوان دے کسی اور نے کیا ہو تو وہ دے اور اگر وہ چیز مثلاً مکان موجود ہے مگر غاصب کے رہنے استعمال کرنے کی وجہ سے اس میں نقصان پیدا ہو گیا ہے یا کھیت میں زراعت کرنے کی وجہ سے زمین کمزور ہو گئی تو اس نقصان کا تاوان دینا ہو گا۔ اور نقصان کا اندازہ یوں کیا جائے گا کہ اس زمین کا اس حالت میں کیا لگان (زمین کا خراج، سرکاری محصول) ہوتا اور اب کیا ہے، مکان کی اوس حالت میں کیا قیمت ہوتی اور اس حالت میں کیا ہے۔ (بہار شریعت، ج۱۵، ص ۲۱۴، مسئلہ ۲۳)

{9} بکری غصب کر کے ذبح کر ڈالی اُس کا گوشت بھونا یا پکایا یا گیہوں غصب کر کے آٹا پسوایا یا کھیت میں بو دیے یا لوہا غصب کر کے اُس کی تلوار، چُھری وغیرہ بنوالی یا تانبا، پیتل غصب کر کے ان کے برتن بنا لیے ان سب صورتوں میں غاصب کے ذمہ ضمان لازم ہو گا اور چیز غاصب کی مِلک ہو جائے گی مگر بے رضامندی مالک اِنتفاع حلال نہیں۔ (بہار شریعت، ج۱۵، ص ۲۱۶، مسئلہ ۱۵)

{10}غاصب (غصب کرنے والے) نے کپڑا غصب کیا تھا اور اوسے پھاڑ ڈالا اس میں تین صورتیں ہیں۔
(۱) اگر اس طرح پھاڑا کہ کام کا نہ رہا تو پوری قیمت تاوان دے۔ (۲) اور اگر زیادہ پھاڑا کہ اس کے بعض منافع فوت ہوگئے مگر کام کا ہے تو مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا غاصب کو دیدے اور پوری قیمت وصول کرلے یا کپڑا خود ہی رکھ لے اور جو کمی ہوگئی اوس کا تاوان لے۔ (۳) اور اگر تھوڑا پھاڑا ہے کہ اس کے منافع بدستور باقی ہیں مگر اس میں عیب پیدا ہو گیا تو مالک کو کپڑا رکھ لینا ہوگا اور نقصان کا تاوان لے سکتا ہے۔ اور اگر پھاڑ کر اس نے کچھ صنعت کی مثلاً اُس کا کرتا وغیرہ بنالیا تو مالک کی ملک جاتی رہی صرف قیمت تاوان میں لے سکتا ہے۔
(بہار شریعت، ح۱۵، ص۲۱۸، مسئلہ ۱۱)

{11}مغصوب میں ایسی تبدیل کر دی کہ وہ دوسری چیز ہوگئی یعنی پہلا نام بھی باقی نہ رہا اور اُس کے اکثر مقاصد بھی جاتے رہے یا اُس کو اپنی چیز یا دوسرے کی چیز میں اس طرح ملا دیا کہ تمیز نہ ہو سکے مثلاً گیہوں کو گیہوں میں ملا دیا یا دشواری سے جدا ہو سکے مثلاً جَو میں گیہوں ملا دیے تو غاصب تاوان دے گا اور اُس چیز کا مالک ہو جائے گا مگر غاصب اُس چیز سے نفع حاصل نہیں کر سکتا جب تک تاوان نہ دیدے یا مالک اسے معاف نہ کر دے یا قاضی اُس کے تاوان کا حکم نہ کر دے یعنی مالک کی رضامندی درکار ہے اور وہ ان تینوں صورتوں سے ہوتی ہے۔

{12}روپیہ (یعنی سونے، چاندی یا کسی دھات کا سکہ) غصب کر کے گلا دیا (یعنی پگھلا دیا) تو اگرچہ اب وہ نام باقی نہ رہا اوسے روپیہ نہیں کہا جائے گا مگر اس کے اکثر مقاصد اب بھی باقی ہیں کہ اب بھی وہ ثمن ہے اس کا زیور وغیرہ بن سکتا ہے لہٰذا مالک کو واپس لینے کا حق باقی ہے۔ (بہار شریعت، ح۱۵، ص۲۱۶، مسئلہ ۱، ۲)

{13}سونا یا چاندی غصب کر کے روپیہ، اشرفی یا برتن بنالیا تو مالک کی ملک بدستور قائم ہے مالک ان چیزوں کو لے لے گا اور بنانے کا کوئی معاوضہ نہ دے گا۔ (بہار شریعت، ح۱۵، ص۲۱۷، مسئلہ ۱۰)

{14}لکڑی غصب کر کے چیر ڈالی وہ اب تک مالک ہی کی ملک ہے۔

()لکڑی چیرنے کے لیے آرہ عاریت لیا وہ ٹوٹ گیا اور اس نے بلا اجازتِ مالک اُسے جوڑوایا ٹوٹے ہوئے آرہ کی قیمت مالک کو دے اور یہ آرہ اسی کا ہو گیا۔ (بہار شریعت، ح۱۵، ص۲۲۰، مسئلہ ۲۶، ۲۵)

{15} زمین غصب کرکے اُس میں عمارت بنالی یادرخت لگائے غاصب کو حکم دیاجائے گا کہ اپنی عمارت اوٹھالے جااور درخت کاٹ لے اور اگر عمارت ودرخت کے نکالنے میں زمین خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو مالک زمین درخت یاعمارت کی قیمت دیدے اور یہ اس کے ہو جائیں گے۔ قیمت اس طرح دلائی جائے گی کہ دیکھا جائے تنہازمین کی کیاقیمت ہے اور زمین کی مع عمارت یادرخت کے کیاقیمت ہے جوکچھ زیادتی ہووہ غاصب کو دلا دی جائے۔(بہار شریعت،ح۱۵،ص۲۲۰،مسئلہ ۲۳)

{16}: کپڑاغصب کرکے رنگ دیامالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے اور رنگ کی قیمت دیدے یعنی رنگ کی وجہ سے کپڑے کی قیمت میں جوکچھ زیادتی ہوئی وہ دیدے اور چاہے تو سفید کپڑے کی قیمت تاوان لے اور کپڑا غاصب ہی کو دیدے یاچاہے توکپڑا بیع کرکے کپڑے کی قیمت کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہے خود لے اور رنگ کی زیادتی کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہے وہ غاصب کو دیدے۔(بہار شریعت،ح۱۵،ص۲۱۸،مسئلہ ۱۲)

{17} ستوغصب کرکے اُس میں گھی مل دیاتومالک کو اختیار ہے کہ ستو کا تاوان لے اور یہ ستو غاصب کو دیدے یا یہ ستو خود لے لے اور اُتناہی گھی غاصب کو دیدے۔(بہار شریعت،ح۱۵،ص۲۱۹،مسئلہ ۱۷)

{18} غاصب (غصب کرنے وال) نے مغصوب چیز کو غائب کردیاپتا نہیں چلتا کہ کہاں ہے مالک کو اختیار ہے کہ صبر کرے اور چیز ملنے کا انتظار کرے اور چاہے تو غاصب سے ضمان لے اگر غاصب سے ضمان لے لیاتو چیز غاصب کی ہوگئی اور غاصب کی یہ مِلک مِلکِ مستند ہے یعنی اگرچہ ملک کا حکم اس وقت دیاجائے گا مگر یہ مِلک وقتِ غصب سے شمار ہوگی اور اوس چیز میں جو زوائد مُتَّصِلہ ہوئے غاصب ان کا بھی مالک ہے (یعنی ایسی زیادتیاں جو اس چیز کے ساتھ متصل ہوں وہ بھی غاصب کی ملکیت شمار ہوں گی) اور زوائد مُنفَصِلہ (چیز میں ایسی زیادتی جو اس کے ساتھ متصل نہ ہو) کامالک نہیں جیسے درخت میں پھل اور جانوروں میں بچے۔

{19} اُس چیز کی قیمت کیاہے اگر اس میں اختلاف ہے تو گواہ مالک کے معتبر ہیں اور گواہ نہ ہوں تو غاصب جو کہتا ہے قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہے۔

{20}غاصب اگر یہ کہتا ہے کہ اس کی قیمت کیا ہے میں نہیں جانتا تو اُسے مجبور کیا جائے گا کہ بتائے اور نہیں بتاتا تو جو کچھ مالک کہتا ہے اُس پر غاصب کو قسم دی جائے یعنی قسم کھائے کہ یہ قیمت نہیں ہے جو مالک کہتا ہے اگر قسم کھانے سے انکار کرتا ہے تو مالک جو کچھ کہتا ہے دینا ہوگا اور قسم کھا گیا تو مالک کو قسم کھانی ہوگی کہ جو کچھ میں نے قیمت بیان کی وہی ہے۔

{21}شے مغصوب ضمان لینے کے بعد ظاہر ہو گئی تو مالک کو اختیار ہے کہ ضمان جو لے چکا ہے واپس کر دے اور اپنی چیز لے لے اور چاہے تو ضمان کو نافذ کر دے یہ اُس صورت میں ہے کہ قیمت وہ لی گئی جو غاصب نے بتائی ہے اور غاصب کو اختیار نہیں ہے اور اگر قیمت وہ دلائی گئی ہے جو مالک نے بتائی یا مالک نے گواہوں سے ثابت کی ہے یا غاصب پر قسم دی گئی اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا ہے تو ان صورتوں میں مالک اس چیز کو نہیں لے سکتا۔

{22}مغصوب میں جو زیادت مُنفَصِلہ پیدا ہوئی مثلاً جانور کا دودھ، درخت کے پھل، یہ غاصب کے پاس بمنزلہء امانت ہے اگر غاصب نے اُس میں تعدِّی کی، ہلاک کر ڈالی، خرچ کر ڈالی یا مالک نے طلب کی اور غاصب نے نہیں دی جب تو ضمان واجب ہو گا ورنہ ان کا ضمان واجب نہیں۔(بہار شریعت، ح۱۵، ص۲۲۶، مسئلہ ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷)

{23}زمین غصب کی اور کاشت کی جس کی وجہ سے اسے زمین کا نقصان دینا پڑا تو بیج اور یہ نقصان کی مقدار پیداوار میں سے لے لے باقی جو کچھ غلہ ہے اسے تصدق کر دے مثلاً من بھر بیج ڈالے تھے اور ایک من کی قیمت کی قدر ضمان دینا پڑا اور کھیت میں چار من غلہ پیدا ہوا تو دو من خود لے لے اور دو من صدقہ کر دے۔

{24}جائداد موقوفہ مکان یا زمین کو غصب کیا اس کا تاوان دینا ہوگا اگرچہ اس نے خود ہلاک نہ کی ہو بلکہ اس سے جو کچھ منفعت حاصل کی ہے اس کا بھی تاوان دینا ہوگا مکان میں سکونت کی تو واجبی کرایہ (رائج کرایہ) لیا جائے گا زمین میں زراعت کی تو لگان وصول کیا جائے گا۔ اسی طرح نابالغ کی جائداد غیر منقولہ پر قبضہ کیا تو اس کا ضمان لیا جائے گا اور منافع حاصل کیے تو اُجرت مثل بھی لی جائے گی۔(بہار شریعت، ح۱۵، ص۲۱۴، مسئلہ ۲۵، ۲۴)

ودیعت:

(یہ مواد "دین کے مسائل"،part 03 سے لیا گیا ہے،www.farzuloom.net)

{1}کسی شخص کو اپنا مال حفاظت (safety) کرنے کے لیے دینے کو **"ایداع"** کہتے ہیں اور اُس مال کو **"ودیعت"** کہتے ہیں (جس کو عام طور پر **امانت** کہہ دیتے ہیں)۔ جس کی چیز ہے اُسے **"مودِع"** اور جس کی حفاظت میں دی گئی اُسے **"مودَع"** کہتے ہیں۔

{2}**یادرہے!** کسی شخص کی کوئی چیز کسی بھی طرح کسی دوسرے شخص کے پاس آجائے یہ (بھی) **"امانت"** کہلاتی ہے۔(ماخوذاً التعریفات) **"امانت"** اُسے کہتے ہیں جس میں چیز کو تاہی (negligence) کے بغیر ضائع (waste) ہو جانے پر اُس کی رقم وغیرہ نہیں دینی ہوتی **"عاریت"** یعنی اُدھار اور کرایہ کی چیز کو بھی **"امانت"** کہتے ہیں مگر **"ودیعت"** کا لفظ خاص اُس مال کے لیے بولا جاتا ہے کہ جو حفاظت (safety) کے لیے دیا گیا ہو۔

{3} **"ایداع"** کی دو (2) صورتیں ہیں: **(ا)** کبھی واضح طور پر (clearly) کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے یہ چیز تمھاری حفاظت (safety) میں دی اور **(ا)**"ایداع" کبھی دلالۃً (یعنی معلوم۔understood) بھی ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کی کوئی چیز گر گئی اور مالک موجود نہیں، ایسی چیز کسی نے حفاظت (safety) کے لیے لے لی تو یہ بھی "ایداع" ہے۔

{4}کسی کی کوئی چیز گر گئی اور مالک موجود نہیں، ایسی چیز کسی نے حفاظت (safety) کے لیے لے (مثلاً زمین سے اُٹھا) لی تو اگر لینے کے بعد اُس نے چھوڑ دی (مثلاً واپس زمین پر رکھ دی تو اب وہ شخص) ضامن ہے (یعنی اُس چیز کے گم ہو جانے پر بدل (exchange) دے گا)، **ہاں!** اگر مالک کی موجودگی میں (اُس شخص نے وہ چیز لی ہے (اور واپس رکھ دی پھر وہ چیز گم گئی تو اب وہ آدمی) ضامن نہیں (یعنی اُس چیز کا بدل (exchange) نہیں دے گا)۔

{5} **"ودیعت"** کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز **"مودَع"** (یعنی جس کی حفاظت میں چیز ہو) کے پاس امانت ہوتی ہے اُس کی حفاظت **"مودَع"** پر واجب ہوتی ہے اور مالک کے مانگنے پر اُس چیز کو واپس کرنا واجب ہوتا ہے۔

{6} "**ودیعت**" پر تعدّی کی یعنی اُس میں بیجا تصرُّف (یعنی ایسا کام) کیا (کہ جس کی اجازت نہیں تھی) مثلاً کپڑا تھا اُسے پہن لیا، گھوڑا تھا اُس پر سوار (ride) ہو گیا تو اس طرح استعمال کرنے سے چیز میں جو نقصان یا کمی ہوئی، اُس کی رقم مالک کو دینی ہوگی () یا اُس چیز کو کسی دوسرے کے پاس "**ودیعت**" رکھ دیا پھر وہ چیز ضائع (waste) یا خراب ہو گئی تو مالک کو اُس کا بدل (exchange) دینا لازم ہے () جس شخص نے ایسا کیا پھر وہ اپنی غلطی سے رُک گیا یعنی اُس چیز کو واپس لے لیا اور یہ نیّت (intention) ہے کہ اب اس کو استعمال نہ کرے گا اور کسی کو بھی نہیں دے گا پھر وہ چیز پڑی پڑی ضائع (waste) ہو گئی تو اب اُس چیز کی رقم مالک کو دینے کا حکم نہیں ہے () اگر اب بھی نیّت یہ ہو کہ پھر ایسا کریگا مثلاً رات میں کپڑا اُتار دیا اور یہ نیّت ہے کہ کل دوبارہ (again) پہنے گا تو نقصان پر، مالک کو رقم دینے کا حکم باقی (remaining) ہے مثلاً رات ہی میں وہ کپڑا چوری ہو گیا تو اب مالک کو رقم دینی ہوگی۔

{7} "**ودیعت**" کو نہ دوسرے کے پاس "**امانت**" رکھ سکتا ہے نہ "**عاریت**" (یعنی ادھار) یا اجارے (wages) پر دے سکتا ہے نہ اس کو "**رہن**" (یعنی گروی۔ mortgage) رکھ سکتا ہے۔ اس طرح کا کوئی کام کیا (اور وہ چیز ضائع۔ waste ہو گئی تو) تاوان (یعنی رقم وغیرہ) دینا ہو گا۔ (دین کے مسائل، part 3)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{8} امین پر ضمان کی شرط کر دینا کہ اگر یہ چیز ہلاک ہوئی تو تاوان لوں گا یہ باطل ہے۔ مودَع کو اختیار ہے کہ خود حفاظت کرے یا اپنی عیال سے حفاظت کرائے جیسے وہ خود اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے کہ ہر وقت اُسے اپنے ساتھ نہیں رکھتا اہل و عیال کے پاس چھوڑ کر باہر جایا کرتا ہے۔ عیال سے مُراد وہ ہیں جو اُس کے ساتھ رہتے ہوں حقیقۃً اُس کے ساتھ ہوں یا حکماً لہٰذا اگر سمجھ والے بچہ کو دے دی جو حفاظت پر قادر ہے یا بی بی کو دے دی اور یہ دونوں اُس کے ساتھ نہ ہوں جب بھی ضمان واجب نہیں یوہیں عورت نے خاوند کی حفاظت میں چیز چھوڑ دی ضامن نہیں۔ (بہار شریعت، ح۱۴، ص۳۳، مسئلہ ۹)

{9}مودَع (امین، جس کے پاس امانت رکھی گئی) کے مکان میں آگ لگ گئی اگر ودیعت دوسرے لوگوں کو نہیں دیتا ہے جل جاتی ہے یا کشتی میں ودیعت ہے اور کشتی ڈوب رہی ہے اگر دوسری کشتی میں نہیں پھینکتا ہے ڈوب جاتی ہے اِس صورت میں دوسرے کو دینا یا دوسری کشتی میں پھینکنا جائز ہے بشر طیکہ اپنی عیال کی حفاظت میں دینا اِس وقت ممکن نہ ہو اور اگر آگ لگنے کی صورت میں اسکے گھر کے لوگ قریب ہی میں ہیں کہ اُن کو دے سکتا ہے یا کشتی ڈوبنے کی صورت میں اسکے گھر والوں کی کشتی پاس میں ہے کہ اُن کو دے سکتا ہے تو دوسروں کو دینا جائز نہیں ہے دے گا تو ضمان واجب ہو گا۔ (بہار شریعت،ح۱۴،ص۳۴،مسئلہ ۱۷)

{10}کشتی ڈوب رہی تھی اِس نے دوسری کشتی میں ودیعت پھینکی مگر کشتی میں نہیں پہنچی بلکہ دریا میں گری یا کشتی میں پہنچ گئی تھی مگر لڑھک کر دریا میں چلی گئی مودَع ضامن ہے۔ یوہیں اگر قصداًاس نے ودیعت کو ڈوبنے سے نہیں بچایا اتنا موقع تھا کہ دوسری کشتی میں دے دیتا مگر ایسا نہیں کیا یا مکان میں آگ لگی تھی موقع تھا کہ ودیعت کو نکال لیتا اور نہیں نکالی ان صورتوں میں ضامن ہے۔ (بہار شریعت،ح۱۴،ص۳۵،مسئلہ ۱۴)

{11}مودَع کے سوا کسی دوسرے شخص نے خلط کر دیا اگر چہ وہ نابالغ ہو اگر چہ وہ شخص ہو جو مودَع کی عیال میں ہے وہ خلط کرنے والا ضامن ہے مودَع ضامن نہیں۔ (بہار شریعت،ح۱۴،ص۴۲،مسئلہ ۵۰)

{12}جس کی چیز تھی اُس نے طلب کی مودَع کو منع کرنا جائز نہیں بشر طیکہ اُسکے دینے پر قادر ہو خود مالک نے چیز مانگی یا اُس کے وکیل نے، قاصد کے مانگنے پر نہ دے اگر چہ کوئی نشانی پیش کرتا ہو۔ اور اگر اس وقت دینے سے عاجز ہے مثلاً ودیعت یہاں موجود نہیں ہے اور جہاں ہے وہ جگہ دور ہے یا دینے میں اُس کو اپنی جان یا مال کا اندیشہ ہے مثلاً ودیعت کو دفن کرر کھا ہے اس وقت کھود نہیں سکتا ہے یا ودیعت کے ساتھ اپنا مال بھی مدفون ہے اندیشہ ہے کہ میرے مال کا لوگوں کو پتہ چل جائے گا ان صورتوں میں روکنا جائز ہے۔ اور اگر مالک واپسی نہیں چاہتا ہے ویسے ہی کہتا ہے ودیعت اُٹھالاؤ یعنی دیکھنا مقصود ہے تو مودَع اس سے انکار کر سکتا ہے۔
(بہار شریعت،ح۱۴،ص۳۵،مسئلہ ۲۲)

{13}مالک کی اِجازت سے اس نے دوسری چیز کے ساتھ خلط کیا (یعنی مِلا دیا) یا اس نے خود نہیں ملایا بلکہ بغیر

www.farzuloom.net

اس کے فعل کے دونوں چیزیں مل گئیں مثلاً دو بوریوں میں غلہ تھا بوریاں پھٹ گئیں غلہ مل گیا یا صندوق میں دو تھیلیوں میں روپے رکھے تھے تھیلیاں پھٹ گئیں اور روپے مل گئے ان دونوں صورتوں میں دونوں باہم شریک ہوگئے اگر اس میں سے کچھ ضائع ہو گا تو دونوں کا ضائع ہو گا جو باقی ہے اُسے مطابق حصہ کے تقسیم کرلیں مثلاً ایک کے ہزار روپے تھے دوسرے کے دو ہزار تو جو کچھ باقی ہے اُس کے تین حصے کرکے پہلا شخص ایک حصہ لے لے اور دوسرا شخص دو حصے۔ (بہار شریعت، ح۱۴، ص۳۵، مسئلہ ۲۲)

{14} ودیعت پر تعدّی کی یعنی اُس میں بیجا تصرُّف کیا مثلاً کپڑا تھا اُسے پہن لیا گھوڑا تھا اُس پر سوار ہو گیا غلام تھا اُس سے خدمت لی یا اُسے کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھ دیا ان سب صورتوں میں اُس پر ضمان لازم ہے مگر پھر اس حرکت سے باز آیا یعنی اُس کو حفاظت میں لے آیا اور یہ نیت ہے کہ اب ایسا نہیں کریگا تو تعدّی کرنے سے جو ضمان کا حکم آگیا تھا زائل ہو گیا یعنی اب اگر چیز ضائع ہو جائے تو تاوان نہیں مگر استعمال سے چیز میں نقصان پیدا ہو جائے تو تاوان دینا ہو گا اور اگر اب بھی نیت یہ ہو کہ پھر ایسا کریگا مثلاً رات میں کپڑا اُتار دیا اور یہ نیت ہے کہ صبح کو پھر پہنے گا ضمان کا حکم بدستور باقی ہے یعنی مثلاً رات ہی میں وہ کپڑا چوری ہو گیا تاوان دینا ہو گا۔ (بہار شریعت، ح۱۴، ص۴۴، مسئلہ ۵۳)

{15} مودَع کو یہ اختیار ہے کہ ودیعت کو اپنے ہمراہ سفر میں لیجائے اگرچہ اس میں باربرداری (مزدوری) صرف (خرچ) کرنی پڑے بشرطیکہ مالک نے سفر میں لے جانے سے منع نہ کیا ہو اور لیجانے میں اُس کے ہلاک ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہو اور اگر مالک نے منع کر دیا ہو یا لیجانے میں اندیشہ ہو اور سفر میں جانا اس کے لیے ضروری نہ ہو اور سفر کیا اور ودیعت ضائع ہو گئی تو تاوان لازم ہے اور اگر سفر میں جانا ضروری ہے اور تنہا سفر کیا اور ودیعت کو بھی لے گیا ضامن ہے اور بال بچوں کے ساتھ سفر کیا ہے تو ضامن نہیں، دریائی سفر بھی خوفناک ہے کہ اس میں غالب ہلاک ہے۔ (بہار شریعت، ح۱۴، ص۴۴، مسئلہ ۵۶)

{16} دو شخصوں نے مل کر ودیعت رکھی ہے اُن میں سے ایک اپنا حصہ مانگتا ہے دوسرے کی عدم موجودگی میں امین کو دینا جائز نہیں اور اگر دیدے گا تو ضامن نہیں۔ (بہار شریعت، ح۱۴، ص۴۴، مسئلہ ۵۷)

{17} ایک شخص نے دو شخصوں کے پاس ودیعت رکھی اگر وہ چیز قابلِ قسمت ہے دونوں اُس چیز کو تقسیم کر لیں ہر ایک اپنے حصہ کی حفاظت کرے اگر ایسا نہیں کیا بلکہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو سپرد کر دی تو یہ دینے والا ضامن ہے اور اگر وہ چیز تقسیم کے قابل نہیں تو ان میں سے ایک دوسرے کو سپرد کر سکتا ہے۔
(بہار شریعت، ج۱۴، ص۴۷، مسئلہ ۷۰)

{18} مودِع نے کہا اِس تھیلی میں نہ رکھنا اُس میں رکھنا یا تھیلی میں رکھنا صندوق میں نہ رکھنا یا صندوق میں رکھنا اس گھر میں نہ رکھنا اور اُس نے وہ کیا جس سے مودِع نے منع کیا تھا اِن صورتوں میں ضمان واجب نہیں۔
(بہار شریعت، ج۱۴، ص۴۸، مسئلہ ۷۳)

عاریت:

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 03 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} "**عاریت**" کا مطلب ہے: کسی چیز سے، اس کے مالک کی اجازت سے فائدہ (benefit) اُٹھانا مگر اس فائدے کے بدلے (exchange) میں کچھ (مثلاً کرایہ وغیرہ) نہ دینا۔ جیسے: کسی کا برتن کچھ دن کے لیے مانگ لینا، پھر کام میں لے کر واپس کر دینا۔ "**عاریت**" میں سامان وغیرہ لینا جائز ہے۔ (مراۃ ج۴، ص۷۴ سوفٹ ایئر، ماخوذاً)

{2} جس کی چیز ہے یعنی مالک (owner) کو "**مُعِیْر**" کہتے ہیں اور "**عاریت**" میں چیز یا سامان لینے والے کو "**مُسْتَعِیْر**" کہتے ہیں اور جو چیز یا سامان "**عاریت**" میں لیا گیا، اُسے "**مُسْتَعَار**" کہتے ہیں۔

{3} "**عاریت**" کی کچھ شرطیں (preconditions) ہیں:

(۱) "**مُسْتَعَار**" (یعنی جو چیز "**عاریت**" میں دی گئی ہو، اُس) سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہو۔

(۲) عوض (یعنی جو چیز دی ہے، اُس کے بدلے (exchange) میں کوئی چیز (مثلاً پیسے وغیرہ لینے کا) طے ((fixed)) نہ ہو، کیونکہ اگر بدلے (exchange) میں کسی چیز کی شرط (precondition) رکھ دی تو اب یہ "**عاریت**" نہیں، اجارہ (wages) ہو جائے گا (یعنی اب "**عاریت**" کے مسائل نہیں دیکھے جائیں گے بلکہ

اجارے(wages)کے دینی مسائل پر عمل کیا جائے گا)۔

(۳)"مُستَعَار"(یعنی جو چیز "عاریت" میں دی گئی ہو، اُس)میں جہالت(unknown)نہ ہو کیونکہ "مُستَعَار" معلوم ہی نہ ہو تو "عاریت" ہوتی ہی نہیں۔ مثلاً ایک شخص سے سواری(ride)کے لیے گھوڑا مانگا اُس نے کہا اصطبل(گھوڑا باندھنے کی جگہ)میں دو گھوڑے ہیں، اُن میں سے ایک لے لو۔ "مُستَعِیر"(یعنی چیز لینے والا)ایک گھوڑا لیکر چلا گیا اگر وہ گھوڑا مر گیا تو اُس کی رقم دینی ہو گی اور() اگر مالک نے یہ کہا ان دونوں میں سے جو تم لینا چاہو لے لو اور اُس نے ایک لے لیا پھر وہ گھوڑا مر گیا تو اب مالک کو اس کی رقم نہیں دی جائے گی۔

{4}"عاریت" کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز "مُستَعِیر"(یعنی چیز لینے والے)کے پاس "امانت" ہوتی ہے اگر "مُستَعِیر" نے تعدّی نہیں کی(یعنی ایسا کوئی کام نہ کیا جس کی اجازت نہیں تھی)اور وہ چیز ضائع(waste)ہو گئی تو ضمان(تاوان یعنی مالک کو اُس چیز کی رقم دینا)واجب نہیں۔(دین کے مسائل، part 3)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{5}عاریت کے بعض الفاظ یہ ہیں میں نے یہ چیز عاریت دی، میں نے یہ زمین تمھیں کھانے کو دی، یہ کپڑا پہننے کو دیا، یہ جانور سواری کو دیا، یہ مکان تمھیں رہنے کو دیا، یا ایک مہینے کے لیے رہنے کو دیا، یا عمر بھر کے لیے دیا، یہ جانور تمھیں دیتا ہوں اِس سے کام لینا اور کھانے کو دینا۔(بہار شریعت، ح۱۴، ص۵۵، مسئلہ ۳)

{6} قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر لفظ ایسا بولا جس سے ملک رقبہ سمجھی جاتی ہو یعنی خود اُس شے کی ملک تو ہبہ ہے اور اگر منافع کی تملیک معلوم ہوتی ہو(یعنی نفع حاصل کرنے کا اختیار معلوم ہوتا ہو)تو عاریت ہے اور دونوں کا احتمال ہے تو نیت دیکھی جائے گی۔(بہار شریعت، ح۱۴، ص۷۰، مسئلہ ۶)

{7}عاریت ہلاک ہو گئی اگر مستعیر نے تعدّی نہیں کی ہے یعنی اُس سے اُسی طرح کام لیا جو کام کا طریقہ ہے اور چیز کی حفاظت کی اور اُس پر جو کچھ خرچ کرنا مناسب تھا خرچ کیا تو ہلاک ہونے پر تاوان نہیں اگرچہ عاریت دیتے وقت یہ شرط کرلی ہو کہ ہلاک ہونے پر تاوان دینا ہو گا کہ یہ باطل شرط ہے۔

(بہار شریعت، ح۱۴، ص۵۵، مسئلہ ۵)

{8}عاریت کو عاریت پر دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ چیز ایسی ہو کہ استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے اُس میں نقصان نہ پیدا ہو جیسے مکان کی سکونت، جانور پر بوجھ لادنا۔(بہار شریعت، ح۱۴، ص۵۶، مسئلہ ۱۰)

{9} مکیل (جو چیزیں ماپ کر بیچی جاتی ہیں) و موزون (جو چیزیں وزن کر کے بیچی جاتی ہیں) وعددی متقارب (گن کر بیچی جانے والی وہ اشیا جن کے افراد میں زیادہ فرق نہ ہو) کو عاریت لیا اور عاریت میں کوئی قید نہیں تو عاریت نہیں بلکہ قرض ہے مثلاً کسی سے روپے، پیسے، گیہوں، جَو وغیرہا عاریت لیے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اِن چیزوں کو خرچ کریگا اور اسی قسم کی چیز دے گا یعنی روپیہ لیا ہے تو روپیہ دے گا پیسہ لیا ہے تو پیسہ دے گا اور جتنا لیا اُتنا ہی دے دیگا یہ عاریت نہیں بلکہ قرض ہے کیونکہ عاریت میں چیز کو باقی رکھتے ہوئے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے اور یہاں ہلاک و خرچ کر کے فائدہ اُٹھانا ہے لہٰذا فرض کرو کہ قبلِ اِنتفاع (فائدہ حاصل کرنے سے پہلے) یہ چیزیں ضائع ہو جائیں جب بھی تاوان دینا ہو گا کہ قرض کا یہی حکم ہے کہ لینے والا مالک ہو جاتا ہے نقصان ہو گا تو اس کا ہو گا دینے والے کا نہیں ہو گا ہاں اگر ان چیزوں کے عاریت لینے میں کوئی ایسی بات ذکر کر دی جائے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہو کہ حقیقۃً عاریت ہی ہے قرض نہیں تو اُسے عاریت ہی قرار دیں گے مثلاً روپے یا پیسے مانگتا ہے کہ اس سے کوئی چیز وزن کریگا یا اس سے تول کر باٹ بنائے گا (یعنی ترازو کا پتھر بنائے گا) یا اپنی دوکان کو سجائے گا تو عاریت ہے۔(بہار شریعت، ح۱۴، ص۵۸، مسئلہ ۱۸)

{10} زمین عاریت لی کہ اس میں مکان بنائے گا یا درخت نصب کریگا یہ عاریت صحیح ہے اور مالک زمین کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے اپنی زمین خالی کرالے کیونکہ عاریت میں کوئی پابندی مالک پر لازم نہیں اور اگر مکان یا درخت کھود کر نکالنے میں زمین خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اِس ملبہ کی جو مکان کھودنے کے بعد قیمت ہو گی یا

درخت کے کاٹنے کے بعد جو قیمت ہو گی مالکِ زمین سے دلادی جائے اور مالک مکان و درخت اپنے مکان و درخت کو بجنسہٖ چھوڑ دے (یعنی نہ درخت کاٹے نہ مکان گرائے بلکہ ویسے ہی رہنے دے)۔مالکِ زمین نے مستعیر کے لیے کوئی مدت مقرر کر دی تھی مثلاً دس سال کے لیے یہ زمین مکان بنانے کو یا درخت لگانے کو عاریت دی اور مدت پوری ہونے سے پہلے زمین واپس لینا چاہتا ہے اگرچہ یہ مکروہ و وعدہ خلافی ہے مگر واپس لے سکتا ہے، کیونکہ یہ عقد اُس کے ذمہ قضاءً (شرعی فیصلے کی روسے) لازم نہیں مگر اس عمارت اور درخت کی وجہ سے مستعیر کا جو کچھ نقصان ہو گا مالک زمین اُس کو ادا کرے یعنی کھڑی عمارت کی قیمت لگائی جائے اور ملبہ جدا کر دینے کے بعد جو قیمت ہو اس میں عمارت کی قیمت سے جو کمی ہو مالکِ زمین یہ رقم مستعیر کو دے۔

(بہار شریعت، ح ۱۴، ص ۶۰، مسئلہ ۲۴)

{11} عاریت کی واپسی مستعیر کے ذمہ ہے جو کچھ واپس کرنے میں صرفہ (خرچہ) ہو گا یہ اپنے پاس سے دے گا۔ اگر مستعیر نے عاریت اس لیے لی ہے کہ اُسے رہن رکھے گا اور فرض کر و وہ چیز ایسی ہے کہ اُسکی واپسی میں کچھ صرفہ ہو گا تو یہ صرفہ مستعیر کے ذمہ نہیں ہے بلکہ مالک کے ذمہ ہے۔ (بہار شریعت، ح ۱۴، ص ۶۲، مسئلہ ۲۹، مُلتقطاً)

{12} جو چیز اُجرت پر دی گئی جب اُس کے اجارہ کی مدت پوری ہو جائے تو متاجر کے یہاں سے چیز واپس لانا مالک کے ذمہ ہے متاجر کے ذمہ یہ نہیں کہ وہ چیز پہنچا جائے اور عاریت کے طور پر دی تو واپس کرنا مستعیر کا (عاریت پر لینے والے کا) کام ہے۔ (بہار شریعت، ح ۱۴، ص ۱۸۱، مسئلہ ۲۴)

{13} غصب و رہن میں واپسی کی ذمہ داری و مصارف (اخراجات) غاصب و مرتہن پر ہیں۔

(بہار شریعت، ح ۱۴، ص ۱۸۱، مسئلہ ۲۴)

{14} مستعیر گھوڑے کو مالک کے اصطبل (گھوڑا باندھنے کی جگہ) میں باندھ گیا یا غلام کو مکان پر پہنچا گیا بری ہو گیا اور اگر گھوڑا غصب کیا ہوتا یا ودیعت کے طور پر ہوتا تو اِس طرح پہنچا جانا کافی نہ ہوتا بلکہ مالک کو قبضہ دلانا ہوتا۔ (بحر) اور اگر اصطبل مکان سے باہر ہے وہاں باندھ گیا تو عاریت کی صورت میں بھی بری نہیں۔ (عالمگیری) (بہار شریعت، ح ۱۴، ص ۶۳، مسئلہ ۳۳)

لقیط:

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net مگر اس پر کام باقی ہے)

{1} جس کو ایسا بچہ ملے اور معلوم ہو کہ نہ اُٹھالائے تو ضائع وہلاک ہو جائیگا تو اُٹھالانا فرض ہے اور ہلاک کا غالب گمان نہ ہو تو مستحب۔

{2} لقیط کی نسبت کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اُسی کا لڑکا قرار دیدیا جائے۔

{3} ایک کے دعویٰ کرنے کے بعد دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے تو وہ پہلے ہی کا لڑکا ہو چکا دوسرے کا دعویٰ باطل ہے ہاں اگر دوسرا شخص گواہوں سے اپنا دعویٰ ثابت کر دے تو اس کا نسب ثابت ہو جائے گا۔ دو شخصوں نے بیک وقت اُس کے متعلق دعویٰ کیا اور ان میں ایک نے اُس کے جسم کا کوئی نشان بتایا اور دوسرا نہیں تو جس نے نشانی بتائی اُسی کا ہے مگر جبکہ دوسرا گواہوں سے ثابت کر دے کہ میرا لڑکا ہے تو یہی مستحق ہو گا۔

{4} لقیط اگر سمجھ وال ہونے سے پہلے مر جائے تو اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اُس کو مسلمان اُٹھالایا ہو یا کافر۔ ہاں اگر کافر نے اسے ایسی جگہ پایا ہے جو خاص کافروں کی جگہ ہے مثلاً بُت خانہ میں تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے۔ (دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{5} لقیط آزاد ہے اس پر تمام احکام وہی جاری ہوں گے جو آزاد کے لیے ہیں اگر چہ اُس کا اُٹھالانے والا غلام ہو ہاں اگر گواہوں سے کوئی شخص اسے اپنا غلام ثابت کر دے تو غلام ہو گا۔

{6} ایک مسلمان اور ایک کافر دونوں نے پڑا ہوا بچہ پایا اور ہر ایک اُس کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو مسلمان کو دیا جائے۔ (بہار شریعت، ح ۱۰، ص ۴۶۸، مسئلہ ۳، ۲)

{7} لِقیط کے جملہ اخراجات کھانا کپڑا رہنے کا مکان بیماری میں دوا یہ سب بیت المال کے ذمہ ہے اور لقیط مر جائے اور کوئی وارث نہ ہو تو میراث بھی بیت المال میں جائے گی۔ (بہار شریعت، ح ۱۰، ص ۴۶۹، مسئلہ ۱۰)

{8} اگر کوئی شخص اوسے اپنا غلام بتائے تو جب تک گواہوں سے ثابت نہ کر دے غلام قرار نہ دیا جائے۔
(بہار شریعت،ح۱۰،ص۴۶۸،مسئلہ ۴)

{9} لقیط کے ہمراہ کچھ مال ہے یا لقیط کسی جانور پر ملا اور اُس جانور پر کچھ مال بھی ہے تو مال لقیط کا ہے، لہٰذا یہ مال لقیط پر صرف کیا جائے مگر صرف کرنے کے لیے قاضی سے اجازت لینی پڑے گی۔ اور وہ مال اگر لقیط کے ہمراہ نہیں بلکہ قریب میں ہے تو لقیط کا نہیں بلکہ لقطہ ہے (جس کا بیان آگے آتا ہے)(بہار شریعت،ح۱۰،ص۴۷۰،مسئلہ ۱۲)

{10} ملتقط کو یہ اختیار نہیں کہ لقیط کا نکاح کر دے اور اصح یہ ہے کہ اسے اجارہ پر بھی نہیں دے سکتا۔
(بہار شریعت،ح۱۰،ص۴۷۰،مسئلہ ۱۷)

لقطہ (زمین وغیرہ پر پڑا ہوا مال):

(یہ مواد "دین کے مسائل"،part 03 سے لیا گیا ہے،www.farzuloom.net)

{1} پڑا ہوا مال کہیں ملا اور یہ خیال ہو کہ میں اس کے مالک کو ڈھونڈ کر دیدوں گا تو اُٹھا لینا مستحب (اور ثواب کا کام) ہے اور() اگر یہ خوف (یعنی ڈر) ہو کہ شاید میں خود ہی رکھ لوں اور مالک کو نہ ڈھونڈ سکوں تو چھوڑ دینا بہتر ہے اور() اگر مضبوط خیال (strong assumption) ہو کہ مالک کو نہ دونگا تو اُٹھانا ناجائز ہے اور() اپنے لیے ہی اُٹھانا، یہ حرام ہے اور اس صورت (case) میں غصب (مثلاً کسی کا مال چھیننے) کی طرح ہے اور() اگر مضبوط خیال ہو کہ میں نہ اُٹھاؤں گا تو یہ چیز ضائع (waste) ہو جائے گی تو اُٹھا لینا ضروری ہے لیکن پھر بھی اگر نہ اٹھائے اور ضائع (waste) ہو جائے تو اس پر تاوان (یعنی مالک کو اس چیز کا بدل (exchange) دینا لازم) نہیں۔

{2} **"لقطہ"** (یعنی زمین وغیرہ پر پڑے ہوئے مال) کو اپنے استعمال میں لانے کے لیے اُٹھا یا پھر شرمندہ (ashamed) ہوا کہ مجھے ایسا کرنا نہیں چاہیے تھا اور جہاں سے لایا وہیں رکھ آیا تو اب اس کی ذمہ داری (responsibility) اس طرح پوری نہیں ہو گی یعنی اُس شخص کے اِس طرح رکھنے کے بعد اگر وہ ضائع (waste) ہو گیا تو تاوان دینا پڑے (یعنی مالک کو اس چیز کی مثل یا رقم دے) گا بلکہ اب اس پر یہ بھی لازم ہے کہ

(رقم دینے کے لیے)مالک کو ڈھونڈے اور اُس کو رقم بھی دے۔**ہاں!** اگر (وہ چیز اپنے لیے نہیں اُٹھائی تھی بلکہ)مالک کو دینے کے لیے لی تھی پھر (مالک نہ ملا تو)جہاں سے وہ چیز لی تھی وہیں واپس رکھ آیا(اور وہ چیز گم گئی)تو تاوان نہیں۔

{3}**"ملتقط"**(یعنی جس نے گری ہوئی چیز اُٹھائی) پرلازم ہے کہ وہ اُس چیز کی تشہیر (advertisement)کرے یعنی بازاروں اور عام راستوں، مسجدوں میں اتنے دنوں تک اعلان کرے کہ مضبوط خیال (strong assumption) ہو جائے کہ مالک اب اس چیز کو نہیں ڈھونڈے گا۔ یہ وقت پوراہونے کے بعد اُسے اختیار(option)ہے کہ **"لقطہ"**(یعنی اُس ملی ہوئی چیز) کی حفاظت(safety)کرے یا کسی مسکین کو صدقے میں دے دے() مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آ گیا تو مالک کو اختیار(option)ہے کہ صدقہ کو جائز(ok) کر دے یا نہ کرے اگر جائز(ok) کر دیا ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا تو اگر وہ چیز موجود ہے اپنی چیز (مسکین سے واپس) لے لے اور ضائع(waste)ہو گئی ہے تو تاوان (یعنی اُس کی رقم) لے لے۔ یہ اختیار(option)ہے کہ تاوان **"ملتقط"**(یعنی جس نے گری ہوئی چیز اُٹھائی سے) لے یا مسکین سے، جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے مانگ نہیں سکتا۔(دین کے مسائل، part 3)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{4}لقطہ (گری ہوئی گمشدہ چیز)ملتقط (اٹھانے والے) کے ہاتھ میں امانت ہے یعنی تلف (ضائع)ہو جائے تو اس پر تاوان نہیں بشر طیکہ اُٹھانے والا اُٹھانے کے وقت کسی کو گواہ بنا دے یعنی لوگوں سے کہدے کہ اگر کوئی شخص اپنی گمی ہوئی چیز تلاش کرتا آئے تو میرے پاس بھیج دینا اور گواہ نہ کیا تو تلف ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑے گا مگر جبکہ وہاں کوئی نہ ہو اور گواہ بنانے کا موقع نہ ملا یا اندیشہ ہو کہ گواہ بنائے تو ظالم چھین لے گا تو ضمان نہیں۔(بہار شریعت، ح ۱۰، ص ۴۷۴، مسئلہ ۴)

{5}ہر قسم کی پڑی ہوئی چیز کا اُٹھالانا جائز ہے مثلاً متاع (سامان وغیرہ) یا جانور بلکہ اُونٹ کو بھی لا سکتا ہے کیونکہ اب زمانہ خراب ہے یہ نہ لائے گا تو کوئی دوسرا لے جائے گا اور مالک کو نہ دے گا بلکہ ہضم کر جائیگا۔

(بہار شریعت، ح۱۰، ص۴۷۴، مسئلہ ۳)

{6}لقطہ اگر جانور ہو اور اُس کے کھلانے میں کچھ خرچ کیا ہو تو اس کا معاوضہ بھی نہیں پائے گا ہاں اگر قاضی کی اجازت سے ہو اور اُس نے کہدیا ہو کہ اس پر خرچ کرو جو کچھ خرچ ہو گا مالک سے وصول کر لینا تو اب مصارف (اخراجات) لے سکتا ہے۔

{7}جو کچھ حاکم کی اجازت سے خرچ کیا ہے اسے وصول کرنے کے لیے لقطہ کو مالک سے روک سکتا ہے مصارف دینے کے بعد وہ لے سکتا ہے اور نہ دے تو قاضی لقطہ کو بیچ کر مصارف ادا کر دے اور جو بچے مالک کو دیدے۔ (بہار شریعت، ح۱۰، ص۴۷۷، مسئلہ ۲۱،۲۰)

{8}لقطہ اگر ایسی چیز ہو جس سے منفعت حاصل ہو سکتی ہے مثلاً بیل گدھا گھوڑا کہ ان کو کرایہ پر دیکر اُجرت حاصل کر سکتا ہے تو حاکم کی اجازت سے کرایہ پر دے سکتا ہے اور جو اُجرت حاصل ہو اسی میں سے اُسے خوراک بھی دیجائے اور اگر ایسی چیز لقطہ ہو جس سے آمدنی نہ ہو اور سردست (فی الحال، اس وقت) مالک کا پتا نہیں چلتا اور اس پر خرچ کرنے میں مالک کا نقصان ہے کہ کچھ دنوں میں اپنی قیمت کی قدر (قیمت کے برابر) کھاجائے گا تو قاضی اس کو بیچ کر اسکی قیمت محفوظ رکھے کہ اسی میں مالک کا نفع ہے اور قاضی نے بیع کی یا قاضی کے حکم سے ملتقط نے، تو یہ بیع نافذ ہے مالک اس بیع کو رد نہیں کر سکتا۔

(بہار شریعت، ح۱۰، ص۴۷۷، مسئلہ ۲۱،۲۰)

{9}لقطہ کا مدعی پیدا ہو گیا (یعنی کسی نے اس کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے) اور وہ نشان اور پتا بتاتا ہے جو لقطہ میں موجود ہے یا خود ملتقط اُس کی تصدیق کرتا ہے تو دیدینا جائز ہے اور قاضی نے حکم کر دیا تو دینا لازم اور بغیر حکم قاضی دیدیا تو اُس کا کفیل یعنی ضامن لے سکتا ہے۔ (درمختار) اور علامت بتانے کی صورت میں اگر دینے سے انکار کرے تو مدعی کو گواہ سے ثابت کرنا ہو گا کہ یہ اُسی کی ملک ہے۔

(بہار شریعت، ح۱۰، ص۴۷۹، مسئلہ ۲۵)

{10} اُٹھانے والا اگر فقیر ہے تو مدت مذکورہ تک اعلان کے بعد خود اپنے صرف (استعمال، خرچ) میں بھی لا سکتا ہے اور مالدار ہے تو اپنے رشتہ والے فقیر کو دے سکتا ہے مثلاً اپنے باپ، ماں، شوہر، زوجہ، بالغ اولاد کو دے سکتا ہے۔ (بہار شریعت، ح ۱۰، ص ۴۷۶، مسئلہ ۱۱)

اشربہ:

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{1} (۱) خمر (یعنی شراب) بالکل حرام ہے چاہے کم ہو یا زیادہ، سب حرام اور پیشاب کی طرح نجس (یعنی ناپاک) ہے اور یہ نجاست غلیظہ[25] ہے (۲) جو شراب کو حلال (یعنی جائز) بتائے، وہ کافر ہے (۳) شراب شرعاً مال ہی نہیں یعنی اسے خریدنا صحیح نہیں اس سے کسی قسم کا فائدہ اُٹھانا جائز نہیں (۴) نہ دوا کے طور پر استعمال کی جا سکتی ہے (۵) نہ جانور کو پلائی جا سکتی ہے (۶) جانوروں کے زخم پہ علاج کے لیے بھی نہیں لگا سکتے (۷) یہاں تک کہ اسے مٹی بھگونے (یعنی مٹی کو گیلا کرنے کے کام) میں بھی استعمال نہیں کر سکتے (۸) بچے بلکہ کافر کو بھی شراب پلانا حرام ہے اور گناہ اسی پلانے والے پر ہو گا۔

{2} (۱) شیرہ انگور (یعنی انگور کے رس) کو پکایا یہاں تک کہ دو تہائی (66٪) سے کم جل گیا یعنی ایک تہائی (33٪) سے زیادہ باقی ہے اور اس میں نشہ ہو یہ بھی حرام اور نجس (یعنی ناپاک) ہے۔

(۲) شہد (honey)، انجیر (fig)، گیہوں، (گندم۔wheat)، جَو (barley) وغیرہ کی شرابیں بھی حرام ہیں مثلاً میوے (fruits۔ ایک درخت جس کے پتے سرخی اور زردی (yellowish) کی طرح کے خوشبودار ہوتے ہیں، پھل گول چھوہارے کی طرح ہوتا ہے اس) کی شراب (بھی) بنتی ہے جب اس میں نشہ ہو جائے تو (اس کا پینا) حرام ہے۔

---

(25) "نجاست غلیظہ" کی تفصیل (detail) "دین کے مسائل" part 2، 52،53 Topic number: میں دیکھیں۔

(۳)گھوڑی(mare)کے دودھ میں بھی نشہ ہوتا ہے اس کا پینا بھی ناجائز ہے۔

{3}(ا)نبیذ یعنی کھجور یا منقے(ایک قسم کی بڑی کشمش۔raisin)کو پانی میں بھگویا(مثلاًرات بھر کسی برتن میں پانی ڈال کر رکھا)جائے وہ پانی نشہ پیدا ہونے سے پہلے پیا جائے تو اس کا پینا جائز ہے۔

(۲)تونبے(اندر سے خالی اور خشک کیا ہوا کدّو۔pumpkin)اور ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا،جائز ہے۔شروع میں ان برتنوں میں نبیذ بنانا منع تھی(کیونکہ پہلے انہی برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی پھر جب شراب حرام ہوئی تو ان برتنوں میں نبیذ پینے سے بھی منع کر دیا گیا کہ کہیں کسی کو شراب یاد نہ آئے۔(مراۃ ج۲،ص۹۸۴سوفٹ وئیر،ماخوذاً))بعد میں ان برتنوں میں نبیذ پینے کی اجازت دے دی گئی۔(صحیح مسلم،کتاب الاشربۃ،الحدیث:۶۵،۶۴-(۹۷۷)،ص۱۱۰۷،ماخوذاً)۔

(۳)تر کھجور(dates)کا پانی اور منقے(بڑے انگور۔big raisin)کو پانی میں بھگویا گیا جب یہ پانی تیز ہو جائے یہاں تک کہ جھاگ(foam)پھینکے یہ بھی حرام اور نجس ہے(یعنی یہ نہ پیا جاسکتا ہے،نہ جسم یا کپڑے پر لگایا جاسکتا ہے،اسے اس طرح احتیاط سے گٹر(gutter)میں پھینک دیں کہ ایک قطرہ بھی جسم وغیرہ پر نہ لگے اور برتن بھی پاک کرنا ہوگا)۔

{4}(ا)بھنگ(marijuana۔نشہ دینے والے پتوں کا پودا(plant)جس کے پتوں کو کوٹ(یعنی پیس)کر اسے بناتے ہیں)اور افیون(opium۔ایک نشے والی کاشت(crops)کے رس کو جما کر(set)بنائی جاتی ہے)اتنی استعمال کرنا کہ عقل میں فرق آجائے تو ناجائز ہے جیسا کہ افیون اور بھنگ کا استعمال کرنے والے،اتنی استعمال کرتے ہیں(کہ اُلٹی سیدھی باتیں اور حرکتیں کرنے لگ جاتے)ہیں اور(۲)اگر کمی کے ساتھ اتنی استعمال کی گئی کہ عقل میں خرابی نہیں آئی جیسا کہ بعض دواؤں میں افیون اتنی کم استعمال ہوتی ہے کہ افیون کھانے کا پتا بھی نہیں چلتا تو اتنی کم افیون بطور دوا کھانے میں گناہ نہیں۔

www.farzuloom.net

(۳)چرس (Cocaine)۔ایک نشہ جو بھنگ کے پتوں سے بنایا جاتا ہے اسے تمباکو (مثلاً سگریٹ)کی طرح پیتے ہیں)گانجا(cannabis)۔بھنگ کی طرح کا ایک پودا جس کے پتے اور بیج میں نشہ ہوتا ہے اور چلم (مثلاً حُقّے)میں بھر کر پیتے ہیں)یہ بھی ایسی چیز ہے کہ اگر اس سے عقل میں خرابی آجائے تو اس کا پینا ناجائز ہے۔

(۴) بعض عورتیں بچوں کو اس لیے افیون کھلایا کرتی ہیں کہ بچے اس کے نشے میں پڑے رہیں اور پریشان نہ کریں، یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ بچے کو تھوڑی سی افیون دینے سے بھی اُس کی عقل میں خرابی آجاتی ہے۔

{5}قہوہ(Qahwa)،کافی(coffee)،چائے کا پینا جائز ہے کہ ان میں نہ نشہ ہے اور نہ ہی عقل میں خرابی آتی ہے لیکن یہ چیزیں خشکی لاتی ہیں اور نیند کو دور کرتی ہیں اسی لیے بعض بزرگ ان کو پیتے ہیں کہ نیند کم ہو اور رات میں زیادہ عبادت ہو سکے۔(دین کے مسائل،part 4)

حظر واباحت:

{1}ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا،لیٹنا اور اس کا تکیہ لگانا بھی ممنوع ہے،اگرچہ پہننے میں بہ نسبت اس کے زیادہ برائی ہے۔ مگر درمختار میں اسے مشہور کے خلاف بتایا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے۔

(بہار شریعت،ج۱۶،ص۴۱۰،مسئلہ ۲)

(یہ مواد "دین کے مسائل"،part 03سے لیا گیا ہے،www.farzuloom.net)

{2}اگر کوئی کپڑا مکمل طور پر اصلی ریشم کا ہو تو مرد کو ایسا کپڑا پہننا حرام ہے(زینت کے شرعی احکام ص۱۱ملخصاً)۔**ہاں!** اگر کپڑے ، جُبّے یا عمامے وغیرہ پر ریشم کی ایسی پٹی(strip)ہو جو چار اُنگل(یعنی چار(4)اُنگل کی موٹائی) سے کم ہو تو اتنی ریشم والا جوڑا مرد کو پہننا جائز ہے(زینت کے شرعی احکام ص۱۴ملخصاً)۔**اسی طرح** اگر مختلف جگہ چار (4)چار انگل سے کم اصل ریشم کا کام ہو مگر سب کو ملایا جائے تو چار اُنگل سے زیادہ ہو جائے مگر کسی ایک جگہ بھی چار اُنگل نہ ہو تو ایسا کپڑا بھی مرد کو پہننا جائز ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۲۲،ص۱۳۳،ملخصاً)

{3}کپڑے میں دو طرف سے دھاگہ استعمال ہوتا ہے،ایک لمبائی میں اور ایک چوڑائی میں (لمبائی والا دھاگہ ،

آج کل عام طور پر گز، سوا گز یا کم، زیادہ یعنی کپڑے کی لمبائی کے مطابق ہوتا ہے، اسے "تانا" کہتے ہیں جبکہ چوڑا دھاگہ جتنا تھان، اُتنا ہوتا ہے مثلاً بیس گز کا تھان ہے تو بیس گز، سو میٹر کا تھان ہے تو سو میٹر، اسے "بانا" کہتے ہیں)۔

()اگر کسی کپڑے میں ریشم کی مکسنگ (mixing)ہو تو اس کی دو(2) صورتیں بنیں گی: (۱) لمبائی والا دھاگہ (یعنی "تانا") ریشم کا اور چوڑائی والا ریشم کا نہ ہو تو اس کا پہننا مرد کے لیے جائز ہے۔(۲)چوڑائی والا دھاگہ (یعنی "بانا")ریشم کا اور لمبائی والا ریشم کا نہ ہو تو اس کا پہننا مرد کے لیے جائز نہیں ہے۔(زینت کے شرعی احکام ص ۱۲ ماخوذاً)

نوٹ(۱): تانا(یعنی لمبائی والا دھاگہ)ریشم ہو اور بانا(یعنی چوڑائی والا دھاگہ)سوت(yarn)کا ہو، مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہے کہ ریشم ہی ریشم نظر آرہا ہو تو بھی اس کا پہننا مکروہ ہے۔(بہار شریعت،ج ۱۶،ص ۴۱۰،مسئلہ ۵،ملخصاً)

نوٹ(۲): لوگ اگر نقلی ریشم کو بھی ریشم کہتے ہوں تب بھی اس کا پہننا جائز ہے(فتاوی رضویہ،جلد ۲۲،صفحہ ۱۹۴ ماخوذاً) مگر نہ پہننا بہتر ہے تا کہ لوگ بدگمانی (negative assumption)نہ کریں۔(فتاوی امجدیہ،ج ۴،ص ۶۴،مطبوعہ مکتبۂ رضویہ،ماخوذاً)

{4} مارکیٹ میں ملنے والی "بوسکی" میں عام طور پر اصل ریشم نہیں ہوتا بلکہ اُس میں مصنوعی(artificial) چمک وغیرہ ہوتی ہے لھذا ایسا کپڑا (جس میں ریشم نہ ہو صرف چمک ہو)مرد کو پہننا جائز ہے۔(زینت کے شرعی احکام ص ۱۱ ملخصاً) لیکن شوخ لباس(fancy dress)سے بچنا چاہیے۔

{5} کاروباری لوگوں کا کہنا ہے کہ اسٹون واش(stonewash)، سلک(silk)وغیرہ میں اصلی ریشم نہیں ہوتا، بلکہ عام کپڑے میں پولیسٹر(polyester)یا ریڈیم(radium)ملایا(mix کیا)جاتا ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو مرد کو ایسے کپڑے پہننا جائز ہے۔

{6} مرد کے لیے کسی بھی دھات(metal)کا بنا ہوا بریسلٹ(bracelet)پہننا جائز نہیں()اسی طرح جو بریسلٹ عورتیں ہی استعمال کرتی ہیں، مردوں کو ان کا استعمال عورتوں سے مشابہت(یعنی عورتوں کی نقل

کرنے) کی وجہ سے ناجائز ہے()مرد کے لیے دھات کے علاوہ(other) کسی چیز کا مردانہ بینڈ(male band) پہننا جائز تو ہے مگر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اگر کسی بھی بریسلٹ یا بینڈ پہننے کی وجہ سے فاسقوں یعنی سب کے سامنے گناہ کرنے والوں سے مشابہت(یعنی ان کی نقل) ہو جاتی ہے تو اسے پہننا بھی منع ہو جائے گا۔

{7} مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے **یعنی مرد کے لیے**

()بِغیر نگینے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں() ایک سے زیادہ نگینے والی انگوٹھی پہننا بھی جائز نہیں()چاندی کے علاوہ(except) کسی اور دھات(metal) مثلاً لوہے(iron)، تانبے (copper)، اسٹیل(steel) کی انگوٹھی پہننا بھی جائز نہیں()ایک نگ والی، چاندی کی ایک سے زیادہ انگوٹھیاں پہننا بھی جائز نہیں()چاندی کی ایک نگ والی ایک انگوٹھی بھی (نگینے مثلاً پتھر کے علاوہ۔other)ساڑھے چار ماشے یا4.374grams سے زیادہ وزن کی پہننا جائز نہیں۔

{8} **مرد** صِرف ایک انگوٹھی()چاندی کی() ایک نگینے والی (مثلاً ایک پتھر لگی ہوئی)() جس میں انگوٹھی کا وزن ساڑھے چار ماشہ (4.374grams) سے کم ہو **پہن سکتا ہے**۔ نوٹ: نگینے (مثلاً پتھر وغیرہ) کا وَزن انگوٹھی (shell of the ring) کے وزن کے علاوہ(except) ہے، نگ کا وزن جتنا بھی ہو پہن سکتے ہیں۔

{9} **یادرہے!** مرد، دونوں ہاتھوں میں سے کسی بھی ایک ہاتھ میں انگوٹھی پہن سکتے ہیں اور چھنگلیا یعنی سب سے چھوٹی اُنگلی میں پہنی جائے تو بہتر ہے()تکبُّر(arrogance) یا زنانہ پن کا سنگار (یعنی لیڈیز اسٹائل کی ٹِیپ ٹاپ) یا اور کوئی بھی بُری (یعنی گناہوں بھری) نیّت ہو تو ایک انگوٹھی(ہی) کیا اِس نیّت(intention) سے (تو) اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں۔ (زینت کے شرعی احکام ص ۱۱۶،۱۱۵ مُلخصاً)

{10} عورتوں کے لئے سونا اور چاندی پہننا، مطلقاً **(یعنی ہر صورت میں۔ in any case)** جائز ہے لہٰذا عورتوں کے لئے ایسے جوتے پہننا بھی جائز ہے جن میں چاندی کا کام ہوا ہو۔ (اگست،2022، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{11} نابالغ(مثلاً 12 سال سے چھوٹے) لڑکے کو (بھی) سونے چاندی کا زَیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا وہ گنہگار ہو گا()بچّوں(male children) کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز نہیں، لگانے والا گنہگار ہو گا۔

www.farzuloom.net

(550 سنتیں اور آداب ص۵۹ تا ۷۵ ملخصًا)

{12} سونے چاندی کے علاوہ (except) ہر قسم کے برتن کا استعمال جائز ہے، مثلاً تانبے (copper)، پیتل (brass)، سیسہ (lead) وغیرہا مگر مٹی کے برتنوں کا استعمال سب سے بہتر ہے () تانبے اور پیتل کے برتنوں پر قلعی (plating۔ برتنوں پر دھات (metal)) ہونی چاہیے، بغیر قلعی ان کے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے۔

{13} سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا یا () سونے چاندی کی پیالیوں (bowls) سے تیل لگانا یا () سونے چاندی کے عطر دان (perfumer) سے عطر لگانا یا () سونے چاندی کی انگیٹھی (stove) سے بخور کرنا (یعنی دھونی لینا) مرد و عورت دونوں کے لیے منع ہے۔

{14} عورتوں کو سونے چاندی کے زیور (jewellery) پہننے کی اجازت ہے () زیور کے علاوہ (except) دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔

{15} چائے کے برتن، سونے چاندی والے استعمال کرنا، ناجائز ہے () برتن پر سونے چاندی کا مُلمّع ہو (یعنی برتن پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھایا ہوا ہو) تو اس کے استعمال میں حرج (یا گناہ) نہیں۔

{16} سونے چاندی کے چمچے (spoon) سے کھانا یا () سونے چاندی کی سلائی (sew) یا () سونے چاندی کی سرمہ دانی (kohl vessel) سے سرمہ لگانا یا () سونے چاندی کے آئینے (mirror) میں چہرہ (face) دیکھنا یا () سونے چاندی کی قلم دوات (pen n ink) سے لکھنا یا () سونے چاندی کے لوٹے (lota) یا () سونے چاندی کے طشت (bowl) سے وضو کرنا یا () سونے چاندی کی کرسی پر بیٹھنا، مرد عورت دونوں کے لیے منع ہے۔

{17} سونے چاندی کی چیزیں صرف مکان کی زینت (یعنی خوبصورتی) کے لیے ہوں، مثلاً خوبصورتی کے لیے برتن اور قلم لگا دیے تا کہ مکان خوبصورت لگے تو اس میں کوئی حرج (یا گناہ) نہیں () یوہیں سونے چاندی کی کرسیاں یا میز یا تخت وغیرہ سے مکان سجا رکھا ہے لیکن ان پر کوئی بھی بیٹھتا نہیں ہے تو بھی حرج (یا گناہ) نہیں ہے () کرسی یا تخت پر سونے چاندی کا کام بنا ہوا ہے (مثلاً وہ لوہے کی کُرسی ہے مگر اُس کے اوپر جگہ جگہ سونے کا کام ہے) () یا زین میں (یعنی کُرسی کے نیچے والے حصّے پر خالص سونے۔pure gold کا) کام بنا ہوا ہے تو اس پر

بیٹھنا اس صورت (case) میں جائز ہے جبکہ سونے چاندی کی جگہ سے بچ کر بیٹھے (اور اس جگہ پر ہاتھ وغیرہ بھی نہ رکھے)۔ **اصول یہ ہے کہ** جو چیز خالص سونے چاندی (pure gold n silver) کی ہے، اُس کا (زیور کے علاوہ) استعمال مُطلقاً (یعنی ہر صورت میں) ناجائز ہے اور () اگر اس میں جگہ جگہ سونا چاندی ہے مگر استعمال (مثلاً بیٹھنے یا ہاتھ رکھنے) کی جگہ میں (سونا یا چاندی) ہے تو اب اس چیز کا استعمال کرنا جائز نہیں () اگر وہ سونا چاندی استعمال کی جگہ پر نہیں ہے تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ **نوٹ:** سونا چاندی کا زیور عورت مُطلقاً (یعنی ہر صورت میں) کر سکتی ہے جبکہ مرد چاندی کی ایک مخصوص (specific) انگوٹھی پہن سکتا ہے۔ (دین کے مسائل، part 3)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{18} قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے کہ اس سے نظر عوام میں عظمت پیدا ہوتی ہے، اس میں اعراب و نقطے لگانا بھی مستحسن ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اکثر لوگ اسے صحیح نہ پڑھ سکیں گے۔ اسی طرح آیت سجدہ پر سجدہ لکھنا اور وقف کی علامتیں لکھنا اور رکوع کی علامت لکھنا اور تعشیر یعنی دس دس آیتوں پر نشان لگانا جائز ہے۔ اسی طرح سورتوں کے نام لکھنا اور یہ لکھنا کہ اس میں اتنی آیتیں ہیں یہ بھی جائز ہے۔

(بہار شریعت ح۱۶، ص۳۹۴، مسئلہ ۱)

{19} مسجد کو چونے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے، سونے چاندی کے پانی سے نقش و نگار کرنا بھی جائز ہے۔

(بہار شریعت ح۱۶، ص۳۹۷)

{20} جس غلام کو خصی کیا گیا ہو اس سے خدمت لینا ممنوع ہے، جیسا کہ امرا و سلاطین کے یہاں اس قسم کے لوگوں سے خدمت لی جاتی ہے جن کو خواجہ سرا کہتے ہیں، ان سے خدمت لینے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ اس کی وجہ سے خصی کرنے کی جرأت کرتے اور اس حرام فعل کا ارتکاب کرتے ہیں اور اگر ایسے غلام سے کام ہی نہ لیا جائے تو خصی کرنے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے گا۔ (بہار شریعت ح۱۶، ص۵۹۱، مسئلہ ۱۰)

{21} انسان کو خصی کرنا حرام ہے، اسی طرح ہیجڑا کرنا بھی۔ گھوڑے کو خصی کرنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ دوسرے جانوروں کے خصی کرنے میں اگر فائدہ ہو مثلاً اس کا گوشت اچھا ہو گا یا خصی نہ کرنے

میں شرارت کریگا، لوگوں کو ایذا پہنچائے گا، انھیں مصالح کی بنا پر بکرے اور بیل وغیرہ کو خصی کیا جاتا ہے یہ جائز ہے اور اگر منفعت یا دفع ضرر دونوں باتیں نہ ہوں تو خصی کرنا حرام ہے۔(بہار شریعت ح۱۶، ص۵۹۰، مسئلہ ۹)

{22} گھوڑی کو گدھے سے گابھن کرنا جس سے خچر پیدا ہوتا ہے اس میں حرج نہیں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی سواری کا جانور بغلہ بیضا تھا اور اگر یہ فعل ناجائز ہوتا تو حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم) ایسے جانور کو اپنی سواری میں نہ رکھتے۔(بہار شریعت ح۱۶، ص۵۹۱، مسئلہ ۱۱)

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 03 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net)

{23} معاملات (social matters) میں غیر مسلم کی خبر (یعنی اطلاع۔notification) اُس وقت مانی جائے گی جب مضبوط خیال (strong assumption) ہو کہ یہ سچ کہہ رہا ہے اور اگر غالب گمان ہے کہ یہ جھوٹا ہے تو اس کی بات پر عمل نہ کرے۔

{24} غیر مسلم یا فاسق (سب کے سامنے گناہ کرنے والے) نے یہ خبر دی کہ میں فلاں شخص کا اس چیز کے بیچنے میں وکیل (نائب۔deputy) ہوں تو اس کی خبر مانی جاسکتی ہے اور اُس چیز کو خرید سکتے ہیں۔ اسی طرح دیگر معاملات (social matters) میں بھی اس کی بات مانی جاسکتی ہے جبکہ یہ مضبوط خیال (strong assumption) ہو کہ یہ سچ کہہ رہا ہے۔

{25}(۱) **دِیانات** میں خبر دینے والے کا **عادل** ہونا ضروری ہے۔ **دیانات سے مراد** وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق اللہ کریم اور بندے کے درمیان ہے۔ مثلاً حلال، حرام، نجاست (یعنی ناپاکی)، طہارت (یعنی پاکی) وغیرہ کے مسائل۔ **عادل سے مراد** ایسا آدمی ہو جو گناہ کبیرہ سے بچتا ہو اور گناہِ صغیرہ پر اصرار (یعنی بے خوفی کے ساتھ) نہ کرتا ہو اور ایسا کام بھی نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً طاقت ہونے (اور شرعاً منع نہ ہونے) کے بعد بھی مہمان نوازی (hospitality) نہ کرنا، ان سب باتوں سے بچنے والا آدمی ہو۔

(۲) کافر غیر کتابی (مثلاً مجوسی یا ہندو) اگر کہے کہ یہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا جانور ہے، تو یہ خبر دِیانت اور حلال و حرام سے ہے اور ان میں کافر کی خبر بالکل بھی نہیں مانی جائے گی۔(فتاویٰ رضویہ، ج۲۰، ص۲۸۳، ملخصاً)

{26}لونڈی غلام اور بچے کی ہدیہ کے متعلق خبر معتبر ہے، مثلاً بچے نے کسی کے پاس کوئی چیز لا کر یہ کہا کہ میرے والد نے آپ کے پاس یہ ہدیہ بھیجا ہے، وہ شخص چیز کو لے سکتا ہے اور اس میں تصرف کر سکتا ہے، کھانے کی چیز ہو تو کھا سکتا ہے۔(بہار شریعت ح۱۶، ص۳۹۹، مسئلہ ۴)

{28} فی زمانہ (یعنی آج کل) عورت کا غیر مرد کے سامنے اپنا چہرہ چھپانا واجب ہے (دارالافتاء اہلسنّت، غیر مطبوعہ، sar-7620، ملخصاً)۔ جیسا کہ عُلمائے کرام فرماتے ہیں: عورت کا اپنے چہرے پر کپڑا اڈالنا واجب ہے، اس مسئلے سے پتا چلتا ہے کہ عورت کو بلاضرورت (یعنی شرعی اجازت کے بغیر) غیر مردوں پر اپنا چہرہ کھولنا منع ہے (حاشیۃ ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری، ص ۱۶۲، مطبوعہ مکہ)۔ امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضاخان** قادِری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: شروع شروع میں تو (عورت کو غیر مرد سے) چہرے (face) کو چھپانے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا، مگر آہستہ آہستہ عُلَمائے کرام نے (حالات کے مطابق۔ according to condition) عورت کو (غیر مردوں سے) چہرہ چھپانے کو واجب (لازم اور ضروری) فرما دیا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۵۵۱، ملخصاً) گواہ و قاضی کے لیے کہ بوجہ ضرورت ان کے لیے نظر کرنا جائز ہے۔ (بہار شریعت ح۱۶، ص۴۴۷، مسئلہ ۲۵)

(۳) اگر ایک گھر میں رَہتے ہوئے عورت کیلئے قریبی نامَحرم رشتہ داروں سے پردہ مشکل ہو (کہ اسی گھر میں غیر محرم رہتے ہیں اور گھر کے کام بھی ہوتے ہیں) تو چہرہ کھولنے کی تو اجازت ہے مگر کپڑے ہر گز ایسے باریک نہ ہوں جن سے بدن یا سر کے بال وغیرہ چمکیں (یعنی نظر آئیں)۔ اسی طرح کپڑے ایسے چُست (skin tight clothes) بھی نہ ہوں کہ جسم کے ان حصّوں کی صورت (مثلاً ران (thigh)، پنڈلی (calf) وغیرہ) محسوس ہوتی ہو، جنہیں چھپانے کا حکم ہے (پردے کے بارے میں سوال جواب ص ۵۲، ملخصاً)۔ ان غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے چہرے (face) کے ساتھ ساتھ ہتھیلی (palm)، گٹّے (ہتھیلی اور قدم کا جوڑ۔ joint of palm and foot)، قدم اور ٹخنے (ankles) چھپانا بھی لازم نہیں لیکن زینت، بناؤ سنگھار (ٹیپ ٹاپ۔ fashion) ان کے سامنے نہیں کیا جائے گا۔ (وقار الفتاوی، ج۳، ص ۱۵۱، ملخصاً)

یادرہے کہ یہ دین کی طرف سے آسانی ہے، لیکن اگر کوئی بھی غلط نیّت سے غیر محرم کو دیکھے گا تو گناہ گار ہوگا۔ **مزید**(more) ایک گھر میں رہنے میں اس بات کا خیال رکھنا لازم ہے کہ کسی ایک کمرے میں اکیلے(alone) کسی کام سے غیر محرم کے پاس جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

{29} اگر کوئی طبیبہ(female physician) نہ ملے تو مجبوری کی صورت(case) میں عورت، کسی مرد طبیب(male doctor) کو جتنی ضرورت ہو صرف اتنا، جسم کا بیماری والا حصّہ دکھا سکتی ہے اور اب اگر واقعی (really) مرد طبیب کو ضَرورت ہو تو وہ اُس جگہ کو چھُو بھی (touch کر) سکتا ہے۔ ضَرورت سے زِیادہ جسم ہر گز نہ کھولے۔ اور(۲) اپنے شوہر یا محرم کے بغیر ڈاکٹر سے چیک اپ نہ کرائے کیونکہ جوان عورت کا کسی غیر مرد(مثلاً ڈاکٹر) کے ساتھ کمرے میں اکیلے(alone) ہونا، شرعی طور پر ناجائز و حرام ہے۔ **ہاں!** اگر وہ نو(9) سال سے کم عمر کی (ایسی) بچّی ہے (کہ جسے دیکھ کر غلط خیال نہیں آتا) یا بہت ہی بوڑھی مثلاً ساٹھ(60) ستر(70) سال کہ دیکھنے میں بالکل اچھی نہیں لگتی تو پھر اکیلے میں (ڈاکٹر وغیرہ کے پاس) جانا حرام نہیں (صفر المظفر، 1439، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، مُلخصاً)۔ مشورہ یہی ہے کہ بَچّیوں کے بارے میں بہت زیادہ احتیاط(caution) کی جائے، پانچ(5) چھ(6) سال کی بَچّیوں کو بھی کسی مرد کے پاس اکیلے نہ بھیجا جائے۔

{30} مرد دوسرے مرد کی ناف (یعنی پیٹ کے سوراخ) سے لے کر گھٹنے(knees) تک کا کوئی حصّہ(part) نہیں دیکھ سکتا اور عورَت بھی دوسری عورت کی ناف سے گھٹنے تک کا کوئی حصّہ نہیں دیکھ سکتی() مرد مرد کے اور (مسلمان) عورتیں ایک دوسرے کے جسم کے باقی حصّوں کو دیکھ سکتی ہیں جب کہ شَہوَت (یعنی جنسی خواہش۔ sexual desire) کا ڈر نہ ہو۔

{31} عورت کو شَہوَت کا ڈر نہ ہو تو غیر مرد کو دیکھ سکتی ہے لیکن() اگر عورت کو شَہوَت ہونے کا شک ہو تو اب غیر مَرد کی طرف ہر گز نظر نہ کرے۔

{32} مرد کا اپنی زوجہ یا باندی کو دیکھنے کا حکم یہ ہے کہ:

پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ عورت کی ایڑی سے چوٹی تک ہر عضو کی طرف نظر کر سکتا ہے شہوت اور بلا شہوت

دونوں صورتوں میں دیکھ سکتا ہے، اسی طرح یہ دونوں قسم کی عورتیں اس مرد کے ہر عضو کو دیکھ سکتی ہیں، ہاں بہتر یہ ہے کہ مقام مخصوص کی طرف نظر نہ کرے، کیونکہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور نظر میں بھی ضعف پیدا ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں باندی سے مراد وہ ہے جس سے وطی جائز ہے۔ (بہار شریعت ح۱۶، ص ۴۴۴، مسئلہ ۸)

{33} مَرد اپنی مَحارِم (یعنی وہ خواتین جن سے ہمیشہ کے لیے نِکاح حرام ہو مثلًا والِدہ، بہن، خالہ، پھوپھی وغیرہ) کے سر، چہرہ، کان، کندھا (shoulder)، بازو (arm)، کلائی (wrist)، پنڈلی (calf) اور قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے جب کہ شَہوَت (یعنی جنسی خواہش۔ sexual desire) کا ڈر نہ ہو۔
(بہارِ شریعت ج ۳ ص ۴۴۵، ۴۴۴، مُلَخَّصاً)

{34} مَحرِم کے جسم کے جن حصّوں کو دیکھنا جائز ہے ان کو چُھونا (touch کرنا) بھی جائز ہے جبکہ دونوں میں سے کسی کو شَہوَت کا ڈر نہ ہو۔ (بہارِ شریعت ج ۳ ص ۴۴۵)

{35} مَرد کے لیے مَحرَم کے پیٹ، کروٹ (sides)، پیٹھ (back)، ران (thigh) اور گُھٹنے (knees) کی طرف نظر کرنا جائز نہیں (یہ حکم اس وقت ہے جب جسم کے ان حصّوں پر کوئی کپڑا نہ ہو اور اگر یہ تمام حصّے موٹے اور ڈھیلے کپڑے سے چھپے ہوئے ہوں تو اُس طرف نظر کر سکتے ہیں جبکہ غلط خیالات پیدا نہ ہوں)۔

{36} دوسرے کی باندی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو محارم کا ہے۔ مدبرہ اور مکاتبہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (بہار شریعت ح۱۶، ص ۴۴۵، مسئلہ ۹۱)

{37} کنیز کو خریدنے کا ارادہ ہو تو اس کی کلائی اور بازو اور پنڈلی اور سینہ کی طرف نظر کر سکتا ہے، کیونکہ اس حالت میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس کے ان اعضا کو چھو بھی سکتا ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔
(بہار شریعت ح۱۶، ص ۴۴۶، مسئلہ ۲۰)

{38} مرد و عورت کے ساتھ ساتھ ایک تیسری جنس (sex) بھی ہے، یعنی وہ انسان کہ جس میں مرد و عورت (دونوں) کی شرمگاہیں (private parts) ہوں، وہ ''خُنثٰی'' کہلاتا ہے (محیط برھانی ج ۲۳ ص ۴۵۴)۔ ''خُنثٰی'' اُسے بھی کہتے ہیں کہ جس کے پاس دونوں شرمگاہوں میں سے کوئی سی بھی علامت (sign) نہ ہو بلکہ صرف آگے کی

طرف ایک سوراخ ہو جس سے قضائے حاجت (استنجاء۔relief) کرتا ہو۔(تَبیِینُ الحقائِق، ج۷، ص ۴۴۰، اَلْبحرُ الرَّائِق، ج۹، ص ۴۳۴، مُلخصاً)

{39} اگر بچّے میں مرد و عورت دونوں کی شرمگاہیں (private parts) ہوں تو() اب اگر وہ مرد والی شرمگاہ سے پیشاب کرتا ہو تو مَرد ہے (یعنی جو مردوں کے مسائل (جیسے مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا، اُن) پر عمل کرے) اور() اگر عورت والی شرمگاہ سے پیشاب کرے تو عورت ہے (یعنی جو عورتوں کے مسائل (جیسے غیر مرد سے پردہ کرنا، اُن) پر عمل کرے)() اگر دونوں جگہوں سے پیشاب آتا ہو تو جس سے پہلے پیشاب کرے وُہی مانا جائے گا مَثَلًا پہلے عورت والی جگہ سے پیشاب کرے تو عورت ہے اور مرد والی جگہ سے کرے تو مرد ہے() اگر دونوں جگہوں سے ایک ساتھ کرے تو یہ انسان ”خُنثیٰ مشکل“ ہے۔

{40} ”خُنثیٰ مشکل“ کے بالغ (wise, grownup) ہونے کے بعد اگر مرد کی کوئی علامت (sighn) پائی جائے تو وہ مرد ہے، جیسے اُس کی داڑھی نکل آئے تو اب مردوں کے مسائل پر عمل کرے اور() اگر عورت کی کوئی علامت (sign) پائی جائے تو وہ عورت ہے، جیسے اُس کے پستان (چھاتیاں۔breast) نکل آئیں تو اب عورتوں کے مسائل پر عمل کرے۔(بَدائِعُ الصَّنائِع ج ٦، ص ۴۱۸، مُلَخَّصاً)

{41} ”خُنثیٰ مشکل“ کے بالغ ہونے کے بعد صرف مردوں اور عورتوں (یعنی دونوں) کی علامات (نشانیاں۔signs) ظاہِر ہوں گئیں مَثَلًا داڑھی بھی نکل آئے اور پِستان (breast) بھی تو اب بھی ”خُنثیٰ مشکل“ ہی ہے۔
(فتاوی شامی ج ۱۰ ص ۴۷۸)

{42} ”خُنثیٰ مشکل“ کو مرد و عورت دونوں کے مسائل پر عمل کرنا ہوتا ہے یعنی مسجد جا کر جماعت سے نماز پڑھے گا مگر مردوں کی صف میں کھڑا نہیں ہو گا۔ غیر مردوں سے جسم چھپائے گا اور غیر عورتوں کو نہیں دیکھے گا۔ یہ اس کے لیے دنیا میں آزمائش ہے، مگر جو دین و شریعت پر عمل کرے گا، اِنْ شَاءَاللہ! (یعنی اللہ کریم نے چاہا تو) آخرت میں کامیاب ہو گا۔ ”خُنثیٰ مشکل“ اپنے دینی مسائل (پردے کے ساتھ یا فون پر) کسی سُنی مُفتی صاحب سے معلوم کرتا رہے۔

{43} لونڈی سے "عزل" علی الاطلاق جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ ج، ص ۲۵۴)

{44} احناف کے نزدیک، عزل اور فیملی پلاننگ کا حکم: مانع حمل ادویات اور غبارے کا استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ یہ دونوں عزل (مرد کا اپنی منی عورت کی شرم گاہ سے باہر خارج کرنے) ہی کے حکم میں ہے اور یہ عورت کی اجازت سے جائز ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: "نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ اِلَّا بِاِذْنِهَا" یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آزاد عورت کی اجازت کے بغیر اس سے عزل کرنے سے منع فرمایا ہے۔" (مشکوۃ المصابیح مع مرقاۃ المفاتیح، ۶/۳۵۱، دار الفکر بیروت) بعض فقہا نے عورت کی اجازت کے بغیر بھی عزل کی اجازت دی ہے۔ نیز یہ یاد رہے کہ جہاں جہاں منصوبہ بندی کی اجازت ہے وہاں اگر فقر کے خوف کی وجہ سے ہے تو ممنوع ہے۔ (دار الافتا اہلسنت کراچی پاکستان)

{45} پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے "تَلَقِّی جَلَب" سے بھی منع فرمایا ہے۔ یعنی شہر کے باہر سے تاجر (trader) جو غلّہ (اناج۔grain) لا رہے ہیں اُن کے شہر میں آنے سے پہلے ہی خرید لینا۔ اس کی دو (2) صورتیں ہیں: **(۱)** ایک یہ کہ اہل شہر کو غلّہ (اناج۔grain) کی ضرورت ہے اور یہ اس لیے ایسا کرتا ہے کہ غلّہ (اناج۔grain) ہمارے پاس ہی ہو گا پھر جتنا مہنگا بیچنا چاہیں گے، بیچیں گے۔ **(۲)** دوسری صورت یہ ہے کہ شہر والا، غلّہ لانے والے تاجروں کو شہر کا دام (rate) غلط بتا کر اُس کا مال خریدنا چاہے (مثلاً شہر میں ایک چیز مہنگی بکتی ہے، شہر والے نے کہا کہ یہ چیز آج کل بہت سستی ہے اور دھوکا دیکر وہ مال خریدنا چاہتا ہے)، تو یہ بھی منع ہے۔

نوٹ: اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو شہر کے باہر جا کر مال خرید لینا منع نہیں ہے۔

{46} حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس سے منع فرمایا: کہ شہری آدمی دیہاتی (villager) کے لیے "بیع" کرے (صحیح مسلم، کتاب البیوع، الحدیث: ۱۹۔(۱۵۲۱)، ص ۸۱۶) یعنی دیہاتی کوئی چیز بیچنے کے لیے بازار میں آتا ہے لیکن وہ قیمت (rate) نہیں جانتا اور سستی بیچ ڈالے گا تو کوئی شہری کہتا ہے: "تو مت بیچ"، میں مہنگے داموں (اچھی قیمت) میں بیچ دونگا اور وہ شہری اس دیہاتی کا بروکر (broker) بن کر بیچتا ہے (اس سے منع کیا گیا ہے)۔

(بہار شریعت، ح ۱۱، ص ۷۲۴، مُلخصاً)

() دیہاتی سے غلّہ (اناج) خرید کر بیچنے کی تین (3) صورتیں ہیں: **(۱)** حرام **(۲)** مکروہ **(۳)** جائز۔

(۱) حرام: یہ ہے کہ بستی میں کوئی شخص غلّہ (اناج۔grain) لے کر آئے تو کوئی آدمی وہ سارا خرید لے پھر جتنا مہنگا چاہے، اُتنا مہنگا بیچے کہ جس کی وجہ سے بستی والوں پر تنگی ہو جائے (لوگ تکلیف میں آئیں)۔ **(۲) مکروہ:** یہ ہے کہ اس طرح خریدنے سے بستی پر تنگی (تکلیف) تو نہ ہو مگر خریدنے والا یہ چاہتا ہو کہ قحط پڑے (بستی میں غلّہ کم ہو جائے) اور مجھے بہت نفع (profit) ملے۔ **(۳) جائز:** وہ صورت (case) ہے کہ جو اوپر بتائی ہوئی دونوں باتوں کے علاوہ ہو (یعنی نہ تو بستی والے تنگ ہوں اور نہ ہی غلّہ خریدنے والا یہ چاہتا ہو کہ بستی والوں کا غلّہ کم ہو جائے)، تو اب بالکل بھی کراہت (مکروہ) نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج ۱۷، ص ۱۹۲، مُلخصاً)

{47} "اِحتِکَار" یعنی غلّہ (اناج۔grain) روکنے کی ایک صورت یہ ہے کہ جب دام (rate) کم ہو تو غلّہ (اناج۔grain) خرید لے مگر اُسے نہ بیچے بلکہ روک لے (stock کر لے)، پھر جب لوگ بہت پریشان ہوں گے تو اب خوب مہنگا کر کے بیچے () اگر یہ صورت (case) نہ ہو بلکہ جب غلّہ (اناج۔grain) آیا خرید لیا، بیچا نہیں مگر جب دام (rate) بڑھ گئے تو بیچ دیتا ہے یہ "اِحتِکَار" نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کرنا منع ہے۔

() غلّے کے علاوہ (other)، کسی دوسری چیز میں "اِحتِکَار" نہیں ہوتا۔

(بہار شریعت ح ۱۱، ص ۷۲۲ تا ۷۲۵، مسئلہ ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، مُلخصاً)

() دوسری جگہ سے غلّہ (اناج۔grain) خرید کر لایا، اگر وہاں سے عموماً یہاں غلّہ (اناج۔grain) آتا ہے تو اس کا روکنا بھی "اِحتِکَار" ہے اور اگر وہاں سے یہاں غلّہ (اناج۔grain) لانے کی عادت جاری نہ ہو تو روکنا "اِحتِکَار" نہیں۔ مگر اس صورت (case) میں بھی بیچ ڈالنا مستحب (اور ثواب کا کام) ہے کہ روکنے میں یہاں بھی ایک طرح کی کراہت (یعنی یہ بھی ایک طرح سے مکروہ ہی) ہے۔

()"اِحْتِکَار" اسی وقت ہوتا ہے کہ جب غلّہ روکنا وہاں کے لوگوں کی تکلیف کا سبب بنے اور مہنگائی ہو جائے، یا
()یہ صورت(case)ہو کہ سارا غلّہ (اناج۔grain)اسی کے پاس ہو اور قحط پڑنے (دوسری جگہ غلّہ نہ ہونے
کا خوف ہو یعنی پھر دوسری جگہ غلّہ (اناج۔grain)نہ ملے گا۔
()اسی طرح اپنی زمین کا غلّہ (اناج۔grain)روک لینا "اِحْتِکَار" نہیں۔ **ہاں!** اگر یہ شخص قحط پڑنے (دوسری
جگہوں پر اناج ختم ہونے) کا انتظار کر رہا ہے تو اس بری نیّت (bad intention) کی وجہ سے گنہگار ہو گا۔
()"اِحْتِکَار" انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے، مثلاً اناج، انگور بادام وغیرہ۔ اسی طرح
"اِحْتِکَار" جانوروں کے چارے (کھانے کی چیزوں) میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس وغیرہ۔
(دین کے مسائل، part 3)

{48} امام یعنی بادشاہ کو غلہ وغیرہ کا نرخ مقرر کر دینا کہ جو نرخ مقرر کر دیا ہے اُس سے کم و بیش کر کے بیع نہ ہو
یہ درست نہیں۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۷۲۵، مسئلہ ۸)

کتاب الوصایا:

(یہ مواد "دین کے مسائل"، part 04 سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net مگر اس پر کام باقی ہے)

{1} وصیّت کرنا جائز ہے قرآن کریم سے، حدیث شریف سے اور اجماع امت سے اس کی مشروعیت ثابت
ہے۔ حدیث شریف میں وصیت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (جوہرہ نیرہ ج2، وبدائع ج7، ص330) شریعت میں
ایصاء یعنی وصیّت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بطور احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک
بنانا (تبیین از عالمگیری ج6، ص90) وصیّت کا رکن یہ ہے کہ یوں کہے "میں نے فلاں کے لئے اتنے مال کی وصیّت کی یا
فلاں کی طرف میں نے یہ وصیّت کی۔ (محیط السرخسی از عالمگیری ج6، ص90) وصیّت میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔
(1) موصِی یعنی وصیّت کرنے والا (2) موصی الہ یعنی جس کے لئے وصیّت کی جائے (3) موصٰی بہ یعنی جس چیز

کی وصیّت کی جائے(4)"**وصی**"(26)یعنی جس کو وصیّت کی جائے۔(کفایہ،عنایہ وعالمگیری،کفایہ ازعالمگیری ج6،ص90 مطبوعہ کوئٹہ پاکستان،مصری چھاپہ)

{2}وصیّت کرنا مستحب ہے جب کہ اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی نہ ہو،اگر اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی ہے جیسے اس پر کچھ نمازوں کا ادا کرنا باقی ہے یا اس پر حج فرض تھا ادا نہ کیا یا روزہ رکھنا تھا نہ رکھا تو ایسی صورت میں ان کے لئے وصیّت کرنا واجب ہے۔(تبیین ازعالمگیری ج6،ص90 وقدوری،در مختار،ردالمحتار)

{3}وصیّت چار قسم ہے۔(1)واجبہ جیسے زکوٰۃ کی وصیّت اور کفارات واجبہ کی وصیّت اور صدقہ،صیام وصلوٰۃ کی وصیّت(2)مباحہ،جیسے وصیّت اغنیاء کے لئے(یعنی مالداروں کے لیے)(3)وصیّت مکروہہ،جیسے اہل فسق و معصیت کے لئے وصیّت جب یہ گمان غالب ہو کہ وہ مال وصیّت گناہ میں صرف کریگا۔(درمختار وردالمحتار ج5،ص453)

(4)اس کے علاوہ کے لئے وصیّت مستحب ہے۔("الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب الوصایا،ج10،ص354)

{4}موصٰی لہ صراحۃً یا دلالۃً موصی کی وصیّت کو قبول کرلے،صراحۃً یہ ہے کہ صاف الفاظ میں کہہ دے کہ میں نے قبول کیا اور دلالۃً یہ ہے کہ مثلاً موصٰی لہ وصیّت کو منظور یا نامنظور کرنے سے قبل انتقال کرجائے تو اس کی موت اس کی قبولیت سمجھی جائے گی اور وہ چیز اس کے ورثاء کو وراثت میں دیدی جائے گی۔
(الوجیز لکردری ازعالمگیری ج6،ص90)

{5}احناف کے نزدیک وارث کے لئے وصیّت جائز نہیں مگر اس صورت میں جائز ہے کہ وارث اس کی اجازت دیدیں۔(فتاویٰ قاضی خان ازعالمگیری ج6،ص90)

{6}وارثوں کی اجازت کے بغیر اجنبی شخص کے لئے تہائی مال میں وصیّت صحیح ہے۔(تبیین ازعالمگیری ج6،ص90)

مستحب یہ ہے کہ انسان اپنے تہائی مال سے کم میں وصیّت کرے خواہ ورثاء مالدار ہوں یا فقراء۔(ہدایہ وعالمگیری ج6،ص90،قدوری،جوہرہ نیرہ) جس کے پاس مال کی قلت ہے اور اولاد کی کثرت اسے وصیت نہ کرنا ہی افضل ہے

---

(26)"**وصی**"وہ شخص ہے کہ جسے مرنے والے نے وصیّت کی ہو۔عام طور پر"**وصی**"کا لفظ نابالغ بچوں کے مال کو دیکھنے،اس کی حفاظت کرنے،یا بالغ پر خرچ کرنے یا اُس کی طرف سے کاروبار وغیرہ کرنے والے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

www.farzuloom.net

اور اگر ورثہ اغنیا(مال دار)ہوں یا مال کی دو تہائیاں بھی ان کے لیے بہت ہوں گی، تو تہائی کی وصیت کر جانا بہتر ہے۔(بہار شریعت ح۱۶، ص۶۵۵، مسئلہ ۱۸ ملخصاً)

{7}وصیّت ثلث مال سے زیادہ کی جائز نہیں مگر یہ کہ وارث اگر بالغ ہیں اور نابالغ یا مجنون نہیں، اور وہ موصِی(وصیّت کرنے والے)کی موت کے بعد ثلث مال سے زائد کی وصیّت جائز کر دیں تو صحیح ہے۔
(عالمگیری ج6، ص90 وہدایہ)

{8}موصی کی وصیّت اپنے قاتل کے لئے جائز نہیں خواہ موصی کا قتل اس نے عمداً کیا ہو یا خطاءً، خواہ موصی نے اپنے قاتل کے لئے وصیّت زخمی ہونے سے قبل کی ہو یا بعد میں لیکن اگر وارثوں نے اس وصیّت کو جائز کر دیا تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے۔(مبسوط از عالمگیری ج6، ص91 وقدوری)

{9} قاتل میراث سے محروم ہوتا ہے یعنی اگر کسی نے اپنے مورث کو قتل کیا تو اس کا ترکہ اس کو نہیں ملے گا(ہدایہ)بشرطیکہ جس سے قتل ہوا وہ مکلف(عاقل وبالغ)ہو اور اگر مجنوں یا بچہ ہے تو میراث سے محروم نہیں۔(بہار شریعت ح۱۷، ص۷۵۴، مسئلہ ۱۱)وصیّت جائز ہے قاتل کے باپ دادا کے لئے اور قاتل کے بیٹے پوتے کے لئے۔(فتاویٰ قاضی خان از عالمگیری ج6، ص91)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{10}مسلم کی وصیّت ذمی کے لئے اور ذمی کی وصیّت مسلمان کے لئے جائز ہے۔(کافی از عالمگیری ج6، ص91)

{11}ذمی کی وصیّت کافر حربی غیر مستامن کے لئے(جو دار الاسلام میں امان لئے نہ ہو) صحیح نہیں۔(بدائع از عالمگیری ج6، ص91)

{12}کافر حربی دار الحرب میں ہے اور مسلمان دار الاسلام میں ہے اس مسلمان نے اس کافر حربی کے لئے وصیّت کی تو یہ وصیّت جائز نہیں اگرچہ ورثہ اس کی اجازت دیں اور اگر حربی موصیٰ لہ دار الاسلام میں امان لے کر داخل ہوا اور اپنی وصیّت حاصل کرنے کا قصد و ارادہ کیا تو اسے مال وصیّت سے کچھ لینے کا اختیار نہیں خواہ

ورثاءاس کی اجازت دیں اور اگر موصی بھی دار الحرب میں ہو تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔(محیط از عالمگیری ج6، ص92)

{13} کافر حربی دار الاسلام میں امان لے کر آیا مسلمان نے اس کے لئے وصیّت کی تو یہ وصیّت ثُلث مال میں جائز ہوگی خواہ ورثاء اس کی اجازت دیں یا نہ دیں لیکن ثُلث مال سے زائد میں ورثہ کی اجازت کی ضرورت ہے، کافر حربی مستامن کے لئے یہی حکم ہبہ کرنے اور صدقہ نافلہ دینے کا ہے۔(تاتارخانیہ از عالمگیری ج6، ص92)

(یہ مواد "دین کے مسائل" part 04، سے لیا گیا ہے، www.farzuloom.net مگر اس پر کام باقی ہے)

{14} مسلمان کی وصیّت مرتد کے لئے جائز نہیں۔(فتاوٰی قاضی خاں از عالمگیری ج6، ص92)

{15} وصیّت قبول کرنے کا اعتبار موصی کی موت کے بعد ہے اگر موصیٰ لہ نے موصی کی زندگی ہی میں اسے قبول کیا یا رد کیا تو یہ باطل ہے، موصی لہ کو اختیار رہے گا کہ وہ موصی کے انتقال کے بعد وصیّت کو قبول کرے۔ (سراجیہ از عالمگیری ج6، ص90)

{16} موصی الیہ (وصی) نے موصی کے سامنے وصیّت کو قبول کر لیا پھر جب وصی چلا گیا، موصی نے کہا گواہ رہو میں نے اسے وصیّت سے خارج کر دیا تو یہ اخراج صحیح ہے اور اگر وصی نے موصی کی عدم موجودگی میں وصی بننے کو رد کر دیا قبول نہیں کیا تو اس کا یہ رد کرنا باطل ہے۔(عالمگیری ج6، ص137)

{17} کسی کو وصیّت کی، اگر موصی الیہ نے سکوت اختیار کیا اور موصی کے سامنے یہ نہ کہا کہ میں قبول نہیں کرتا پھر اس کی پس پشت موصی کی زندگی میں یا اس کی موت کے بعد ایک جماعت کی موجودگی میں کہا کہ میں نے قبول کر لیا تو اس کا قبول کرنا جائز ہے اور یہ وصی بن جائے گا۔(عالمگیری ج6، ص137)

{18} وصیّت کا رکن ایجاب و قبول ہے، ایجاب **"وصی"** کی طرف سے اور قبول موصی لہ کی طرف سے، امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک۔(بدائع ج7، ص331)

{19} موصی لہ صراحۃً یا دلالۃً موصی کی وصیّت کو قبول کرلے، صراحۃً یہ ہے کہ صاف الفاظ میں کہہ دے کہ میں نے قبول کیا اور دلالۃً یہ ہے کہ مثلاً موصی لہ وصیّت کو منظور یا نامنظور کرنے سے قبل انتقال کرجائے تو اس کی موت اس کی قبولیت سمجھی جائے گی اور وہ چیز اس کے ورثاء کو وراثت میں دیدی جائے گی۔
(الوجیز لکردری از عالمگیری ج6، ص90)(دین کے مسائل، part 4)

(یہ مواد دین کے مسائل سے نہیں لیا گیا، بہار شریعت سے لیا گیا ہے)

{20} وصی کہ جو فاسق و بدعمل ہو یا کافر ہو یا غلام ہو، قاضی کے لئے ضروری ہے کہ اسے برطرف اور معزول کردے اور اس کی جگہ کسی دوسرے امانت دار مسلمان کو مقرر کرے۔(خزانۃ المفتیین از عالمگیری ج6، ص137)

{21} وصی نے وصیّت قبول کرلی پھر اس نے ارادہ کیا کہ وصیّت سے نکل جائے، یہ بغیر حاکم کی اجازت کے جائز نہیں موصی الیہ یعنی وصی کو جب وصیّت لازم ہوگئی پھر وہ حاکم کے پاس حاضر ہوا اور اس نے اپنے آپ کو وصی ہونے سے خارج کیا تو حاکم معاملہ پر غور کریگا اگر وہ وصی امانت دار اور وصیّت نافذ کرنے پر قادر ہے تو اسے وصی ہونے سے نہیں نکالے گا اور اگر وہ عاجز ہے اور اس کے مشاغل کثیر ہیں تو نکال دے گا۔(السراج الوہاج از عالمگیری ج6، ص137)

{22} موصی نے دو آدمیوں کو اپنا وصی بنایا تو دونوں میں سے ایک تنہا تصرف نہیں کرسکتا اور اس کا تصرف بغیر دوسرے کی اجازت کے نافذ نہیں ہوگا لیکن چند چیزوں میں ہوسکتا ہے جیسے میت کی تجہیز و تکفین، میت کے دَین کی ادائیگی، ودِیعت (امانت) کی واپسی اور غصب کردہ چیز کی واپسی، حقوق میت سے متعلق مقدمات، نابالغ وارث کے لئے ہبہ قبول کرنا اور جس چیز کی ہلاکت کا اندیشہ ہے اسے فروخت کرنا، لیکن وہ تنہا میت کی ودیعت (امانت) پر قبضہ نہیں کرسکتا نہ میت کا دَین وصول کرکے قبضہ کرسکتا ہے۔(عالمگیری ج6، ص139)

{23} اگر کسی نے اپنے ثلث مال کی فلاں شخص اور مساکین کے لئے وصیّت کی تو اس ثلث مال کا نصف فلاں کو دیا جائے گا اور نصف مساکین کو۔(ہدایہ جلد4 از عالمگیری ج6، ص106)

{24} ایک شخص نے وصیّت کی کہ میرا کل مال فلاں شخص کو دیدیا جائے اور ایک دوسرے شخص کے لئے وصیت کی کہ اسے میرے مال کا تہائی حصہ دیا جائے تو اگر اس کے وارث نہیں ہیں یا ہیں مگر انھوں نے اس وصیت کو جائز کر دیا تو اس کا مال دونوں (موصیٰ لہما) (یعنی جن دونوں کے لئے وصیت کی گئی) کے درمیان بطریقِ منازعت تقسیم ہو گا اور اس کی صورت یہ ہے کہ ثلث مال نکال کر بقیہ کل اس کو دیدیا جائے گا جس کے حق میں کل مال کی وصیّت ہے رہا ثلث مال تو وہ دونوں کے مابین نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا۔ (عالمگیری ج6، ص98)

{25} ایک شخص کے حق میں اپنے ثُلث مال (تہائی مال) کی وصیّت کی اور دوسرے کے حق میں اپنے سدس مال کی (چھٹے حصے کی) تو اس صورت میں اس کے ثلث مال کے تین حصے کئے جائیں گے اس میں سے دو 2 حصے ثلث مال کی وصیّت والے کے لئے اور ایک حصہ اسے جس کے حق میں سدس مال کی وصیّت کی۔ (ہدایہ از عالمگیری ج6، ص97)

{26} وصیّت کرنا مستحب ہے جب کہ اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی نہ ہو، اگر اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی ہے جیسے اس پر کچھ نمازوں کا ادا کرنا باقی ہے یا اس پر حج فرض تھا ادا نہ کیا یا روزہ رکھنا تھا نہ رکھا تو ایسی صورت میں ان کے لئے وصیّت کرنا واجب ہے۔ (تبیین از عالمگیری ج6، ص90 و قدوری، در مختار، ردالمختار)

{27} یہ صرف (۱) صوم و (۲) صلوٰۃ کا فدیہ ہُوا اور ہنوز اور بہت فدیے و کفارے باقی ہیں مثلاً (۳) زکوٰۃ فرض کیجئے ہزاروں روپے زکوٰۃ کے اس پر مجتمع ہو گئے تھے اور نیم صاع کی قیمت دو ۲ آنے ہے تو آٹھ ہزار دور بہ نیت زکوٰۃ دینے لینے کو درکار ہیں (۴) قربانیاں، اگر فی قربانی ایک ہی روپیہ قیمت رکھئے تو ساٹھ ۶۰ قربانیوں کے لیے چار سو اسی ۴۸۰ دور ہوں۔ (۵) قسموں کے کفارے، ہر قسم کے لیے دس مسکین جدا جدا درکار ہیں ایک کو دس بار دینا کافی (enough) نہ ہو گا (۶) ہر سجدہ تلاوت کے لیے بھی احتیاطاً ایک فدیہ مثل ایک نماز کے ادا چاہئے وان لم یجب علی الصحیح کمافی التاتار خانیۃ (اگر چہ صحیح قول کے مطابق واجب نہیں جیسا کہ تاتار خانیہ میں ہے۔ ت) (۷) صدقاتِ فطر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے جس قدر ادا نہ ہوئے ہوں (۸) جتنے نوافل فاسد ہُوئے اور ان کی قضا نہ کی (۹) جو جو منّتیں مانیں اور ادا نہ کیں (۱۰) زمین کا عشر یا خراج جو ادا سے رہ گیا وغیرہ

وغیرہ اشیائے کثیرہ، تو "**وصی**"(27) اس کے مرنے کے بعد میّت کی طرف سے ہر واجب کے عوض صدقۃ الفطر کی مقدار فدیہ دے، اگر عبادت مالی ہو مثلاً زکوۃ تو وصی مقدار واجب میّت کی طرف سے ادا کرے اور اگر مالی اور بدنی کا مرکب ہو جیسے حج تو کسی شخص کو بھیج کر میّت کے مال سے حج کرائے کذا فی البحر اھ۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۰، ص ۵۴۰)

{28} جس پر حج فرض ہے اور نہ ادا کیا نہ وصیت کی تو بالاجماع گنہگار ہے، اگر وارث اُس کی طرف سے حجِ بدل کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال سے کرایا جائے اگرچہ اُس نے وصیت میں تہائی کی قید نہ لگائی۔ مثلاً یہ کہہ مرا کہ میری طرف سے حجِ بدل کرایا جائے۔

{29} تہائی مال کی مقدار اتنی ہے کہ وطن سے حج کے مصارف کے لیے کافی ہے تو وطن ہی سے آدمی بھیجا جائے، ورنہ بیرونِ میقات جہاں سے بھی اُس تہائی سے بھیجا جا سکے۔ یوہیں اگر وصیت میں کوئی رقم معیّن کر دی ہو تو اس رقم میں اگر وہاں سے بھیجا جا سکتا ہے تو بھیجا جائے ورنہ جہاں سے ہو سکے اور اگر وہ تہائی یا وہ رقم معیّن بیرونِ میقات کہیں سے بھی کافی نہیں تو وصیت باطل۔ (بہار شریعت ح ۶، ص ۱۲۰۶، مسئلہ ۲۶، ۲۵)

{30} راستہ میں انتقال ہوا اور حجِ بدل کی وصیت کر گیا تو اگر کوئی رقم یا جگہ معین کر دی ہے تو اس کے کہنے کے موافق کیا جائے، اگرچہ اس کے مال کی تہائی اتنی تھی کہ اُس کے وطن سے بھیجا جا سکتا اور اس نے غیر وطن سے بھیجنے کی وصیت کی یا وہ رقم اتنی بتائی کہ اس میں وطن سے نہیں جایا جا سکتا تو گنہگار ہوا اور معین نہ کی تو وطن سے بھیجا جائے۔ (بہار شریعت ح ۶، ص ۱۲۰۷، مسئلہ ۲۸)

{31} ایسا ہی فتاوی خلاصہ میں ہے، اور نابالغ تمیز نہ رکھنے والے بچے کی وصیت بالکل نافذ نہیں ہوتی اگرچہ نیکی کے کاموں کے لئے ہو بخلاف امام شافعی علیہ الرحمہ کے۔ اسی طرح تمیز رکھنے والے نابالغ کی وصیت بھی صحیح

---

(3) "**وصی**" وہ شخص ہے کہ جسے مرنے والے نے وصیّت کی ہو۔ عام طور پر "**وصی**" کا لفظ نابالغ بچوں کے مال کو دیکھنے، اس کی حفاظت کرنے، یا بالغ پر خرچ کرنے یا اُس کی طرف سے کاروبار وغیرہ کرنے والے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

www.farzuloom.net

نہیں مگر تجہیز و تکفین میں اس کی وصیت صحیح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قریب البلوغ لڑکے کی وصیت کو جائز قرار دینا اسی تجہیز و تکفین پر محمول ہے (در مختار)۔ یہ حکم سائل کے اظہار کے مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (الدر المختار کتاب الوصایا مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۱۹)

{32} وصیّت کرنے والے کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی وصیّت سے رجوع کرلے، یہ رجوع کبھی صریحاً ہوتا ہے اور کبھی دلالۃً۔ صریحاً کی صورت یہ ہے کہ صاف لفظوں میں کہے کہ میں نے وصیّت سے رجوع کرلیا یا اسی قسم کے اور کوئی صریح لفظ بولے اور دلالۃً رجوع کرنے کی صورت یہ ہے کہ کوئی ایسا عمل کرے جو رجوع کرلینے پر دلالت کرے۔ (بہار شریعت ح ٦، ص ۹۴۳، مسئلہ ۱۹)

{33} پہلے وصیّت کردی پھر اس سے منکر ہو گیا تو اس کا یہ انکار اگر موصیٰ لہ کی عدم موجودگی میں ہو تو یہ رجوع نہیں لیکن اگر موصی الہ کی موجودگی میں انکار کیا تو یہ وصیّت سے رجوع ہے۔ (مبسوط از عالمگیری ج6، ص93)

{34} اپنے پڑوسیوں کے لئے وصیّت کی تو اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وہ تمام لوگ شامل ہیں جو اس کے گھر سے ملے ہوئے ہوں لیکن صاحبین کے نزدیک وہ تمام لوگ شامل ہیں جو محلہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ (در مختار ج5، ص476) اپنے پڑوس یا فلاں کے پڑوسی کے لئے وصیّت کی اور وہ پڑوسی ان گنت ہیں تو وصیّت باطل ہے۔ (تاتار خانیہ از عالمگیری ج6، ص119)

{35} اپنے اصہار یعنی سسرال والوں کے لئے وصیّت کی تو یہ وصیّت اس کی بیوی کے ہر ذی رحم محرم کے لئے ہے، اسی طرح اُس میں اس کے باپ کی بیوی کے ذی رحم محرم بھی داخل ہوں گے اور اُس کے ہر ذی رحم محرم کی زوجہ بھی داخل ہے، یہ سب اس وقت داخل ہوں گے جب موصِی کی موت کے دن یہ اس کے صہر ہوں۔ (عالمگیری ج6، ص120)، یعنی موصِی کی زوجہ اس کی زوجیت میں ہو، طلاقِ بائن یا طلاقِ مغلظہ سے عدّت میں نہ ہو، اگر طلاقِ رجعی سے عدّت میں ہے تو وہ زوجیت میں داخل ہے۔ (در مختار، ردالمحتار ج5، ص473)

{36} اپنے اَختان یعنی دامادوں کے لئے وصیّت کی تو اس میں اس کے ہر ذی رحم محرم کا شوہر داخل ہے، جیسے بیٹیوں کے شوہر، بہنوں کے شوہر، پھوپھیوں کے شوہر اور خالاؤں کے شوہر۔ (محیط از عالمگیری ج6، ص120)

www.farzuloom.net

{37} اقارب کے لئے وصیّت کی تو وہ اس کے ذی رحم محرم میں سے درجہ بدرجہ زیادہ قریب کے لئے ہے اور اس میں والدین داخل نہیں اور یہ وصیّت ایک سے زیادہ کے لئے ہے۔(ہدایہ ج4، عالمگیری ج6، ص116) امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلہ میں چھ چیزوں کا اعتبار فرمایا ہے۔ پہلی یہ کہ اس لفظ کے مستحق موصِی کے ذی رحم محرم ہیں، دوسری یہ کہ ان کے باپ اور ماں کی طرف سے ہونے میں کوئی فرق نہیں، تیسری یہ کہ وہ وارثوں میں سے نہ ہوں، چوتھی یہ کہ زیادہ قریب مقدم ہوگا اور اَبْعَدْ (دور کا رشتہ دار جس کے بیچ میں کسی رشتے کا فاصلہ ہو مثلاً باپ کے ہوتے ہوئے دادا) اَقْرَبْ (قریب کا رشتہ دار جس کے بیچ میں کسی رشتے کا فاصلہ نہ ہو مثلاً باپ) سے محجوب (محروم) ہو جائے گا، پانچویں یہ کہ مستحق دو 2 یا دو 2 سے زیادہ ہوں، اور چھٹی یہ کہ اس میں والد اور ولد (بیٹا) داخل نہیں۔(ہدایہ مع الکفایہ ج4 ودر مختار)

{38} اقارب کے لئے وصیّت کی تو اس میں دادا اور پوتا داخل نہیں۔(عالمگیری ج6 ص116 وہدایہ مع الکفایہ ج4)

{39} اقارب کے لئے وصیّت کی تو اگر دو 2 چچا اور دو 2 ماموں ہیں اور وہ وارث نہیں کہ مرنے والے کا بیٹا موجود ہے تو اس صورت میں یہ وصیّت دونوں چچاؤں کے لئے ہے، دونوں ماموؤں کے لئے نہیں۔(بدائع از عالمگیری ج6، ص116)

{40} اقارب کے لئے وصیّت کی اور ایک چچا اور دو ماموں ہیں تو چچا کو ثلث کا نصف ملے گا اور نصفِ آخر دونوں ماموؤں کو۔(ہدایہ ج4، عالمگیری ج6، ص116 وبدائع)

{41} اپنے نسب یا حسب کے لئے وصیّت کی تو وہ اس کے ہر اس رشتہ دار کے لئے ہے جس کا نسب اس کے مورث اعلیٰ (اقصیٰ الاب) سے ثابت ہے۔(عالمگیری ج6، ص116)

{42} اگر کسی نے اپنے مال میں سے کسی خاص قسم کے مال کے ثلث حصہ کی وصیّت کی مثلاً کہا کہ میری بکریوں یا بھیڑوں کا تہائی حصہ فلاں کو دیا جائے اور یہ بکریاں یا بھیڑیں موصی کی موت سے پہلے ہلاک ہو جائیں تو یہ وصیّت باطل ہو جائے گی حتیٰ کہ اس نے ان کے ہلاک ہونے کے بعد دوسری بکریاں یا بھیڑیں خریدیں تو موصیٰ لہ کا ان بکریوں یا بھیڑوں میں کوئی حصہ نہیں۔(عالمگیری ج6، ص106)

{43}پیٹ کے بچہ کی اور پیٹ کے بچے کے لئے وصیّت جائز ہے بشر طیکہ وہ بچہ وقت وصیّت سے چھ ماہ سے پہلے پہلے پیدا ہو جائے۔(عالمگیری ج6، ص92)

{44}اگر کسی شخص نے یہ وصیّت کی کہ "میری یہ لونڈی فلاں کے لئے ہے مگر اس کے پیٹ کا بچہ نہیں" تو یہ وصیّت اور استثناء دونوں جائز ہیں۔(کافی از عالمگیری ج6، ص92)

{45}ر ایک شخص کے پاس چھ 600 سو درہم اور ایک لونڈی قیمتی تین سو درہم کی ہیں اس نے کسی آدمی کے لئے لونڈی کی وصیّت کی اور مر گیا پھر لونڈی نے ایک بچہ جنا جس کی قیمت تین سو درہم کے برابر ہے پس یہ ولادت اگر تقسیم مال اور قبول وصیّت سے پہلے ہوئی تو موصٰی لہ کو وصیّت میں وہ لونڈی ملے گی اور اس بچہ کا تہائی حصہ، اور اگر موصٰی لہ کے وصیّت قبول کرنے کے بعد اور مال تقسیم ہو جانے کے بعد ولادت ہوئی تو بلا اختلاف موصیٰ لہ کی ملکیت ہے اور اگر موصٰی لہ نے وصیّت قبول کر لی تھی اور مال ابھی تقسیم نہ ہوا تھا کہ لونڈی کے بچہ پیدا ہو گیا تب بھی وہ موصٰی بہ میں شامل ہو گا جیسا کہ قبول وصیّت سے قبل کی صورت میں وہ موصٰی بہ میں شامل کیا گیا تھا، اور اگر لونڈی نے موصی کی موت سے پہلے بچہ جنا تو وہ وصیّت میں داخل نہ ہو گا۔(کافی از عالمگیری ج6، ص108)

{46}زید نے وصیّت کی کہ اس کا ایک تہائی مال عمرو اور بکر کے لئے ہے اور بکر کا انتقال ہو چکا ہے خواہ اس کا علم موصِی یعنی وصیّت کرنے والے کو ہو یا نہ ہو، یا یہ وصیّت کی کہ میرا تہائی مال عمرو اور بکر کے لئے ہے اگر بکر زندہ ہو حالانکہ وہ انتقال کر چکا ہے یا یہ وصیّت کی کہ میرا تہائی مال عمرو کے لئے اور اس شخص کے لئے ہے جو اس گھر میں ہو اور اس گھر میں کوئی نہیں ہے یا یہ وصیّت کی کہ میرا تہائی مال عمرو کے لئے اور اس کے بعد ہونے والے بیٹے کے لئے، یا یہ کہا کہ میرا تہائی مال عمرو کے لئے اور بکر کے بیٹے کے لئے اور بکر کا بیٹا وصیّت کرنے والے سے پہلے مر گیا تو ان تمام صورتوں میں اس کا تہائی مال پورا پورا صرف اکیلے عمرو کو ملے گا۔
(عالمگیری ج6، ص105)

---

www.farzuloom.net